مذہب اہل سنت، مسلک اعلیٰ حضرت کا ترجمان

بیادِ: شیخ المشائخ حضرت علامہ السید الشاہ چندا حسینی ، صوفی ، اشرفی

سجادہ نشین قطب رائچور، آستانہ عالیہ شمسیہ اشرفیہ، رائچور، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ماہنامہ حجۃ الاسلام بنام



چیف ایڈیٹر

مولانا سید محمد حسینی اشرفی مصباحی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نومبر و دسمبر ۲۰۱۱ء

جلد نمبر: ۲۵
شمارہ: ۱۱/۱۲

محرم — صفر

مذہب اہل سنت ومسلک اعلیٰ حضرت کا ترجمان

بفیضِ روحانی محافظینِ مسلک اعلیٰ حضرت:

حضور مفتی اعظم ہند، حضور صدر الشریعہ، حضور شیر بیشۂ اہل سنت، حضور سید العلماء، حضور احسن العلماء، حضور محدث اعظم ہند، حضور حافظ ملت علیہ، حضور مجاہد ملت، علیہم الرحمۃ والرضوان

ماہنامہ حجۃ الاسلام بنام



چیف ایڈیٹر

مولانا سید محمد حسینی اشرفی مصباحی

۱۶ر سجادہ نشین قطب رائچور، آستانہ عالیہ شمسیہ، وسرپرست موجودہ سجادہ نشین

ایڈیٹر

مولانا سید اشرف رضا حسینی رائچوری

معاون ایڈیٹر

مولانا سید صفی حسینی رائچوری

بتعاون

آل انڈیا جماعت رضائے مصطفیٰ، برانچ، ناگپور

حضرت شیخ المشائخ کے حضور مفتی اعظم ہند کے انتقال کی خبر سننے کے بعد غم زدہ الفاظ

اب سنیت کا شیرازہ بکھر جائے گا۔ اب مسلک میں طرح طرح کے فتنے اٹھیں گے۔ ان کو کوئی دبانے والا نہیں رہا۔ فتنوں کی شورش اس قدر تیزی سے برپا کی جائیگی کہ جو قابل باصلاحیت علماء فتنوں کے سد باب کے لئے موجود ہیں ان فتنہ انگیزوں کے شور بے ہنگم کی وجہ سے کنارہ کش ہو جائیں گے۔ اب کوئی کسی کی سننے والا نہیں ہے۔

حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی جلالت مآب شخصیت نے اکابر واصاغر اور عوام وخواص اہلسنت کو اپنے قاہر علمی ودینی وشرعی جلالت شان سے سب کو ایک رسی میں مضبوط باندھ رکھا تھا، اب باندھنے والا کوئی نہیں رہا۔

شیخ المشائخ حضرت مولانا سید چندا حسینی صوفی علیہ الرحمہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ شمسیہ اشرفیہ (قطب رائچور) کرناٹک۔

مینجر، کمپوزر: سید محمد عزیز اللہ حسینی

Sayyed Mohammed Husaini Chief Editor Monthly "SUNNI AWAZ" Mohalla Ganjakhet Nagpur-18. (M.S)
www.sunniawaz.net sunniawaz@gmail.com s.m.husaini786@gmail.com facebook.com/sunniawaz

پرنٹر، پبلشر، پروپرائٹر، مولانا سید محمد حسینی، اشرفی مصباحی، نے شمسیہ پرنٹنگ پریس، گانجہ کھیت سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ سنی آواز، محلہ گانجہ کھیت سے شائع کیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کیا دبے جس پہ حمایت کا ہو پنجہ تیرا
شیر کو خطرے میں لاتا نہیں کتا تیرا

مشمولات

مسلک اعلیٰ حضرت زندہ آباد

کلک رضا ہے خنجر خونخوار برق بار
اعدا سے کہہ دو خیر منائیں نہ شر کریں

حضرت علامہ فضل حق خیرآبادی علیہ الرحمۃ والرضواں کے جشن کے نام پر سیاست

از: حضرت علامہ سید محمد حسینی میاں اشرفی مصباحی، سجادہ نشین ۱۶ آستانہ عالیہ شمسیہ اشرفیہ حضرت قطب رائچور، وچیف ایڈیٹر ماہنامہ سنی آواز، ناگپور

لگا رہا ہوں مضامین نو کے پھر انبار
خبر کردو میرے خرمن کے خوشہ چینوں کو

حضرت علامہ فضل حق خیرآبادی علیہ الرحمۃ والرضوان کی ذات کریمہ پر جماعت اہل سنت ہمیشہ ناز کرتی رہیگی جس ذات نے احقاق حق وابطال باطل میں تاریخی رول ادا کیا، احقاق حق میں عظیم کردار کے ثبوت کے طور پر ظالم وجابر انگریز حکومت کے خلاف فتویٰ جہاد کو پیش کیا جاسکتا ہے اس کے علاوہ آپ کے اور بھی علمی خدمات اور مجاہدانہ کرادار ہیں جن کو رہتی دنیا تک مسلمان بھلا نہیں سکتے علمی رعب ودبدبہ کا یہ عالم تھا کہ معقولات میں بجا طور پر زمانے بھر کے کامل صاحبان علم وعقل جن کے سامنے اپنی بلند پیشانیاں جھکاتے ہوئے نظر آتے تھے حق گوئی وبیباکی میں آپ سے بڑھکر اس زمانے میں اور کوئی شخصیت پیدا نہیں ہوئی تھی جن کی ذات پر علم وعقل وفہم وفراست ہمیشہ ناز کریگی۔

۲۰۱۱ء ایک عظیم سال ہے کہ آپکو وفات فرمائے ہوئے ڈیڑھ سو سال گزر چکے اس ڈیڑھ سو سالہ دور میں آپ جیسی عظیم شخصیت پر کم از کم ڈیڑھ سو کتب تو دور کی بات ہے میرا خیال ہے کہ دو تین درجن کتابیں بھی شائع نہ ہوسکیں یہ ہماری جماعت کی کوتاہی ہے اور اس میں بدمذہبوں اور گمراہوں کی سوچی سمجھی بڑی سازش بھی کارفرما رہی ہے ایسی عظیم علمی وانقلابی شخصیت جماعت اہلسنت سے تعلق رکھتی ہے اگر ایسی شخصیت وہابیہ دیابنہ وغیرہ بدمذہبوں سے تعلق رکھتی تو اس شخصیت کے لئے زمین وآسمان کے قلابے ملادیے جاتے تعریف کا ایسا لامتناہی سلسلہ چل پڑتا کہ باوجود طویل زمانہ گذرنے کے رکنے کا نہ رکتا جو چیز نہ ہوتی وہ بھی اس شخصیت کے سوانح میں لکھ دی جاتی حضرت علامہ کے ساتھ بدمذہبوں اور بددینوں نے ہمیشہ بغض وعناد عداوت وحسد سے کام لیا، اور جماعت اہلسنت نے بھی خاطر خواہ آپکی ذات پر کما حقہ دھیان نہ دیا اگر برسوں سے کوشش جاری رہتی تو عوام سے لے کر حکومت وقت تک آپکی شخصیت سے مرعوب ومتاثر نظر آتی۔ بھلا ہو علامہ یٰسین اختر مصباحی اور آپکے رفقاء کا انھوں نے ۲۰۱۱ء کو حضرت علامہ فضل حق خیرآبادی کی طرف منسوب کردیا، رسالوں میں مضامین لکھے گئے سیمنار وجلسے منعقد ہوئے اور کوشش کی گئی کہ حضرت علامہ کو عوامی اور حکومتی سطح پر عظیم شخصیت کے طور پر منوالیں اور یہ سلسلہ جاری ہے۔

حضرت علامہ کی خدمات کے پردے میں دوسرا پہلو

یقیناً حضرت علامہ فضل حق خیرآبادی علیہ الرحمہ جس کے مستحق تھے اس طرف دھیان دیا گیا۔ اس کے ساتھ تلخ حقیقت بھی سامنے آئی وہ افسوس ناک ہے، اس میں ایک مخصوص گروپ کی کارفرمائی ہے، بلکہ یہ گروپ چند برسوں سے اسی میں لگا ہوا ہے۔ جماعت اہل سنت کے ان علماء کو سامنے لاکر بلکہ رو بدمذہبیت کی آڑ میں اعلیٰ حضرت امام اہلسنت احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ کے کردار کو کم کرکے ان علماء کے کرداد کو بہت تیزی سے گروپ کی شکل میں سامنے لایا جائے کہ چند سال کے بعد نئی پود اعلیٰ حضرت کو بھلادے یا ان کے ذکر کو اہمیت نہ دے۔ علامہ فضل حق خیرآبادی رحمۃ اللہ علیہ کے مجاہدانہ کردار کے بعد مولوی اسماعیل دہلوی کے تکفیری مسئلہ کو بھی خوب اچھالا جائے اب اس مسئلہ میں اعلیٰ حضرت نے اگرچہ فقہاء کی زبان میں ستر وجوہ سے تکفیر فرمائی لیکن متکلمین کی زبان میں کف لسان فرمایا۔ یہ خالص علمی بحث ہے لزومی اور التزامی تکفیر کا مسئلہ جو علماء کرام اسکے ماہر ہیں وہی اسپر

ہاتھ ڈال سکتے ہیں عوام تو کیا رسمی علماء کو بھی بحث کی اجازت نہیں دی جا سکتی، اگر چہ اعلیٰ حضرت نے مولوی اسماعیل دہلوی پر علماء متکلمین کی روشنی پر تکفیر سے کف لسان فرمایا اسکا مطلب یہ نہیں کہ اسکی کفری عبارت پر اسکو مسلمان کہا، فقہی روش پر مولوی اسماعیل کی ستر وجوہ سے تکفیر فرمائی اسکے زمانے کا تفاوت بھی بہت بڑا سبب ہے۔ جب اعلیٰ حضرت علمی گوہر لٹا کر زمانے کو حیرت میں ڈال رہے تھے اس وقت مولوی اسماعیل دہلوی کو مرکر مٹی میں ملے ہوئے زمانہ گزر چکا تھا، چاروں اکابر علماء وہابیہ کی تکفیر کی طرح مولوی اسماعیل دہلوی کو شرعی مراحل سے گزارا نہیں جا سکتا تھا، آنے والے دور میں ایک گروپ کی سازش نظر آتی ہے کہ۔ اس مسئلہ میں اعلیٰ حضرت کو نیچا دکھانے کی سخت محنت کی جائے اور ظفر ادیبی، مولوی خلیل بدایونی کے طرز پر اعلیٰ حضرت کو دبا دیا جائے ہو سکتا ہے یہ ناپاک کوشش بعد میں کی جائے ابھی تو فی الحال علامہ کے فتویٰ جہاد پر زور دیا جائے ، پھر اسکے بعد آگے کی منزل سر کی جائے۔ جو بھی بغض رضا میں مبتلا ہوا اسکو علامہ فضل حق خیر آبادی کا ہی سہارا لینا پڑا، علامہ کو خوب سراہا گیا ان کے علمی کارنامے پر بہت محنت کی گئی پھر مولوی اسماعیل دہلوی کی کفری عبارت ،علامہ کی فقہی تکفیر کے پردے میں اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہٗ پر حملے کا آغاز کیا جاتا ہے، جیسا کہ مولوی ظفر ادیبی اور مولوی خلیل بدایونی اور مولوی انتخاب قدیری وغیرہ کو مثال میں پیش کیا جا سکتا ہے، پہلے کسی ایک شخصیت سے محبت کی آڑ میں اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی شخصیت کو گھٹانے یا آپ پر ناروا حملوں کا آغاز کیا جاتا ہے پھر اعلیٰ حضرت کی عظمت کے ساتھ شان سے جی بھر کر کھیلا جاتا ہے۔

اسکی پیشوائی کے طور پر خوشتر نورانی صاحب اور جناب مولوی اسید الحق (بدایونی چھوٹے شیر) کا نام نمایاں نظر آتا ہے، خوشتر صاحب کا یہ کردار و عمل ان کے عظیم دادا محسن اسلام وسنیت قائد اہل سنت حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ کی مبارک حیات ہی میں سامنے آچکا تھا جسپر وہ حضرت علامہ کے عتاب کا بھی شکار ہو چکے ہیں،۔ اور بدایوں کے اسید صاحب کا خاندان ایک زمانے میں علم وعمل کا گہوارہ رہ چکا ہے، اس باوقار خاندان میں حضرت محب رسول اور حضرت تاج الفحول رحمہما اللہ جیسی عظیم شخصیات پیدا ہوئیں رد بدمذہبیت میں نمایاں کردار ادا کیا۔ان حضرات کے احسان کو زمانہ بھلا نہیں سکتا، حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی اور ان کے ہمعصر علماء اور حضرت محب رسول حضرت تاج الفحول علیہما الرحمہ کے تردید وہابیت کو سامنے رکھ کر ان دونوں کے رفقاء نے یہ تاثر دینے کی ناکام کوشش کی کہ رد وہابیت میں تنہا اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہٗ کا کردار نہیں ہے بلکہ اس میں اور بھی علماء کرام کا اہم کردار شامل ہے بلکہ اس میں زور دیا گیا جناب مولوی اسید الحق صاحب اسی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ لیکن اسکو کیا کیجئے گا کہ ایسے عظیم خاندان سے تعلق رکھنے کے باوجود اس گھرانے سے تقریباً ایک صدی کا عرصہ گزر چکا علم ان کے خاندان سے رخصت ہو چکا، اس لئے حضرت تاج الفحول علیہ الرحمہ کے خاندان کے موجودہ سربراہ و جانشین حافظ سالم القادری صاحب نے بڑی شدت سے محسوس کیا اب میرے گھرانے میں پھر سے علم لانے کے لئے محنت وجد وجہد کرنے کی ضرورت ہے۔اس کو پھر سے لانے کے لئے کہاں جائیں۔ان کا دل یہی کہہ رہا تھا کہ یقیناً ہم کو علمی بھیک کے لئے بریلی شریف کے در پر ہی حاضر ہونا پڑیگا۔ اب کس کے سامنے دامن پساریں۔تو ان کی خواجہ علم وفن خواجہ مظفر حسین صاحب قبلہ مدظلہٗ العالی کی ذات کریمہ پر نظر پڑی ۔یہی ایک شخصیت بڑی رقیق القلب اور فیاض ہے اس سلسلہ میں بدایونی خانقاہ کے سربراہ جناب حافظ سالم صاحب اور حضرت خواجۂ علم وفن کے درمیان جو گفتگو ہوئی ہوگی وہ جانیں بہر صورت مدرسہ قادریہ بدایوں میں حضرت خواجۂ علم وفن اپنی تمام تر علمی جلوہ سامانیوں کے ساتھ بریلوی فیضان لٹانے کے لیئے بڑی فراخدلی کے ساتھ بدایوں تشریف لائے اور بدایوں میں بریلوی علمی فیضان کی بہار لٹانے لگے حافظ سالم صاحب اپنے فرزند کو یہی کہا ہوگا کہ بریلوی علم وفن کا امام آچکا ہے جلد سے جلد جتنا علم حاصل کرنا چاہو خوب حاصل کرو اور ہمارے خاندان میں جو داغ لگ چکا ہے۔کہ تقریباً ایک صدی سے ہمارے خاندان سے علم رخصت ہو چکا ہے

اس داغ کو دھوڈالو چنانچہ جناب اسید الحق اپنی تمام تر جدوجہد کے ساتھ حضرت خواجۂ علم وفن کے ذریعہ بریلوی علمی فیضان کو حاصل کرنے میں مصروف ہوگئے آخر وہ دن آگیا کہ آپ بریلوی علمی فیضان سے نوازے گئے۔اب بدایوں کا خاندان بریلوی علمی فیضان سے بہرور ہوگیا۔

اب بدایوں میں جو کچھ علم ہے وہ بریلوی فیضان کی برکت ہے۔اسکو حاصل کرنے کے بعد انھیں جامعہ ازہر مصر جانے کا موقع ملا پھر انھوں نے آگے کی طرف قدم بڑھایا۔

میں نے بدایوں میں بریلوی علمی فیضان والی بات اس لئے لکھی کہ جناب اسید الحق صاحب کے پاس اب جو کچھ ہے وہ صرف بریلوی علمی فیضان ہے وہ کیسا؟ ذرا اس کو دیکھئے حضرت خواجۂ علم وفن شاگرد ہیں۔ حضرت شارح بخاری استاذ الفقہاء والمحدثین مفتی شریف الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے آپ شاگرد ہیں۔ جلالۃ العلم استاذ گرامی حضرت حافظ ملت رحمۃ اللہ علیہ کے اور آپ شاگرد ہیں فقیہ اعظم ہند، صدر الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کے اور آپ شاگرد ہیں مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ کے۔ گویا جناب مولوی اسید الحق صاحب کے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ کے سلسلۂ علمی میں چوتھے سلسلے میں استاذ گرامی ہیں لہذا میرا یہ دعویٰ ثابت ہوگیا۔ کہ اب بدایوں میں جناب مولوی اسید الحق صاحب کی صورت میں جو کچھ ہے وہ اعلیٰ حضرت کا فیضان ہے جناب حافظ سالم القادری اور جناب مولوی اسید الحق دونوں احسان نام کی چیز کو جانتے ہوں گے تو اعلیٰ حضرت کے احسان مندر ہیں بغاوت، بغض وحسد وعناد کو چھوڑ دیں۔ اب رہا جناب خوشتر صاحب کے خاندان میں جو کچھ ہے وہ بھی صرف اور صرف اعلیٰ حضرت ہی کا فیضان ہے حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ کے زمانہ حیات میں جب بغاوت کا جذبہ بھڑک اٹھا تو حضرت علامہ نے ان پر بڑا زبردست عتاب نازل فرمایا اگرچہ مجھے اس کی تفصیل معلوم ہے لیکن بات کو میں یہیں ختم کرتا ہوں ۔وہ احسان فراموش نہ بنیں بلکہ حضرت علامہ کے وفادار بن کر رہیں۔ مگر نہایت ہی افسوس کی بات ہیکہ جناب اسید الحق وخوشتر صاحبان فیضان بریلی کو حاصل کرنے کے بعد انہیں سنبھال نہیں پارہے ہیں۔ جیسا کہ ماضی کی تحریرات اور موجودہ حالات شاہد ہیں۔

اب ۲۰۱۱ء شروع ہوا تو حضرت مولانا لیٰسین اختر مصباحی خود یا اس جدوجہد میں اپنے پیشوا خوشتر نورانی اور مولوی اسید الحق صاحب بدایونی کی ایما پر جیسا بھی رہا ہوگا۔ انھوں نے علامہ فضل حق خیرآبادی رحمۃ اللہ علیہ کے ڈیڑھ سو سالہ جشن منانے کی سوچی۔ سوچ تو بہر صورت بہت اچھی تھی لیکن اسکے پردے میں، اعلیٰ حضرت کی علمی حیثیت کو گھٹانے اور رد وہابیت میں تنہا اعلیٰ حضرت نہیں بلکہ اس کام میں ان سے اعلیٰ حیثیت سے حضرت علامہ فضل حق خیرآبادی کا نام ہے یہ کوشش افسوس ناک ہے۔ اس سلسلہ میں بڑی دھوم دھام سے جلسوں کا آغاز ہوا۔ اس میں اکثر علماء اہلسنت نے اس تحریک میں اپنے آپ کو شامل نہیں کیا اس لئے انھیں اندازہ ہوگیا تھا کہ لائن کدھر جارہی ہے۔ ہندوستان میں چند مقامات پر بڑی دھوم دھام سے جلسے منعقد ہوئے اس میں آزاد خیال مفکر بھی شریک ہوئے بڑی افسوس کی بات تو یہ ہے کہ دار العلوم اشرفیہ مبارکپور کے چند علماء بھی بغض رضا کا شکار ہوکر، خوشتر نورانی اور مولوی اسید الحق کی رہبری اور پیشوائی میں خلاف روایت اہلسنت جلسوں میں شریک ہوگئے۔ حضور حافظ ملت رحمۃ اللہ علیہ کی علمی بہاروں کو اپنی طرف منسوب کرکے ہندوستان کا علمی مرکز مبارکپور کا نام دینے کی ناکام کوشش میں لگ گئے جسکا ثبوت ''ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور'' کے شمارے اور ان میں سے بعض کی تقاریر کو ثبوت کے طور پر پیش کیا جاسکتا ہے۔ خاص طور پر علامہ فضل حق خیرآبادی علیہ الرحمہ کی شخصیت کو سامنے لاکر اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کو دبانے کی ناکام کوشش کی اس قسم کے کام کے لئے پندرہ یا سولہ علما ودانشوروں کا گروپ ہے۔ دہلی اور بدایوں کے جوان علما کی پیشوائی اور سربراہی میں یہ گروپ مقرر ہوا ہے۔ چند سال تو انھیں بڑا اچھا لگے گا لیکن اسکے بعد اس قسم کے لوگوں کا بڑا بھیانک انجام ہوگا۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے صرف رد وہابیت پر ہی کام نہیں کیا ہے، درجنوں گمراہ مرتد وباطل فرقوں کی وہ تردید فرمائی ہے کہ بڑے بڑے علامہ وفہامہ کی شخصیات کا مقابلہ اعلیٰ

حضرت سے نہیں کیا جاسکتا ہے اور آپکے فنون کا ذکر تو الگ ہی ہے ابھی تک اتنے فنون پر کام کرنے والی شخصیت دو صدی میں پیدا ہی نہیں ہوئی۔

بدایوں یا وہ ادارے جو اعلیٰ حضرت سے در پردہ عناد رکھتے ہیں وہ پہلے سب ملکر اعلیٰ حضرت جیسی شخصیت پیدا کریں۔ نہیں اب اعلیٰ حضرت جیسی شخصیت سے بھی کام نہیں چلے گا بلکہ اعلیٰ حضرت سے بڑھ کر ان گنت علوم میں ماہر شخصیت پیدا کرنا ہوگا۔ حضرت علامہ کے جہاد کا محور مولوی اسماعیل دہلوی کی کفری عبارت ہی ہیں علامہ کے بعد مزید درجنوں فتنوں کے رد میں علامہ کا وجود ہی نہیں ہے۔ اسکے باوجود اعلیٰ حضرت جیسی عظیم تاریخ ساز شخصیت اور علمی کارناموں کو دبانے کی ناکام کوشش کرنا یہ احسان فراموشی ہے۔ اب رہا بدایوں کا حال یقیناً اس میں حضرت محبّ رسول اور حضرت تاج الفحول جیسی عظیم ہستیاں پیدا ہوئیں اہلسنت کو ان پر فخر ہے۔ بدایوں میں ان دونوں عظیم ہستیوں کو لے کر پانچ شخصیات ہیں جو زمانہ میں مشہور ہیں ان حضرات کی تمام علمی توانائیوں کا مرکز پچاس کتب سے زیادہ نہیں ہے بلکہ دس کتب کا اور شمار کر لیتے ہیں۔ ہوسکتا ہے ان کو بھلا دیا گیا ہو، ان کی یہ خدمات تاریخی حیثیت رکھتی ہیں ان کو سامنے رکھکر اعلیٰ حضرت مجدد اعظم امام احمد رضا قدس سرہٗ جیسی شخصیت پر فوقیت دے کر اعلیٰ حضرت کو گھٹانے کی کوشش کی جارہی ہے۔ علامہ فضل حق خیر آبادی علیہ الرحمہ کے وصال کے ڈیڑھ سو سالہ جلسہ میں کون کون افراد شریک ہوئے اور کیسی کیسی تقریریں کی گئی اس کی بھی تاریخ ہے حتیٰ کہ مقررین کو داد وتحسین سے نوازنے کا اہلسنت کا معمول نعرۂ تکبیر اور نعرۂ رسالت کو ترک کر کے انگریزی تہذیب ونیا چہرہ کے قائم کردہ اصول پر تالیاں بجانا جیسے افعال قبیحہ کا ارتکاب کیا گیا۔

ہاں تو میں عرض کر رہا تھا کہ... ایک مخصوص گروپ یا چند علماء کے لئے اب مسلک اعلیٰ حضرت پر عمل کرنا دشوار ہو رہا ہے، نئے دور کے نئے تقاضوں میں شامل یا انھیں اپنا کر محقق مسائل جدیدہ کہلانا انھیں اچھا معلوم ہوتا ہے۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ اعلیٰ حضرت کے نام پر نئی آزادی کی لہر دوڑادی گئی ہے، حضرت تاج الشریعہ علامہ الشاہ المفتی اختر رضا خاں صاحب قادری ازہری بریلوی فرماتے ہیں:...

''رفعت درجات وخشیتِ الٰہی کا تقاضا ہے کہ ہم سب اخلاص وللٰہیت کے سایہ میں مسائل جدیدہ کے استخراج احکام میں اپنی پوری بصیرت بروئے کار لائیں اور کتاب وسنت نیز فقہائے کرام کے اقوال راجحہ ومتجہ کی روشنی میں دینی فکر کی صحیح سمت متعین کریں، جب مختلف رائیں سامنے آتی ہیں تو اس وقت دلائل کی تنقیح وترجیح اور متضاد نظائر میں سے کسی ایک کا مسئلہ دائرہ پر منطبق کرنا سخت آزمائش کا موقع ہوتا ہے ایسے موقع پر اخلاص نیت ہی سے مسائل کا حل آسان ہوتا ہے''۔

(سہ ماہی امجدیہ گھوسی، ماہ جولائی تا ستمبر ۲۰۱۱)

ان علماء کے لئے حضرت تاج الشریعہ بریلوی کا ارشاد مبارکہ حجت ہے مسائل جدیدہ کی تحقیق فی نفسہٖ بری نہیں ہے اس کو انھیں چیزوں کی ضرورت ہے جسکی طرف حضرت تاج الشریعہ نے نشاندہی فرمائی۔ ایسا نہ ہو کہ مسائل جدیدہ کی تحقیق پر ضرب پڑے یہ بڑے حرماں نصیبی کی بات ہوگی حضرت تاج الشریعہ پھر آگے فرماتے ہیں:.....

''مجھے یہ احساس دلانے کی چنداں ضرورت نہیں کہ آپ علماء امت ہیں بالفاظ دیگر آپ شریعت کے امین ہیں یہ آپ ہی کی ذمہ داری ہے کہ آپ نئے مسائل پر پوری دیانت داری سے اپنی فکر کو بروئے کار لائیں اور منہج اسلاف کو رہنما بنائیں اور اشباہ ونظائر میں نظر صحیح سے کام لیں اور نوادری کے احکام وعلل شرع کی روشنی میں دریافت کریں اور خود اعتمادی سے بچنے کے لئے بہر حال اکابر کی طرف رجوع کریں۔

(سہ ماہی امجدیہ ماہ جولائی تا ستمبر ۲۰۱۱)

حضرت تاج الشریعہ کے ارشاد سے معلوم ہوا کہ جدید مسائل کی تحقیق کوئی بری چیز نہیں ہے یقیناً اس میں ہوائے نفس کا دخل نہ ہونا چاہئے اور عقل وفکر کی آزادی بلکہ اس امت کے معتمد ومستند علماء ہی کے اقوال کی روشنی میں جدید مسائل کا حل تلاش کرنا چاہئے۔

اور اس میں محققین مسائل کے لئے ضروری ہے کہ سیدنا اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہٗ کی تحقیقات سے بھرپور استفادہ کریں امام بریلوی قدس سرہٗ کے بحر کے جیسے دلائل میں غوطہ زنی کی ضرورت ہے حضرت تاج الشریعہ فرماتے ہیں:۔

''سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحقیقات کو اجاگر کیا جائے اور اپنوں اور غیروں کے دلوں میں ان کی علمی وجاہت کا سکہ پہلے سے بیٹھا ہوا ہے اور مستحکم کیا جائے اور دکھایا جائے کہ علم کے اس جبل شامخ کی تحقیقات ایسی راسخ ہیں کہ سب اکٹھا ہوکر کے ہلانا چاہیں تو ہل نہ سکیں ہلانے والے ہل جائیں مزید برآں یہ امر لوگوں پر بار بار روشن ہوکر مدت دراز گزرنے کے بعد بھی وہ علم رفیع ابھرتے ہوئے مسائل میں گم گشتگانِ راہ کے لئے رہبرو رہنما ہے۔ مگر صد افسوس اب یہ دیکھا جارہا ہے کہ اعلیٰ حضرت سے صرف نظر کررہے ہیں ان کی تحقیقات کے برخلاف اپنی نئی تحقیق پیش کررہے ہیں، جب کہ اس بارگاہ سے منھ صرف سوئے ادب ہے بلکہ اس طرز عمل سے آزادو دوری کو ہوا دینے کے مُرادف ہے۔

(سہ ماہی امجدیہ گھوسی، ماہ جولائی تا ستمبر ۲۰۱۱ء)

بڑے بڑے اداروں سے اٹھنے والے محققین مسائل جدیدہ کو ہوش میں آنا چاہئے کہ اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہٗ کے بحر تحقیق کو چھوڑ کر ہم اپنی عقل وفراست کے گھوڑے کہاں تک دوڑائیں گے۔☆☆☆

اظہار حق اور خدمت دین

امام مالک نے ایک مسئلہ کے اظہار میں کوڑے کھائے، اور ان کے شانے اتر گئے، امام شافعی نے زندگی کا بڑا حصہ عسرت میں گذارا، اور اپنی صحت قربان کردی، امام احمد نے تن تنہا حکومتِ وقت کے رجحان اور اس کے ''سرکاری مسلک'' کا مقابلہ کیا اور اپنے مسلک اور اہلسنت کے طریقہ پر پہاڑ کی طرح جمے رہے، ان میں سے ہر ایک نے اپنے موضوع پر تن تنہا اتنا کام کیا اور مسائل وتحقیقات کا اتنا بڑا ذخیرہ پیدا کردیا، جو بڑی بڑی منظم جماعتیں اور علمی ادارے بھی آسانی سے نہیں پیدا کرسکتے، امام ابو حنیفہ نے تراسی/۸۳ ہزار مسائل اپنی زبان سے بیان کئے، جن میں اڑتیس/۳۸ ہزار عبادت سے تعلق رکھتے ہیں، اور پینتالس/۴۵ ہزار معاملات سے متعلق تھے۔

امام ابن معاذ وہ بزرگ ہیں کہ ان کو ایک شخص نے دس ہزار دینار جسکی قیمت آج دس ہزار گنی سے زیادہ ہے۔ صرف اس معاوضہ میں پیش کرنے چاہے کہ وہ ایک شخص کو معتبر (عادل) اور غیر معتبر کچھ نہ کہیں، یعنی اس کے متعلق خاموش رہیں، انھوں نے اشرفیوں کے اس توڑے کو حقارت کے ساتھ ٹھکرادیا۔ اور فرمایا کہ میں کسی حق کو چھپا نہیں سکتا۔

کیا تاریخ اس سے زیادہ احتیاط اور اس سے زیادہ دیانتداری کی کوئی مثال پیش کرسکتی ہے؟.............

☆☆☆☆☆

رویت ہلال اور مفتی نظام الدین مبارکپوری

از: حکیم ملت مفتی ناظر اشرف قادری، مفتی اعظم ودربھ، ناگپور

محسن ملت حضرت العلام مفتی محسن رضا ہادی صاحب نے میرے اصرار پر ''فقہی سیمنار بورڈ دہلی'' کے پہلے سیمنار کی زیراکس کاپی روانہ فرمائی۔ اور مباحثین کی فہرست نہیں بھیجی فون پر پوچھا گیا تو فرمایا کہ اس کے اصل محرک مفتی نظام الدین مبارکپوری نے عہد لے لیا ہے۔ کہ مباحثین کی فہرست کسی کو نہ دیں۔ اور جب میں کہوں اس وقت آپ کے لئے دینا جائز ہوگا۔ محسن ملت اپنے عہدو پیمان پر قائم ہیں۔

فقہی سیمنار بورڈ کے پہلے سیمنار کے فیصلے کا پہلا صفحہ میری نگاہوں کے سامنے ہے۔ اسکی بارھویں سطر پر ارشاد فرماتے ہیں: '' کہ فقہائے کرام کی اصطلاح میں ''استفاضہ'' خبر مشہور کو کہتے ہیں۔ مقتضائے کلام یہ پیغام دے رہا ہے کہ حضور والا نے نخبۃ الفکر کا بغور مطالعہ فرمایا ہوگا اور یہ سمجھا ہوگا کہ محدثین کے نزدیک جو خبر مشہور ہے وہی اصولین فقہاء کی جماعت واحدہ کی رائے پر خبر مستفیض ہے اور اسی خبر مشہور (مستفیض) کو فقہائے کرام استفاضہ بھی کہتے ہیں۔

اسی لئے ردالمحتار جلد دوم، ص۱۰۲ پر علامہ رحمتی علیہ رحمۃ الباری نے استفاضہ سے متعلق جو کچھ تحریر فرمایا ہے۔ اسکی ایک سطر تحریر فرما کر اپنے اجتہادی قلم کو یوں جنبش دے رہے ہیں۔ کہ اس سے مستفاد ہے کہ مخبرین کی تعداد کم از کم (۹) ہونی چاہیئے۔ البتہ اس کے لئے کثیر افراد کا آنا۔ یا انکا جماعت در جماعت ہونا تصویر مفہوم کے طور پر مذکور ہے۔ قید احترازی یا شرط لازم کے طور پر نہیں۔ ورنہ بہت سی احادیث مشہورہ کے مشہور و مستفیض ہونے میں اشکال لازم آئیگا۔

مذکورہ بالا عبارت نے صدر شعبۂ افتاء الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور کے اجتہادی قلم کی حقیقت کو واشگاف کردیا۔ کہ حضور والا مع مندوبین دربارۂ ہلال بھی ''استفاضہ'' سے حدیث مشہور سمجھ رہے ہیں۔

؎ اس سادگی پہ کون نہ مرجائے اے خدا!

مخبرین کی تعداد کم از کم (۹) ہونی چاہیئے۔ یہ ینبغی۔ مستحب کے درجہ میں ہے یا یاسب کے یہ حضرت مفتی نظام الدین صاحب قبلہ یا ان کے مندوبین جانیں۔ البتہ کثیر افراد کا آنا یا ان کا جماعت در جماعت ہونا، تصویر مفہوم کے طور پر مذکور ہے۔ علامہ رحمتی علیہ الرحمہ کی کس عبارت سے مستفاد ہے۔ اسکی وضاحت نہیں ہے اس پر طرّہ یہ ہے کہ قید احترازی یا شرط لازم کے طور پر نہیں۔ یہ عبارت امام اہل سنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے محقق و معتمد مسلک پر کھلا چیلنج ہے۔

اس پر مستزاد یہ ہے کہ۔ مندوبین کا اس پر اتفاق ہوا کہ استفاضہ متحقق ہونے کے لئے صرف یہ ضروری ہے۔ کہ کثیر افراد خبر دینے والے ہوں۔ ایک مقام سے دوسرے مقام میں آنا یا جماعت در جماعت ہونا شرط نہیں۔

مندوبین کے زمرہ میں کون کون اشخاص ہیں۔ مجھے نہیں معلوم۔ اگر محسن ملت اس سے پردہ اٹھادیتے تو غور کیا جاسکتا تھا کہ مندوبین اجتہاد کے کس درجہ پر فائز ہیں یا تفقہ فی الدین میں ان کا رتبہ کیا ہے؟

اب مجھے کہہ لینے دیجئے کہ دربارۂ ہلال جو ''استفاضہ'' مراد ہے وہ خبر مشہور یعنی حدیث مشہور کے مطابق راویوں کے افراد کا تعین نہیں۔ بلکہ استفاضہ سے مراد یہ ہے جیسا کہ 'منحۃ الخالق' حاشیہ بحرالرائق کتاب الصوم، ج۲رص۲۷۰ پر مرقوم ہے۔ ''اعلم ان المراد بالا ستفاضۃ تواتر الخبر من الواردین من بلدۃ الثبوت إلیٰ بلدۃ التی لم یثبت بھا، لا مجرد الاستفاضۃ'' یعنی استفاضہ سے مراد چاند ثابت ہونے کے لئے ایک شہر سے دوسرے شہر میں آنے والے لوگوں کی خبر کا تواتر ہے۔ محض خبر مشہور ہونا کافی نہیں۔ اور ایسے ہی علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمۃ والرضوان

اپنے رسالہ تنبیہ الغافلین والوسنان رج ۱رص ۲۵۲ پر ارقام فرماتے ہیں۔"لما کانت الاستفاضة بمنزلة الخبر المتواتر "یعنی جب چاند نظر آنے کی خبر۔خبر متواتر کی طرح مشہور ہو۔اور یونہی ردالمحتار،ج۲رص ۹۴پر ذخیرہ کے حوالہ سے شمس الائمہ حلوانی کا قول موجود ہے۔"الصحیح من مذهب اصحابنا ان الخبراذا استفاض وتحقق فیما بین اهل البلدة الاخریٰ یلزمهم حکم هذه البلدة "یعنی۔ہمارے احناف کا مفتی بہ مسلک یہی ہے کہ جب خبر مشہور و محقق ہوجائے۔تو اس شہر والوں پر بھی وہ حکم لازم ہوجاتا ہے۔جسکا خلاصہ یہی ہے کہ خبر مشہور بمنزلۂ متواتر ہو۔اسی لئے تحقق کے صیغہ کا اضافہ کیا گیا ہے۔

اور اگر استفاضہ سے صرف خبر مشہور مراد ہوتی۔تو تحقق کے صیغہ کے اضافہ کی قطعی حاجت نہ ہوتی۔جیسا کہ حضور صدر شعبۂ افتاء علامۂ زمن مفتی صاحب قبلہ اور ان کے ہم نوا مندوبین نے سمجھ رکھا ہے۔

اور اگر نظر ناظرین میں قصور نہ ہو اور قلوب میں فتور نہ ہو۔ تو چند سطور تحت کی عبارتیں بھی ملاحظہ کیجئے۔علامہ شامی علیہ الرحمہ کیسا صاف ارشاد فرماتے ہیں۔

"ومثله فی الشرنبلالیه عن المغنی .قلت وجه الاستدراك ان هذه الاستفاضة لیس فیها شهادة علی قضاء قاض ولا علی شهادة لکن لما کانت بمنزلة الخبر المتواتر"

یعنی اس طرح شرنبلالیہ میں مغنی سے ہے میں نے کہا وجہ استدراک یہ ہے کہ یقیناً یہ استفاضہ جسمیں قضائے قاضی پر شہادت نہیں ہے اور نہ ہی شہادت علی الشہادت ہے اس کے باوجود خبر متواتر کے درجہ میں ہے۔

ان ذکر کردہ حوالوں کی روشنی میں ہی حق واضح ہوگیا کہ استفاضہ فقط خبر مشہور یعنی حدیث مشہور کو نہیں کہتے۔بلکہ دربارۂ ہلال استفاضہ کا معنی ومفہوم کچھ اور ہے اور صدر شعبۂ افتاء مع مندوبین کچھ اور سمجھ رہے ہیں۔اس موقع پر مجھے ایک شعر یاد آگیا۔

وکم من عائب قولا صحیحا
وآفته من الفهم السقم

قربان جایئے اپنے اس عبقری امام پر جنہوں نے شب وروز قرآن واحادیث کی روشنی میں علم وحکمت کے باغ اگائے۔اور فقہ حنفی کی ایسی آبیاری فرمائی کہ امام اعظم بوحنیفہ کا زمانہ ہوتا۔تو ان کے فتاویٰ دیکھ کر انکی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں۔اور اپنے خاص تلامذہ میں شمار کرنے میں فخر محسوس کرتے۔وہ استفاضہ کے باب میں کیا تحریر فرماتے ہیں۔ملاحظہ فرمائیے۔(طریق پنجم) استفاضہ۔یعنی جس اسلامی شہر میں حاکم شرع قاضی اسلام ہو کہ احکام ہلال اسی کے یہاں سے صادر ہوتے ہیں۔اور خود عالم اور ان احکام میں علم پر عمل وقائم یا کسی عالم دین محقق ومعتمد پر اعتماد کا ملتزم وملازم ہے۔یا جہاں قاضی شرع نہیں۔تو مفتی اسلام۔مرجع عوام ومتبع الاحکام ہو۔کہ احکام روزہ وعیدین اسی کے فتوی سے نفاذ پاتے ہیں۔عوام کالانعام بطور خود عید ورمضان نہیں ٹھہرالیتے۔وہاں سے متعدد جماعتیں آئیں اور سب یک زبان اپنے علم سے خبر دیں۔کہ وہاں فلاں دن بربنائے رویت روزہ ہوا یا عید کی گئی مجرد بازاری افواہ کہ خبر اڑ گئی اور قائل کا پتہ نہیں۔پوچھے تو یہی جواب ملتا ہے کہ سنا ہے یا لوگ کہتے ہیں یا بہت پتہ چلا تو کسی مجہول کا انتہا درجہ،منتہائے سند دو ایک شخصوں کی محض حکایت کہ انہوں نے بیان کیا اور شدہ شدہ شائع ہوگئی ایسی خبر ہرگز استفاضہ نہیں بلکہ خود وہاں کی آئی ہوئی متعدد جماعتیں درکار ہیں۔جو بالاتفاق وہ خبر دیں یہ خبر اگرچہ نہ خود اپنی رویت کی شہادت ہے۔نہ کسی شہادت پر شہادت۔نہ بالتصریح قضائے قاضی پر شہادت۔نہ کتاب قاضی یا شہادت مگر اس مستفیض خبر سے بالیقین۔یا بہ غلبۂ ظن ملتحق بالیقین۔وہاں رویت وصوم وعید کا ہونا ثابت ہوگا اور جبکہ وہ شہر اسلامی اور احکام وحکام کی وہاں پابندی دوامی ہے تو ضرور مظنون ہوگا۔کہ امر بحکم واقع ہوا تو اس طریق سے قضائے قاضی کہ حجت شرعیہ ہے ثابت ہوجائیگی"۔

دیکھ لیا آپ حضرات نے!وہ امام ہمام جنکی حیات فانی کا لمحہ لمحہ فقہ حنفی کو لالہ زار بنانے میں گزری ہے وہ اپنے مسلک مفتی بہ ومعتمد علیہ میں متعدد جماعتوں کا آنا درکار ہے،اور سب کا یک زبان ہوکر بالاتفاق اپنے علم سے خبر دینا اور مستفیض خبر سے بالیقین یا

بہ غلبہ ظن ملتحق بالیقین ہونا شرط قرار دیر ہے ہیں۔

اور مفتی نظام الدین اور ان کے ہم نوا قید احترازی اور شرط لازم ہونے کی نفی کرر ہے ہیں اسکو مسلک اعلیٰ حضرت سے انحراف نہیں۔تو اور کیا کہا جاسکتا ہے؟

ہاں ہاں! وہی عالم اسلام کا امام ہمام جنکے فتاویٰ سات سمندر پار تک مقبول و مستند کہے جاتے ہیں اور افریقہ کے سپریم کورٹ میں جن کے فتاویٰ پر اعتماد کر کے فیصلے صادر کئے جاتے ہیں۔انہی کا وہ انسائیکلو پیڈیا، جن کے دامن کی ہوا پا کر مندوبین کی جماعت تفقہ فی الدین کے دعویدار بنتے جار ہے ہیں ایک مقام پر ارشاد فرماتے ہیں۔

''اور ایک صورت یہ بھی متصور کہ دوسرے شہر سے جماعت کثیرہ آئیں۔اور سب بالاتفاق بیان کریں کہ وہاں ہمارے سامنے لوگ اپنی آنکھ سے چاند دیکھنا بیان کرتے تھے۔جنکا بیان مورث یقین شرعی تھا۔

اور اسکے متصل چند سطور بعد فرماتے ہیں۔:

''جب جماعت تواتر جماعت تواتر سے انکی رویت کی ناقل ہے تو رویت بالیقین ثابت ہوگئی اور شہادت کی حاجت نہ رہی۔کہ اثبات احکام میں تواتر بھی قائم مقام شہادت بلکہ اس سے قوی ہے الخ''۔

مندوبین کے ماتھوں پر پسینہ نہ آئے تو چلتے چلتے ''استفاضہ کے تعلق سے ایک آخری حوالہ اسی امام ہمام کا سماعت فرمالیجئے۔جنھوں نے عشق رسالت پناہی کی جوت جگادی۔جو بحر الکرامات ہیں اور فتاویٰ رضویہ انکی کرامتوں میں سے ایک جیتی جاگتی چلتی پھرتی کرامت ہے۔ایک مقام پر ارشاد فرماتے ہیں:

''بلکہ وہ استفاضہ جو شرعاً معتبر ہے۔اس کے معنی یہ ہیں کہ اس شہر سے گروہ کے گروہ متعدد جماعتیں آئیں اور سب بالاتفاق یک زبان بیان کریں۔کہ وہاں فلاں شب چاند دیکھ کر لوگوں نے روزہ رکھا۔یہاں تک کہ انکی خبر پر یقین شرعی حاصل ہوا''۔

مجھے سمجھ میں نہیں آرہا ہے کہ آخر مسلک اعلیٰ حضرت سے عدول کے لئے دہلی کے دارالقلم میں سمینار کیوں رکھا گیا۔اسمیں کیا کیا مصلحتیں مضمر تھیں۔کیا اس سمینار میں موجودہ دور کے مفتیان اعلام بھی موجود تھے۔یا اظہار ہوں فقہی سمینار ممبئی کیطرح خطباء اور آئمہ مساجد کا ازدحام تھا۔الا ماشاء اللہ۔اگر حقیقت واقعہ نفس الامر یہ ایسا ہی ہے۔جیسا کہ صفحۂ اولیٰ کی خطاء فاحش حقیقت واقعہ کی چغلی کھا رہی ہے تو بس پھر کیا ہے یہی نا کہ۔

مشکل میں ہیں براتی پر خار وادی ہیں

میں تطویل کلام سے اجتناب کرتے ہوئے اختصاراً یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ رویت ہلال کے تعلق سے اختلاف و انتشار کا مسئلہ کوئی جدید مسئلہ نہیں۔کہ اسپر حاجت کا سہارا لیکر زور قلم صرف کیا جائے اور ہر چہار جانب سے چند مولوی اور عوام کو کھڑا کردیا جائے۔کہ اگر ٹیلفون اور مبائل وغیرہ سے رویت تسلیم نہ کی گئی تو لوگ دیوبندیوں اور وہابیوں کی عید گاہوں میں نماز ادا کریں گے۔اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ دھیرے دھیرے باطل گروہ کا گرویدہ ہو کر ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔وغیرہ وغیرہ

بلکہ اس تیرہ و تاریک دور میں حاجت اصلیہ یہ ہے کہ تمام اہل سنت کو مسلک اعلیٰ حضرت سے جوڑنے کے لئے رویت کے تعلق سے بھی احادیث کریمہ کا سہارا لیا جائے۔اور یہ بتایا جائے کہ اختلاف و انتشار ماضی قریب و بعید میں تھا۔لیکن اس کے باوجود صحابۂ کرام سے لیکر امام اہل سنت کے عصر تک احادیث کریمہ ہی پر عمل پیرا رہنے میں نجات سمجھا جاتا رہا۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ کے دور میں ٹیلیفون موجود تھا۔اس زمانہ کے سب دیانہ بھی رویت کے تعلق سے احادیث رسول پاک کے خلاف قدم نہیں اٹھائے یا بلکہ عدم جواز کے قائل رہے۔اور جب عوام کا دباؤ بڑھا تو شریعت مطہرہ کی اصلی صورت کو مسخ کرنے کا نشہ چڑھا۔اور نئے نئے مولوی عوام کے دباؤ میں آکر ٹیلفون اور ریڈیو کی خبروں پر رویت ہلال کو جائز قرار دیدیا۔الامان والحفیظ۔اور اب کئی دہائیاں گزرنے کے بعد ہماری جماعت ہی کے کچھ افرا دیوبندی روش کو اختیار کرنے کی سعی میں سمینار کرر ہے ہیں۔اللہ تعالیٰ تمام سنیوں کو صراط مستقیم پر گامزن رکھے۔

آمین بجاہ حبیبہ الاعلیٰ وطٰہٰ ویٰسٓ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ الکریم۔

ذکر قدوۃ المہاجرین والانصار، ثانی اثنینِ اذھما فی الغار معدنِ صدق وصفا، صاحبُ السّیف والسّخا پیشوائے اربابِ تحقیق، خلیفۃُ الرسول

امیر المومنین ابوبکر صِدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

از: شیخ عبدالرحمٰن چشتی قدس سرہٗ

آپ کا اسم شریف عبداللہ بن ابی قحافہ تھا اور ابی قحافہ کا نام عثمان بن عامر تھا۔ آپ کی والدہ ماجدہ بھی قوم قریش میں سے تھیں۔ آپ کا نسب پانچ واسطوں سے سید البشر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت کے ساتھ جاملتا ہے۔ (یعنی پانچ پشتوں کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق ایک جد امجد کی اولاد ہیں) حضرت ابوبکر صدیق قریش میں بہت معزز اور مالدار آدمی تھے۔ آپ کا شمار اپنی قوم کے رؤساء اور اہلِ ثروت لوگوں میں ہوتا تھا۔ آپ علم انساب (خاندانوں اور نسلوں کے حالات) علم تعبیر خواب، علم عروض قافیہ (شعروسخن) میں بہت مہارت رکھتے تھے۔ آپ کی طرف بہت اشعار منسوب تھے اور آپ تمام کمالات انسانی سے متصف تھے۔ جب آپ سفر شام سے واپس لوٹے تو آپ نے ایک خواب دیکھا اور فوراً آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف اسلام حاصل کیا۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ظہور نبوت سے لے کر وصال تک آپ سفر وحضر میں بہت کم آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جدا ہوئے۔ آپ نے کمال صدق سے اپنی جان اور مال کو سرکار دوعالم پر قربان کر دیا اور کسی امر میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی متابعت ترک نہ کی۔ یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد آپ قوم کے سردار ہوئے۔ اور مشائخ آپ کو ارباب مشاہدہ سے مقدم جانتے ہیں۔ سیر الاولیاء میں لکھا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد ان کی بیوی سے شادی کر لی اور آپ نے اُن سے دریافت کیا کہ حضرت صدیق کے مشاغل کیا تھے۔ انہوں نے بتایا کہ میں اس قدر جانتی ہوں کہ رات کا اکثر حصہ حق تعالیٰ کے ساتھ مشغولی میں گزارتے تھے۔ جب صبح ہوتی تو آپ سانس لیتے اور آپ کے جگر سے جلے ہوئے گوشت کی بو آتی تھی۔ حضرت عمر نے کہا میں انکے باقی ہر کام کی متابعت کر سکتا ہوں۔ لیکن جگر سوختہ کہاں سے لاؤں۔ اس کے بعد انہوں نے اس کو طلاق دے دی اور کہا کہ میں نے حضرت ابوبکر صدیق کے حالات دریافت کرنے کے لئے آپ کے ساتھ شادی کی تھی۔ اس کے سوا اور کوئی مقصد نہ تھا۔ آپ کے کمالات اور خوارق وعادات (کرامات) اس قدر ہیں کہ اس مختصر تحریر میں سما نہیں سکتے۔ ارباب سیر لکھتے ہیں کہ حضرت خیر البشر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد تمام صحابہ کی اتفاق رائے سے آپ مسند خلافت پر بیٹھے۔ اسی وجہ سے آپ کو خلیفۃ الرسول کہتے ہیں۔ قوم انصار نے خلافت کے معاملہ میں کچھ اختلاف رائے ظاہر کی لیکن تبادلۂ خیال کے بعد وہ اختلاف بھی دور ہو گیا اور انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق سے بیعت کر لی۔ لیکن حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ اور اکثر بنو ہاشم نے فوری بیعت نہ کی۔ جب حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا وصال ہوا۔ اس وقت حضرت علی نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بیعت کر لی۔

بعض معتبر کتب تاریخ مثل تاریخ طبری وغیرہ میں ہے کہ جب حضرت علی نے سنا کہ حضرت ابوبکر صدیق مسجد نبوی میں بیٹھے لوگوں سے بیعت لے رہے ہیں تو جس طرح بیٹھے تھے اسی طرح فوراً اٹھے اور جا کر ان سے بیعت کی اور واپس آنے کے لئے گھر سے کپڑے طلب فرمائے۔ لوگوں نے عرض کی کہ آپ نے اس قدر عجلت کیوں فرمائی کہ باہر جانے کے کپڑے بھی نہ پہن لئے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ مجھے یہ خیال ہوا کہ میرے بھائی ابوبکر یہ نہ کہیں

کہ علی نے بیعت کرنے میں دیر لگائی۔ہاں مجھے ان سے یہ شکایت ضرور تھی کہ انہوں نے ثقیفہ بنی سعاد میں جب امر خلافت طے کیا تو مجھ سے مشورہ نہ کیا۔ حضرت علی فرماتے ہیں کہ میں نے یہ شکایت حضرت ابوبکر سے کی تو آپ نے فرمایا کہ ہم کس طرح آپ کو مشورہ کے لئے بلا سکتے تھے۔آپ تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اھل بیعت تھے۔آپ تجہیز و تکفین میں مشغول تھے۔اگر ہم آپ کو بلاتے تو لوگ کہتے کہ نبی کو ان کے گھر والے بھی چھوڑ کر خلافت کے معاملے میں مصروف ہو گئے تھے۔ حضرت علی فرماتے ہیں کہ جب میں نے حضرت ابوبکر صدیق کا یہ عذر سنا تو مطمئن ہو گیا۔۔(مترجم)

چنانچہ روضۃ الاحباب کی دوسری جلد میں اس کا مفصل ذکر ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں اعراب (دیہاتی لوگ) کی ایک جماعت جن کا ایمان ابھی تک پختہ نہ ہوا تھا۔ مرتد ہو گئے اور زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا۔ حضرت ابوبکر صدیق نے ان کے مقابلے میں فوج بھیجی۔لڑائی ہوئی،ان میں سے اکثر قتل ہوئے اور بعض ازسرِ نو مسلمان ہوئے۔الغرض یہ فتنہ ان کی کوشش سے رفع ہو گیا۔اس کے بعد آپ نے حضرت خالد بن ولید کو فوج دے کر قوم بنی اسد کی طرف بھیجا۔طلحہ جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا اسکی سرکوبی کے لئے روانہ فرمایا۔وہاں سے فراغت کے بعد ابوبکر صدیق نے خالد بن ولد کو یمامہ کی طرف مسیلمۃ الکذاب کے ساتھ جنگ کرنے کو بھیجا۔ کیونکہ اس نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔مسیلمۃ الکذاب نے بڑے زور سے مقابلہ کیا۔ بہت لڑائی ہوئی۔ آخر اس کے بے شمار آدمی قتل ہوئے اور مسیلمۃ الکذاب بھی مارا گیا۔

روضۃ الاحباب میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کے بعد بارہ قبیلے حب مال اور زکوٰۃ سے انکار کی وجہ سے مرتد ہو گئے تھے جن میں سے دو قبیلوں کو حضرت ابوبکر صدیق نے سیدھا کر لیا تھا اور باقی قبیلوں کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے فتح کیا اور حضرت ابوبکر صدیق کے عہد میں حضرت عمر کی وساطت سے قرآن مجید جمع کیا گیا۔اس سے پہلے متفرق تھا۔ جو صحابی کوئی آیت لے کر آتا تھا قبول نہ کی جاتی تھی۔ جب تک کہ دو گواہ شہادت نہ دیتے۔ حضرت زید بن ثابت انصاری کو یہ کام سپرد کیا گیا تھا۔ انہوں نے کمال احتیاط سے اس کار عظیم کو سرانجام دیا۔ خلافت کے دوسرے سال جو ہجرت کے بعد بارہواں سال تھا۔ حضرت مسنیٰ بن حارث شیبانی جو اپنی قوم کے علماء میں سے تھے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوئے۔ اور عرض کیا کہ شاہانِ عجم کی ریاستوں کو ضعف پہنچ چکا ہے مجھے اجازت دی جائے تاکہ ایک لشکر کوفہ اور اس نواح کی طرف لے جاؤں۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان کو اجازت دے دی۔ انہوں نے کوفہ پہنچ کر گرد و نواح کے علاقوں کو فتح کر لیا۔ ان کی مدد کے لئے حضرت صدیق اکبر نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو دس ہزار فوج دے کر روانہ کیا۔ خالد بن ولد نے عجم کے حکمرانوں سے بڑے بڑے معرکے جیتے اور بہت قیدی اور مال غنیمت حاصل کر کے امیر المؤمنین کی خدمت میں ارسال کیا۔ حضرت خواجہ حسن بصری کے والد جوان قیدیوں میں سے تھے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اسلام لائے۔ صدیق اکبر نے بعض بلادِ عرب و عجم میں جزیہ مقرر کیا یہ ایران کے بادشاہ شیرویہ بن کسریٰ پرویز کا عہد تھا۔

ہجرت کے تیرھویں سال صدیق اکبر نے چار سپہ سالاروں کو ایک عظیم الشان لشکر دے کر شام و روم کی تسخیر پر مامور فرمایا۔ جنہوں نے شام و روم کے اکثر علاقوں کو فتح کر لیا۔ اس کا ذکر تاریخ اور سیرت کی کتابوں میں مفصل ملتا ہے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سال فیل کے دو سال چار ماہ بعد پیدا ہوئے تھے۔ آخر عمر میں پندرہ دن کی بیماری کے بعد پیر اور بعض اقوال کے مطابق منگل کے دن اور ایک روایت کے مطابق جمعہ کے دن بائیس یا تئیس جمادی الآخر ۱۳ھ کو وصال فرمایا۔ وفات کے وقت آپ کی عمر شریف ۶۳ سال اور ایک روایت کے مطابق ۶۵ سال تھی اور مدت خلافت دو سال چھ ماہ اور ایک روایت کے مطابق دو سال دو ماہ پچیس دن تھی۔ ایک اور روایت کے مطابق دو سال اور چار ماہ تھی آخر عمر میں آپ نے خلافت کے لئے

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نامزد فرمایا اور جان جان جاناں کے سپرد کی ۔آپ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پہلو میں مدفون ہوئے۔

آپ کی چار بیویاں تھیں۔جن میں سے تین لڑکے اور دو لڑکیاں وجود میں آئی ۔فرزندوں کا نام حضرت عبداللہ، حضرت عبدالرحمن ، اور حضرت محمد تھا اور دختر کا نام حضرت اسماء اور حضرت عائشہ تھا۔صدیق اکبر کے خلافت کے زمانہ میں حضرت عثمان بن عفان ان کے وزیر تھے۔صدیق اکبر کے دیگر حالات وکرامات اور وہ احادیث جوان کے حق میں وارد ہوئی ہیں۔روضۃ احباب کی دوسری جلد اور دوسری کتب سیرت میں مفصل درج ہیں۔وہاں دیکھ کر بہرہ مند ہونا چاہیئے۔ ☆☆☆☆☆☆

عالم دین شہنشاہ وقت ہے

سلطان وقت ہارون رشید اپنے شاہانہ تزک واحتشام کے ساتھ رقہ میں مقیم تھا کہ مشہور امام حدیث اور مرد صالح حضرت عبداللہ بن مبارک کی آمد ہوئی ،شہر کی ساری آبادی ان کے استقبال کے لئے نکل پڑی ،خلیفہ تنہا رہ گیا ،ازدحام کا یہ حال تھا کہ جوتیاں ٹوٹ گئیں۔ ہارون کی ایک کنیز بالا خانہ سے دیکھ رہی تھی۔ پوچھا کہ یہ ماجرا کیا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ خراساں کے ایک عالم آئے ہیں۔جن کا نام عبداللہ بن مبارک ہے۔اس نے کہا کہ یہ ہے بادشاہی نہ کہ ہارون کی بادشاہی کہ بغیر پولیس اور اہل کاروں کے جمع ہی نہیں ہوتے۔

زینت کا بیان

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ حضور کو میں نہایت عمدہ خوشبو لگاتی تھی یہاں تک کہ اس کی چمک حضور کے سر مبارک اور داڑھی میں پاتی تھی ۔(بخاری ومسلم) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کثرت سے سر میں تیل ڈالتے اور ڈاڑھی میں کنگھا کرتے ۔(شرح سنہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے بال ہوں ان کا اکرام کرے یعنی ان کو دھوئے تیل لگائے کنگھا کرے۔ (ابوداؤد) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روز کنگھا کرنے سے منع فرمایا (یہ نہی تنزیہی ہے اور مقصد یہ ہے کہ مرد کو بناؤ سنگار میں مشغول نہ رہنا چاہئے)(ترمذی ابوداؤد ونسائی)

سرمہ کس چیز کا ہو :۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اثمد پتھر کا سرمہ لگاؤ کہ وہ نگاہ کو جلا دیتا ہے اور پلک کے بال اگاتا ہے۔حضور کے یہاں سرمہ دانی تھی جس سے ہر شب میں سرمہ لگاتے تھے تین سلائیاں اس آنکھ میں اور تین اس آنکھ میں (ترمذی) **مسئلہ**:انسان کے بالوں کی چوٹی بنا کر عورت کے بالوں میں گوندھے یہ حرام ہے حدیث میں اس پر لعنت آئی بلکہ اس پر بھی لعنت جس نے کسی دوسری عورت کے سر میں ایسی چوٹی گوندھی اور اگر وہ بال جس کی چوٹی بنائی گئی خود اسی عورت کے ہیں جس کے سر میں جوڑی گئی جب بھی ناجائز اور اگر اون یا سیاہ تاگے کی چوٹی بنا کر لگائے تو اس کی ممانعت نہیں سیاہ کپڑے کا موباف بنانا جائز ہے اور کلاوہ میں تو اصلاً حرج نہیں کہ یہ بالکل ممتاز ہوتا ہے اسی طرح گودنے والی یا ریتی سے دانت ریت کر خوبصورت بنانے والی اور جس نے دوسری عورت کے دانت ریتنے والی یا نوچنے سے ابرو کے بالوں کو نوچ کر خوبصورت بنانے والی اور جس نے دوسری کے بال نوچے ان سب پر حدیث میں لعنت آئی ہے۔(درمختار)

کان ناک چھیدنا :۔**مسئلہ** لڑکیوں کے کان ناک چھیدنا جائز ہے اور بعض لوگ لڑکوں کے بھی کان چھدواتے ہیں اور دریا پہناتے ہیں یہ ناجائز ہے یعنی کان چھدوانا بھی ناجائز اور اسے زیور پہنانا بھی ناجائز۔(ردالمحتار) **مسئلہ**:عورتوں کو ہاتھ پاؤں میں مہندی لگانا جائز ہے کہ یہ زینت کی چیز ہے بلا ضرورت چھوٹے بچوں کے ہاتھ پاؤں میں مہندی لگانا نہ چاہئے۔(عالمگیری) لڑکیوں کے ہاتھ پاؤں میں لگا سکتے ہیں جس طرح ان کو زیور پہنا سکتے ہیں۔ **مسئلہ** :پتھر کا سرما استعمال کرنے میں حرج نہیں اور سیاہ سرمہ یا کاجل بقصد زینت مرد کو لگانا مکروہ ہے اور زینت مقصود نہ ہو تو کراہت نہیں۔ (عالمگیری) **مسئلہ**:مکان میں ذی روح کی تصویر لگانا جائز نہیں اور غیر ذی روح کی تصویر سے مکان آراستہ کرنا جائز ہے جیسا کہ طغرا اور کتبوں سے مکان سجانے کا رواج ہے۔(عالمگیری) **مسئلہ**:سیاہ خضاب لگانا جائز نہیں۔مہندی اور کتم کا خضاب لگانا چاہئے۔

مدارج توحید

از: شیخ المشائخ حضرت علامہ السید الشاہ چندا حسینی، صوفی، اشرفی، رحمۃ اللہ علیہ، سجادہ نشین حضرت قطب رائچور آستانہ عالیہ شمسیہ اشرفیہ، رائچور

۸۶/۹۲ء

توحید کے اقسام ہیں جن میں سے پہلی توحید۔ توحید ایمانی ہے اور وہ یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے وصف الوہیت کی بے مثلی اور اس کے معبود برحق ہونے کی یکتائی کا قرآن واحادیث کے ارشاد ودلائل کے موافق دل سے تصدیق کرے اور زبان سے اقرار کرے اور یہ توحید کا نتیجہ ہے خبر دینے والے کو سچا ماننے اور خبر کی سچائی پر اعتقاد رکھنے کا اور یہ توحید علم ظاہر سے حاصل ہوتی ہے اور اس کا ہونا شرک جلی سے بچنے اور اسلام میں داخل ہونے کیلئے ضروری اور فائدہ مند ہے اور اولیا کرام ضروریات دین کی تصدیق اور ان پر اعتقاد کے حکم میں عوام اہل اسلام (خواہ وہ علماء رسوم ہوں یا جہلا) کے اس ایمان میں شریک ہیں۔

اور توحید کے دوسرے مراتب میں اولیاء کرام یکتا اور مخصوص ہیں (لطائف اشرفی) اس توحید ایمانی کی سوا صوفیاء کرام کے مراتب توحید اور اسکے حقائق اور اسرار سے غیر اولیا آگاہ نہیں ہیں جو نور باطن اور بصیرت کاملہ اور کشف الٰہی سے محروم ہیں جس نے نہیں چکھا نہیں جانا جب تک علائق سے باہر نہ ہوا۔

گر بہ سخن کار میسر شد　　　کار نظامی بفلک بر سد

ورنہ ان کلمات کا پڑھ لینا اور سن لینا ایسا ہے کہ کوئی مصری کی تعریف کرے تو سننے والے کو حظ تو ہوتا ہے لیکن اس کے مزے اور مٹھاس کو وہ نہیں جانتا جب تک چکھ نہ لے (لطائف اشرفی، لطیفہ اول)

اولیائے کرام کی توحید کے اقسام میں سے ایک توحید وجودی بھی ہے جسے توحید حالی بھی کہتے ہیں اس مرتبہ میں عارف برحق موحد کا وجود واحد کے جمال وجود کے مشاہدے میں یگانگت کے دریا میں غرق ہوتا ہے کہ ذات وصفات واحد کے سوا اسکی نگاہوں میں کچھ نہیں سماتا (لطائف اشرفی، لطیفہ اول) اسی کو صوفیاء کرام توحید وجودی کہتے ہیں۔ (اس کی تشریح شمائل اتقیا، ص ۱۷۶ میں آیا کہ جمعیت باطن مجنون کی لیلیٰ کے ساتھ تھی اسی سے مجنون کو جملہ مخلوق لیلیٰ کی صورت پر نظر آتی تھی۔ جو دل اللہ تعالیٰ سے مرتبہ جمع میں ہے مخلوقات کی تمیز اس سے اٹھ جاتی ہے وکل جمع بلا تفرقۃ زندقۃ وکل تفرقۃ بلا جمع تو طیل وصحۃ التفرقۃ بالجمع رویہ چہ صحت جمع بہ تفرقہ است۔ بی بی فاطمہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایکروز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وضو فرمارہے تھے کلاہ مبارک میرے سر پر رکھے اس سے ذرار عالم سے ذرہ ذرہ مجھے محمد نظر آیا جب کلاہ میرے سر سے لگائی گئی تو ذرات اور محمد کو میں نے مشاہدہ کیا۔ عروس عرفا، ص ۶۲)

مباحیہ ملحد جو طریقت کے پردے میں زندیق ہیں توحید وجودی کو انہوں نے الحاد وزندقہ پر لے گئے ہیں جیسا کہ حضرت شاہ غلام علی دہلوی قدس سرہٗ اپنے مکتوبات کے ص ۱۳۰ میں فرماتے ہیں کہ ایک درویش (یعنی مباحی) خود کو موحد قرار دیکر بنگ (بھنگ) پیتا تھا اور کہتا تھا کہ مجھے کسی مذہب سے ٹکراؤ نہیں ہے ایک بزرگ نے اس کے جواب میں فرمایا اگر مذہب محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی تو مخالفت کرتا ہے شرمندہ ہوا اور کوئی جواب نہیں دیا۔ ان بے ادبوں کے احوال اسی طرح ہیں اور خود کو ہر مذہب کا ہمرنگ وصلح کل قرار دیکر فواسق کے گھروں میں آمد ورفت رکھتے ہیں کہ ہم ظہور حق دیکھتے ہیں اور سنتے ہیں اللہ تعالیٰ کی پناہ شریعت کی بے حرمتی سے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں حشویہ روزگار کہتے ہیں کہ (مباحیہ کو حشویہ بھی کہتے ہیں) ہم نہیں ہیں ہمہ اوست اور اس کو توحید کہتے ہیں اس بہانہ سے شریعت کے دائرے سے باہر ہو جاتے ہیں جو چاہتے ہیں کہتے ہیں اور جو چاہتے ہیں کرتے ہیں اور خود کو درویش اور ولی کہتے ہیں۔

سخن وحدت آنگہ زعامی　　　زاں چہ خیز بغیر بدنامی

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ اپنے مکتوبات کے دفتر دوم مکتوب ۴۳رص ۱۱۱ میں فرماتے ہیں کہ توحید دو قسم پر ہے۔ توحید شہودی وجودی اور جو کچھ ضروری ہے وہ توحید شہودی ہے کہ فنا اسی سے مربوط ہے اور توحید شہودی عقل و شریعت سے مخالفت نہیں رکھتی بخلاف توحید وجودی کے اور صوفیہ کرام کے وہ اقوال جو اس توحید سے متعلق ہیں ان کو توحید شہودی پر لانا چاہئے۔ جب ولی توحید وجودی سے گذر کر توحید شہودی کے مقام پر پہنچتے ہیں تو توحید وجودی سے گریز کرتے ہیں کیونکہ توحید شہودی مقام تصوف کے ضروریات سے ہے۔ مباحیہ جو صوفیۂ کرام کی ہیئت میں خود کو ظاہر کرتے ہیں۔ توحید وجودی کو شائع کیئے ہیں اور کمال کو سوائے اس کے نہیں جانتے اور خود کو مقتدائے روزگار بتاتے ہیں اور دامن زندیقہ پر اس توحید سے ہاتھ مار کر تمام کو حق جانتے ہیں بلکہ حق (راست مطابق نفس الامر) جانتے ہیں۔(حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کا یہ داب تھا کہ مباحیہ کی توحید وجود کے اقوال میں جب شدت ملاحظہ کرتے تو نہایت سختی کیساتھ حمیت دین کے جنون میں ان کا رد فرماتے)۔زبدۃ المقامات، ص ۲۲۷) مکتوبات حضرت شاہ غلام علی دہلوی، ص ۵۱ میں ہے جو شخص خیالات کے پکانے اور وہم کے غلبے سے محض تقلیداً توحید وجودی کے اقوال زبان پر لائے تو حاکم اسلام اسے تعزیر دیے اور غافلوں وجاہلوں کو ان کلمات سے روک دینا چاہیئے۔ ص ۱۰۱ میں فرماتے ہیں کہ حقائق کا اظہار کرنا رسم سے زیادہ نہیں ہے کسے اسکی استعداد ولیاقت، مگر موشے بخواب اندر شتر شد۔ کا معاملہ ہے۔ اسی میں، ص ۹۰ر۹۱ میں ہے توحید وجود کو مقصود جاننا تخلیات سے ہے مگر شریعت کا مدار غیریت پر یعنی توحید شہود پر ہے جو چیز غلبۂ حال وسکر سے ہے اعتقاد کے قابل نہیں ہے جو کچھ علماء متکلمین نے فرمایا ہے اس پر اعتقاد واجب ہے اسی میں، ص ۸۵ میں ہے کفر و اسلام کو ایک اعتقاد کرنا عقل سے نہیں ہے بلکہ سکر کے غلبے سے ہے اس عقیدے کو حصول ووصول جاننا کہاں سے لایا گیا۔ اخبار الاخیار، ص ۳۶۶، میں ہیں کہ دین وملت کے باب میں کوئی گفتگو نہ کرے مگر جس میں دین کی ترویج وشریعت کی تجدید اور دین کے عقائد کی حفاظت ہو اور وجود یہ

کے اشارات میں نہ جائے جس سے حسرت وندامت واجب ہوتی ہے مکتوبات مجددی دفتر ثانی مکتوب، ۱۹۵ میں ہیں جو شخص اولیاء کے مقام توحید وجودی سے صادر شدہ شطحات پر تمام سے صلح کل بنا رہے ہے اور تمام کو صراط مستقیم پر سمجھے اور حق وخلق میں اور باطل کی حق سے تمیز نہ کرے تو وہ زنادقہ وملاحدہ سے ہے کہ اس کا مقصود شریعت کو باطل کرنا اور انبیا علیھم السلام کی دعوت کو اٹھا دینا ہے۔(جیسا کہ مثنویٔ معنوی میں آیا) ۔حق فرستاد انبیارا بہراین تجدا گردد از یشاں کفر و دیں) توحید وجودی سے متعلق کلمات محق اور مبطل دونوں سے صادر ہوتے ہیں محق کیلئے آب حیات اور مبطل کیلئے سم قاتل ہیں نیل کے پانی کے رنگ میں کہ بنی اسرائیل کے لئے آب خوشگوار تھا اور قبطی کیلئے خون ناگوار یہ مقام مزلۃ الاقدام ہے اہل اسلام کا جم غفیر ارباب سکر کے کلمات کی تقلید سے صراط مستقیم اہلسنت وجماعت برگشتہ ہو کر ضلالت وخسارت کی گلیوں میں پھنس گیا ہے۔(حضرت مخدوم سید شاہ اشرف جہانگیر سمنانی کچھوچھوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ سفر میں بعض ملحدوں کو دیکھا کہ شریعت کا انکار کرتے ہیں اور ممنوعات کو طریقت سمجھتے ہیں اور توحید کا اظہار کرتے تھے ان کو دلائل نقلی وعقلی سے سمجھایا گیا کہ یہ تعطل اور زندقہ ہے۔لطائف اشرفی، لطیفۂ چہارم) گلشن راز میں مباحیہ کے الحادی تصوف کے رد میں آیا۔

ترا گر نیست احوال ومواجید مشو کافر بنادانی وتقلید

اے مباحی تجھے ولایت حاصل نہیں ہے اس لئے تو ان شطحات پر تقلید کا معتقد ہو کر کافر نہ بن۔ اس کی شرح میں مخدوم الاعجاز شرح گلشن راز، ص ۷۷۱ میں آیا۔ اگر تجھ میں مواجید واحوال حاصل نہ ہوئے تو ان اہل حال کی تقلید سے ایسے کلمات منہ سے نکال کر کافر مت ہو کیونکہ ان حالات کے بغیر ایسے کلمات کہنا موجب کفر ہے۔

ولے تا با خودی زنہار زنہار عبارات شریعت را نگہدار

اسکی شرح میں مخدوم الاعجاز، ص ۱۷۶، میں ہے کہ جب تک سالک باخود وباعقل وہوش رہے خلاف شریعت الفاظ وعبارات سے گفتگو کرنے کو اہل طریقت نے منع فرمایا ہے اہل کمال باوجود کشف حال شریعت کے مطابق عمل کرتے ہیں اور حال کے موافق

عمل نہیں کرتے حضرت خواجہ عبداللہ انصاری کا مقولہ ہے کہ سگ
در مزبلہ افگندہ بہ از صوفی پراگندہ۔ مخدوم الاعجاز، ص ر ۱۰۷، میں ہے
الجمع بلا تفریقہ زندقہ یعنی مرتبۂ جمع ہوشیاروں کی نسبت سے زندیقہ
ہے۔(جواہر غیبی۔ ص ر ۲۳۳) اولیاء کرام توحید وجودی کے اپنے
سکری کلام کو کفر طریقت کہتے ہیں کفر طریقت کی تعریف میں حضرت
شاہ غلام علی نقشبندی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ امتیاز اٹھ جائے
(درالمعارف، ص ر ۱۲۴،) یہ درجۂ مجاذیب ھے جو اقتدار کا درجہ نہیں
ھے اور ولایت کاملہ کا درجہ توحید شہودی ہے جو اقتدار کا درجہ
ہے (مخدوم الاعجاز، ص ر ۱۰۷) الحاد و زندقہ کی حقیقت میں درمختار، ص
۲۳۱ میں آیا ہے۔ جس میں مباحیہ و نیچریہ اور وہابیہ سنیت کے دعوے
سے گرفتار ہیں۔ الحاد کا داعی اور اباحی زندیق کی مثل ہے جو کسی دین کو
نہیں مانتا۔ فتاویٰ عالمگیری جلد چہارم مطبوعہ نولکشور لکھنو، ص ۳۶۴
کے حاشیہ میں ہیں زندیق میں ہر لامذہب اور نیچری شامل ہے۔
مکتوبات مجددی دفتر ثالث مکتوب ۱۲۱، ص ر ۵۶۶ کے حاشیے میں آیا
زندیق بمعنی بے دین اور دین سے پلٹے ہوئے مختلط المذاہب کو کہتے
ہیں۔ و نیچریت میں یہی چیز داخل ھے۔ مباحیہ کے رد میں صوفیہ کرام
نے بالاتفاق فرمایا جس طریقت کو شریعت رد کرے وہ زندیقہ ہے
(شرح فتوح الغیب۔ سبع سنابل)۔

اے گندے مباحی دشمن حق تو شان طریقت کیا جانے
اسلام کا کلمہ لب پر ہے پر اسکی حقیقت کیا جانے
مومن کافر ناجی ناری نور وظلمت اعمیٰ بینا
تو سب کو برابر کہتا ہے حلت وحرمت کیا جانے
الحاد میں تیرے دشمن دیں ہے فرقہ پرستی دیں پہ قیام
اے نیچریوں کے ہمنوا تو نور وظلمت کیا جانے
بعت جو عام رسمی ہی سمجھا ہے ارادت کی تو نے
دعویٰ ہے اسی سے ولایت کا تو اسکی حقیقت کیا جانے

اولیاء کرام کا وہ کلام جو ظاہر سے مصروف اور ماول ہے (یعنی وہ کلام
جو توحید وجودی سے متعلق اور وہ احوال سکاریٰ سے متعلق ہے
"مکتوبات مجددی دفتر اول مکتوب، ۲۶۱، ص ر ۴۵۴) اس کے
بارے میں اہلسنت کے ضابطے میں امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی
قدس سرہٗ اپنے مکتوبات کے مکتوب، ۲۸۹ میں فرماتے ہیں کہ صوفیہ کا وہ
کلام جو شریعت کے خلاف غلبۂ حال وسکر سے ناشی ہے وہ اس میں
معذور ہیں اور وہ کلام تقلید کے شایاں نہیں ہے بلکہ لازم ہے کہ اس
کلام کو شریعت کے موافق درست معنی پر حمل کیا جائے اور وہ اپنے ظاہر
سے شریعت کی طرف پلٹا دیا جائے اس لئے کہ سکاری کے کلام کو ظاہر
پر حمل کیا جانا ضروری ہے جو ظاہر سے معروف ہے۔ انتھیٰ اسی طرح
ان کے سکری افعال کو بھی شریعت کے موافق کر دینا لازم ھے اور اس
میں ان کی تقلید منع ہے اولیا کے سکری افعال میں سے ان کا سماع اور
رقص بھی ہے (تذکرۃ المعاد) مباحیہ جو ولایت اور بیعت وارادت
کے مدعی ہیں قوالی و رقص کو اپنی طریقت بنالیئے ہیں ان کے رد میں
حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ
مباحیہ کا کام حرام کھانا اور بطالت ہے حلال ان کے پاس وہی ہے جو
وہ پائیں اور حرام وہی ہے جو نہ پائیں رات دن گردش کرتے ہیں کہ
لقمہ چرب کھائیں اور خوش نغمہ سنیں احوال ظاہر کرتے ہیں معارف
کہتے ہیں لمبے چوڑے دعوے کرتے ہیں تاکہ عوام معتقد ہوں اور
دنیاوی مطالب حاصل ہوں خالص اسلام کی بو ان کی ناک میں نہیں
پہنچتی اور ایمان حقیقی ان کے دل میں داخل نہیں ہوا۔ تمام رات قوالی
سنتے ہیں اور رقص کرتے ہیں امراء وملوک کے پاس جانے پر فخر کرتے
ہیں جاہل جب ان کو فقر کے لباس میں دیکھتا ہے تو گمان کرتا ہے کہ فقیر
کا طریقہ یہی ھے جو یہ رکھتے ہیں تو ان کا اتباع کرتے ہیں اور ہلاک
ہو جاتے ہیں خدائے تعالیٰ زمین کے چہرے کو ان کی ناپاکی سے پاک
کردے کہ ان کے چہرے کو سیاہ کردیں۔ (تحصیل الکمال الابدی)

اس سلسلے میں نیچریوں کی حقیقت بھی بیان کرنا مناسب کہ
یہ بھی مباحیہ کی طرح الحاد و زندقہ میں گرفتار ہیں۔ یونانی کافروں میں
ایک فرقہ فلاسفہ گذرا ہے اس فرقے کی شاخیں یہ ہیں۔ دہریہ
وطبیعہ (نزہتہ البساتین، ص ر ۲۲۲) فرقہ فلاسفہ کا یہ عقیدہ ہے کہ عالم کا
ایک صانع ہے بلا صفات کے عالم میں جو تاثیرات ہیں وہ وسائط سے
ہیں (تفسیر عزیزی پارۂ سی ام، ص ر ۲۹۴) مکتوبات مجددی دفتر اول

مکتوب ۲۶۶، میں ہے فلاسفہ واجب تعالیٰ سے اختیار کی نفی کرتے
ہیں اور حوادث کے وجود کو عقل اور افعال سے متعلق کیئے ہیں انھی
یوروپ میں اٹھارویں صدی عیسوی میں محرف انجیل کے خلاف فلاسفہ
کے اس عقیدے کی عام اشاعت ہوئی اور تمام نصاریٰ عیسائیت نام
سے نیچری (طبعی) بن گیئے اور نصاریٰ کے دور حکومت میں اسلام
مٹانے کیلیئے انگریز کے اشارے پر احمد خاں علیگڑھی غیر مقلد وہابی نے
نیچریت کی ہندوستان میں اشاعت کی (تاریخ مسلمان پاکستان
و بھارت جلد دوم۔ تاریخ مذاہب اسلام،۔ ائمہ تلبیس) اسی نیچریت
سے ہندوستان میں الحاد عام ہوگیا اس الحاد کی نسبت احمد خاں کہتا ہے
جو فطرت کا تقاضہ ہے وہی اسلام ہے اور لامذہبی بھی حقیقت میں
اسلام ہے (تاریخ مذاہب اسلام، ص ۶۵۴) یہ فرقۂ فلاسفہ کی پہلی
شاخ نیچریت تھے اور اسکی دوسری شاخ دہریت تھے جسکی
شاخیں ڈیموکریٹک شوشلزم اور کمونیزم شوشلزم ہیں Endless
Bliss۔ حصہ دوم مطبوعہ قسطنطینہ، ص ۱۶۴) نیچریوں میں صلح کلی
الحاد و زندقہ کے ساتھ وہابی عقائد عام ہیں اس طرح ہمارے اس
زمانے میں مباحیت، وہابیت، نیچریت کا مجموعہ و نیچریت کی شکل میں
سنیت کے دعوے سے عام ہوگیا ہے۔ اور ہندوستان کے تمام شہر اور
دیہات و نیچریوں سے بھر گیئے ہیں اور حقیقی اہلسنت و جماعت انگلیوں
پر گنی جانے والی تعداد میں آگیئے ہیں جو قیامت کی نشانیوں میں سے
ہے کہ حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تشریف لانے تک
اہلسنت تمام دنیائے اسلام سے ختم ہو کر صرف حرمین شریفین ہی میں
رہ جائیں گے (کتب عقائد) اس نشانی کے تحت ہر روز اہلسنت
و جماعت و نیچریت بن کر ختم ہو رہے ہیں۔ حضرت شیر بیشۂ سنت
حضرت مولانا محمد حشمت علیخاں صاحب قادری لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ
فرماتے ہیں کہ سرکار کائنات رسول مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ دین کی ابتدا بیکسی کی حالت میں ہوئی قریب ہے کہ پھر اس
حالت کیطرف لوٹ آئے خوشخبری ہو غربا کیلیئے (ترمذی) صحابہ رضی
اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہ غربا کون
لوگ ہیں ارشاد فرمایا کہ نیکوں کی جماعت اور برے لوگوں میں سے
تھوڑے اچھے (طبرانی) اخبار الوارث بمبئی ۲۷ رجون ۱۹۵۴ء)
اصول اربعہ، ص ۱۱۹ میں ہے وہابیہ نیچریہ وغیرھم دریں زماں یوماً فیوماً
در ترقی است اگر کسی را شک آید آدم شماری دہ سال ابا آدم شماری حال
مقابلہ کند کہ بیند کہ فرق ضالہ چہ مقدار سال بسال زیادہ میکنند ایں
زیادتی از کجا آمد از افراد اہلسنت و جماعت کم میشوند وسبب اخراج عوام
از خویش در فرق زائغہ معلوم است کہ دراں طرق پابندیٔ اکثر محارم
شرعیہ نیست ونفوس امارہ ایں زماں از تقلید و پابندیٔ شرع شریف ابا
میکنند ازیں وجہ ربقۂ تقلید از گردن ہائے خود انداختہ لامذہبی میکنند
ومطابق خواہشات نفوس خود بلالومۃ لائم داد نفس پروری دادہ عمر
خود را در مقتضیات نفوس تا بآخر میرسانند پس ازیں حدیث شریف معلوم
شد کہ اسلام حقیقی ہمیں جماعت اہلسنت است بلکہ نام اسلام ہمیں
جماعت شد کہ از غربت ترقی رسید و باز از ترقی بغربت نہاد فالحمد للہ
علیٰ ذالک وانا للہ وانا الیہ راجعون۔ اگر کسے گوید کہ در حدیث شریف
لفظ اسلام است وسلام در مقابلۂ کفر مستعمل میشود پس معنیٔ حدیث
چناں باشد کہ اقتدار و حکومت اسلام از ضعف بقوت رسید و از قوت باز
رجوع بضعف خواہد نمود گوئیم آں حاکمان ذوی الاقتدار از اسلامیہ کہ
بودند یا وہابیہ غیر مقلدین بودند آیا نیچری بودند آیا مرزائی ونجدی
بودند آں ہم آخر مسلمانان مقلدین یکے از مذاہب اربعہ بودند پس
ضعف آنہا در مقابلۂ کفار باز ہم ضعف جماعت مقلدین شد۔

فرقۂ فلاسفہ کی دو قسمیں بیان کی گئی ہیں اس فرقہ کی تیسری
شاخ سوفسطائیت ہے اور سوفسطائیہ حقائق اشیاء کا انکار کرتے ہیں
(شرح عقائد۔ تکمیل الایمان) نیچریہ کو اس سوفسطائیت سے کفار اور
کفر کی حقیقت کا انکار ہے اسی انکار سے وہ اپنے الحاد کو پھیلانے کیلیئے
اس الحاد کہ کافر کو کافر نہ کہنا چاہیئے عام کر دیا۔ سوفسطائیہ کے اس الحاد
کے رد میں کلمات صوفیہ کے کلمۂ (۶۶) میں آیا کہ حقائق اشیاء کا منکر
فرقۂ سوفسطائیہ ہے صوفیہ ان کی تکفیر کرتے ہیں سوفسطائیہ کے قول سے
نہ واجب کی حقیقت ثابت ہوتی ہے نہ عالم کی اور ایسے ہی اعتقاد سے
احکام شرعیہ اور اسرار صوفیہ برباد ہوتے ہیں بخلاف صوفیۂ کرام کہ ان
اعتقاد سے حقیقت واجب کی واجب کو ثابت ہے اور حقیقت عالم کی

عالم کو ثابت ہے کوئی اعتقاد رکھے یا نہ رکھے ہر ایک کا حکم ہر ایک پر جاری ہے شرعی حکم نہیں اٹھتا عالم کی ہر ایک چیز باعتبار تشخص وتعین کے ہر ایک اسم سے موسوم ہے جب وہ چیز درخت ہوئی تو درخت کا حکم اسپر جاری ہوا جب حیوان ہوا تو حیوان کا حکم اور جب انسان ہوا تو انسان کا حکم اور جب کافر ہوتا کافر کا حکم جب مومن ہوتو مومن کا حکم جب نبی ہوا تو نبی کا حکم اور جب ولی ہوا تو ولی کا حکم اسی طرح جب زید ہوا تو زید کا حکم جب عمرو ہوا تو عمرو کا حکم اسی طرح ہر ایک تعین کا حکم ہر ایک پر جاری ہوا اور کوئی عاقل بالعکس کہے گا نہ ان کی حقیقت کا انکار کرے گا۔

اسی کلمات صوفیہ کے کلمہ (۵۹) میں مباحیہ کے رد میں آیا کہ جو شخص وحدت الوجود کے اعتقاد سے اور اس وہم سے کہ مجھے وحدت الوجود کا مرتبہ ہاتھ آیا مراتب خلق کو اٹھا دیے اور کتاب وسنت اور اجماع کے خلاف شریعت کام کرنے لگے تو وہ اللہ تعالی کے پاس ملحد وزندیق ہے اور ظاہر شریعت میں بھی اسی کلمہ (۶۵) میں ہے صوفیۂ کرام صاف فرماتے ہیں کہ ہر ایک مرتبے کا ایک ایک حکم تھے اس سے تجاوز نہ کیا جائے اور جو شخص وحدت الوجود سے مراتب کی رعایت نہ کریگا وہ زندیق وکافر ہے اور لوائح جامی قدس سرہ میں بھی موجود ہے۔

ہر مرتبہ از وجودے حکمے دارد گر حفظ مراتب نکنی زندیقی

مکتوبات مجددی دفتر اول ص ۶۳ کے حاشیہ میں تھے۔ایں عدم امتیاز بالاتفاق کفراست وتقلید کفراست وتقلید ارباب حال نمودن وتمیز نہ کردن از بے تمیزی است والحاد وزندقہ وکفر شریعت وحقیقت۔ مباحیہ کا یہ الحاد فرقہ فلاسفہ میں بھی ہے۔اس سوفسطائیت کی رگ کو دبائے رکھنا اور الحاد وزندیقہ اور اسکی صلح کلیت سے اپنے ایمان کو بچائے رکھنا اہلسنت پر واجب تھے چنانچہ مثنوئ معنوی میں ہے۔

آں رگ فلسف کند رویش سیاہ می نماید اعتقاد او گاہ گاہ

نیچریہ ملحدہ نے کفار سے موالات کا فساد جو برپا کیا تھے وہ اور رسالت مآب علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ کے منافقین کا فساد تھے جو اسلام مٹانے کیلئے ان منافقین نے برپا کیا تھا جیسا کہ اللہ تعالی ان منافقین کی تنبیہ میں فرماتا ہے"وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ "(سورۂ بقرہ، رکوع اول) اور جب ان سے کہا جائے زمین میں فساد نہ کرو کہتے ہیں ہم تو سنوارنے والے ہیں (ترجمہ رضویہ) اس آیت کریمہ کی تفسیر میں تفسیر عزیزی میں ہے۔منافقین کا فساد زمین چند قسم پر تھا اول یہ کہ وہ قوت شہویہ وغضبیہ کے مقتضیات کی تحصیل میں افراط کرتے تھے اور قوت حلمیہ کی تحصیل میں تقصیر حالانکہ انسانی روح کی صحت اسپر ہے کہ قوت حلمیہ غالب ہو اور قوت شہویہ وغضبیہ مغلوب وتابع تا کہ احکام شرعیہ پر منطبع ہونا ممکن ہو جائے تا کہ اس کے سبب سے امور دارین کے انتظام کا انقیاً میسر ہو جائے اور انسانیت کا معنیٰ متحقق ہو دوسرا (۲) یہ کہ کافروں ومومنوں کے درمیان میں آمد ورفت رکھتے تھے اور ہر ایک فریق کی باتیں ایکدوسرے کو پہنچاتے تھے تا کہ دونوں فرقوں کے پاس جاہ وقدر حاصل کریں اور مسلمانوں سے موالات نہیں رکھتے تھے۔سوم (۳) یہ کہ کفار کے ساتھ مخالطت اور انکی مدارات میں حد سے گذر جاتے تھے اور امور دین میں مداہنت کرتے تھے اور وہ خود کو مومنین کے زمرے سے کہتے تھے کفار کے نزدیک ایسا ثابت ہوتا تھا کہ پیغمبر علیہ السلام کا کام اور ان کے اصحاب کا اعتقاد اس مرتبے پر ہے کہ ہماری نسبت میں تملق کرتے ہیں اور ہم سے طمع رکھتے ہیں اس سبب سے کفار دلیر ہوتے تھے۔منافقین اس تنبیہ پر کہتے تھے ہم اصلاح کرنے والے ہیں کہ ملک وملت کا کام اسی حالت اصیلہ پر لوٹ جائے کہ تمام لوگ متفق اور شیر وشکر ہو جائیں اور جھگڑا ومخالفت جو اس دین وآئین جدید کیوجہ سے لوگوں میں پیدا ہوا ہے زائل ہو جائے اور اصلاح کی حقیقت یہی ہے کہ امر ملک وملت قدیم طریقے پر جو گذشتہ زمانے میں تھا پلٹ جائے اور آئین جدید کا تصلب (پختگی) جو مخالفت کا سبب تھے درمیان سے اٹھ جائے کوئی شخص قتل وایذا وقید ولوٹ اور جنگ وحرمت کے درپے نہ رہے پس منافقین حقیقت میں اصلاح تحصیل معاش اور اسکے اسباب کی آسانی اور امور دنیوی میں سمجھتے ہیں۔ونیچریہ اس فساد میں ہیں ان کے اس الحاد فساد سے اسلام وسنیت مٹ رہی ہیں اور مشرکین ہند دلیر ہو گئے

ہیں جیسا کہ احمد شریف وزیر اوقاف آندھرا کہتا ہے کہ قومی یکجہتی کے عظیم مقصد کے حصول کیلئے فرقہ، ذات پات اور گروہ واریت کی اصطلاح میں سوچنا چھوڑ دیں (یعنی الحاد وزندقہ کو اپنا لیں) اور متحدہ قومیت (ہنود کے شرکیات کو قبول کرنے اور ان کے بجالانے اسلام کے خلاف مداہنت اختیار کرنے) کے نصب العین کو اپنائیں (اخبار رہنمائے دکن حیدرآباد، ۱/۶/۱۳۹۸ھ) ہنود بھی اس الحاد سے اسلام وسنیت مٹانے کیلئے وہچریوں کے اس حربے سے اسلام کے خلاف کھڑے ہوئے ہیں جیسا کہ حیدرآباد اسمبلی کے اسپیکر ردی کو نریا کہتا ہے کہ قومی اتحاد وقت کی اہم ضرورت ہے (اخبار مذکورہ)

دیں مٹانے کیلئے الحاد سے وہچری

مشرکوں کے ساتھ ملک ہند میں ہیں ہوگئے

اس صلح کلی الحاد کا ایک تازہ ثبوت یہ ھے کہ ایک نیچری باقر علی مرزا نے ایک مدرسہ دینی تعلیم کے لئے کھولا اور اس نے اس کا نام رام کرشنا اسکول رکھا۔ (اخبار رہنمائے دکن، حیدرآباد، ۱۶/۶/۹۸ھ)

نام نہاد جن سنگھ ہندو جماعت اور وہچریوں اور دیگر ہنود کی جماعت میں فرق صرف اتنا ھے کہ جن سنگھی ہندو چاہتے ہیں کہ مسلمان ہندو بن جائیں چنانچہ رہنمائے دکن مورخہ ۱۶/۶/۱۳۹۸ھ میں جن سنگھی لیڈر مدھوک کا اعلان ان الفاظ میں شائع کیا ہے کہ انہوں نے اپنے اس مطالبے کا اعادہ کیا کہ ہر ہندوستانی کو ہندو بنایا جائے اور آجکل ان کا یہ نعرہ بڑی اہمیت رکھتا ھے اس جن سنگھی مقصد کے خلاف وہچری اور دیگر ہندو جماعتیں مسلمانوں سے ان کے شرکیات اور تمدن کو نام اسلام کے ساتھ اپنا لینے کی طالب ہیں الحادی کفر کیساتھ اسلامی دعویٰ کرنے کی تلبیس کا بیان اکبر الہ آبادی کی زبان سے سنیئے

جو چاہیئے وہ کیجئے بس یہ ضروری ہے

ہر انجمن میں دعویٔ اسلام کیجئے

سابق میں انگریزی حکومت کس کی ذمہ دار تھی اس کے بیان میں کہتا ہے اسی سے موجودہ ہند حکومت کی ذمہ داری واضح ہوجاتی ہے کہ وہ کس کی ذمہ داری ہے۔

اس عہد میں مائل سوئے الحاد جو دل ہے

اسکی تو گورنمنٹ ہی رسپانسبل ہے

اسلامی نام سے وہچریوں کے ہندویت اختیار کرنے کو بیان کرتا ھے

ترانے میرے ہم آہنگ دیر وکعبہ ہیں یکساں

زباں پر میری موزوں ہوتی ہے حمد وبھجن دونوں

وہچریوں کے مرتد منافقین کو مسلمان قرار دیکر ان سے موالات کرنے کو بیان کرتا ہے۔

مجھے الفت ہے سنی سے بھی شیعہ سے بھی یاری ھے

اکھاڑے میں دکھا سکتے دلکش بانکپن دونوں

ملحد وزندیق کا کوئی کفری وارتدادی مذہب نہیں ہوتا وہ ہر مذہب کی تائید کرتا ھے اس کے بیان نیچری الحاد بیان کرتا ہے

پابند کسی مشرب وملت کا نہیں ہوں

گھوڑا میری آزادی کا اب جاتا ہے بگٹٹ

نیچریوں کے اس الحادی ضابطے کے بیان میں کہتا ھے جسکی حکومت ہو اسلامی نام سے اسکے ہمنوا بن جانا چاہیئے۔

یہی فتوئے نیچر ہے کہ ہم بھی ہو رہے انکے

ذران کا زوران کا علم ان کی سلطنت ان کی نیچریوں کے پاس کوئی چیز کفر نہ ہونے کا بیان میں کہتا ھے۔

نصاریٰ قبلۂ مقصود ہیں ہندو برادر ہیں

زمین شعر ہی میں رہ گئی زلف بتاں کا فر

وحدت الوجود کے باطل استدلال سے مباحیوں کے زندقہ اختیار کرنے اور اس نفسانی استدلال میں نیچریوں کے مباحیوں کے ساتھ شریک ہونے کے بیان میں کہتا ہے

چراغ دیر بھی دلکش حرم کی شمع بھی دوست

اسی سے چشم بصیرت نے کہہ دیا ہمہ اوست

مکتوبات مجددی دفتر اول مکتوب ۴۳ میں ھے جو کچھ لازم وضروری ھے توحید شہودی ھے جو عقل وشریعت کے خلاف نہیں ھے بخلاف توحید وجودی کے اولیا کے اقوال کو جو توحید وجودی سے ناشی ہیں ان کو توحید شہودی پر لانا چاہیئے۔ اس زمانے میں بہت لوگ جو صوفیہ کی

ہیت پر ہیں توحید وجودی کو شائع کیئے ہیں کمالی کو اس کے سوا نہیں سمجھتے ۔اس نیچری الحاد کے اکبر و دارشکوہ کے بعد دوبارہ ہندوستان میں عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کے اس الحاد کو مٹانے کے بعد اپنے کے بیان میں کہتا ھے۔

اھوائے الحاد رنگ ملت کو ہر روش پر بدل رہی ہے
جو بات بگڑی بنے وہ کیونکر جو چل گئی وہ چل رہی ہے
ہمیں نے دراس ہوا پہ کھولا کیا اسے چپ جو کوئی بولا
ہمیں ہے خود اب تردد اس کا طبیعت اب ہاتھ مل رہی ہے
زبان اکبر میں کب یہ قدرت کہ کہہ سکے راز سوز حسرت
وہ شمع اسکو بیاں کریگی جو گور سید پہ جل رہی ہے

اپنے کھوٹے تخلیات کو اسی پر رائج کیئے ہیں منتخب اردو ترجمہ مثنوی باغ ارم میں ہے۔

یہ طریقت نہیں نہ یہ توحید ہے — تصوف کفر کی تقلید ہے
موسیٰ وفرعون کو اک جانتا — شک میں پر تحقیق کو نہیں مانتا

اس سے ثابت ہوا کہ مباحیہ کے پاس توحید اور ولایت امر معروف ونہی منکر سے باز آنا اور اسے فرقہ پرستی کے نام سے خوار ٹھرانا اور صلح کلی زندقہ اختیار کرنا ھے۔

......☆☆☆......

غصہ اور تکبر کا بیان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غصہ ایمان کو ایسا خراب کرتا ہے جس طرح ایلوا شہد کو خراب کردیتا ۔(بیہقی) اور فرمایا جو شخص اپنی زبان کو محفوظ رکھے گا اللہ اس کی پردہ پوشی فرمائے گا اور جو اپنے غصہ کو روکے گا قیامت کے دن اللہ تعالی اپنا عذاب اس سے روک دے گا اور جو اللہ سے عذر کریگا اللہ اس کے عذر کو قبول فرمائے گا۔(بیہقی)

غصہ کا علاج

اور فرمایا غصہ شیطان کی طرف سے ہے اور شیطان آگ سے پیدا ہوتا ہے اور آگ پانی ہی سے بجھائی جاتی ہے لہذا جب کسی کو غصہ آجائے تو وضو کرلے (ابوداؤد) اور فرمایا جب کسی کو غصہ آئے اور وہ کھڑا ہو تو بیٹھ جائے اگر غصہ چلا جائے فبہا ورنہ لیٹ جائے۔(احمد ترمذی)

متکبرین کا حشر کیسا ہوگا

اور فرمایا متکبرین کا حشر قیامت کے دن چیونٹیوں کی برابر جسموں میں ہوگا اور ان کی صورتیں آدمیوں کی ہوں گی ہر طرف سے ان پر ذلت چھائے ہوئے ہوگی ان کو کھینچ کر جہنم کے قیدخانہ کی طرف لے جائیں گے جس کا نام بولس ہے ان کے اوپر آگوں کی آگ ہوگی جہنمیوں کا نچوڑا انہیں پلایا جائے گا جس کو طینۃ الخبال کہیں ہیں۔(ترمذی)۔قرآن مجید میں ہے۔"اَلَیْسَ فِیْ جَهَنَّمَ لِلْمُتَکَبِّرِیْنَ" (متکبرین کا ٹھکانا جہنم ہے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"میں تم کو جنت والوں کی خبر نہ دوں۔ وہ ضعیف ہیں جن کو لوگ ضعیف وحقیر جانتے ہیں۔(مگر یہ ہے کہ) اگر اللہ پر قسم کھا بیٹھے تو اللہ اس کو سچا کردے اور کیا جہنم والوں کی خبر نہ دوں سخت خو تکبر والے ہیں"۔(بخاری ومسلم)

تواضع کرنے والے کو اللہ عزت دیتا ھے

اور فرمایا جو اللہ کے لئے تواضع کرتا ہے اللہ اس کو بلند کرتا ہے وہ اپنے نفس میں چھوٹا مگر لوگوں کی نظروں میں بڑا ہے وہ لوگوں کے نزدیک کتے یا سوئر سے بھی زیادہ حقیر ہے۔(بیہقی) اور فرمایا تین چیزیں نجات دینے والی ہیں اور تین ہلاک کرنے والی ہیں۔نجات والی چیزیں یہ ہیں۔ پوشیدہ اور ظاہر میں اللہ سے تقویٰ، خوشی میں حق بات بولنا مالداری اور احتیاج کی حالت میں درمیانی چال چلنا، ہلاک کرنے والی یہ ہیں خواہش نفسانی کی پیروی کرنا اور بخل کی اطاعت اور اپنے نفس کے ساتھ گھمنڈ کرنا۔یہ سب میں سخت ہے۔(بیہقی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بزمِ سنّیت کا ایمان افروز اکّہ

اہلسنّت کی مسلمانی اکابر دیوبندیہ کی زبانی

از: حضرت علامہ مفتی ابو طاہر محمد طیب صاحب صدیقی قادری علیہ الرحمۃ والرضوان، دانا پوری، پیلی بھیت

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

برادران اہلسنت السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی دیوبندیوں کے بلانے پر بمبئی آئے اور شیران بیشہ سنت سے میدان خالی پاکر "انا الا سد ھل من مناظر (میں شیر ہوں، ہے کوئی مناظر)" کے نعرے لگانے لگے، محمد علی روڈ کے جلسوں میں بار بار کہا کہ علمائے دیوبند کے عقائد بالکل حق اور مذہب اہلسنت کے مطابق ہیں اور وہ لوگ پکے سُنّی سچے حنفی ہیں جس کسی کو ان کے عقائد پر کچھ اعتراض ہو وہ سامنے آئے میں اس سے مناظرہ کے لئے تیار ہوں۔ اہلسنت نے دربھنگی صاحب سے مناظرہ کے لئے شیر بیشہ سنت حضرت مولانا حشمت علی خاں صاحب کو بلایا اور آپ نے تشریف لاتے ہی دربھنگی صاحب کی دعوت مناظرہ قبول کر کے اعلانِ مناظرہ فرمادیا۔ دربھنگی صاحب تو خالی میدان کے شیر تھے شیر بیشہ سنت کے آتے ہی انکی بلند آہنگیاں خاموشی میں بدل گئیں۔ اور اہلسنت نے اب تک چھ پوسٹر شائع کردئے لیکن دربھنگی صاحب کی طرف سے کسی ایک کا بھی جواب نہیں دیا گیا اب دیوبندی پارٹی چاہتی ہے کہ عقائد دیوبندیہ پر مباحثہ بھلادیا جائے اور "انت من الکافرین (تو کافروں میں سے ہے)" کہنے والے کی سنّیت پر عمل کر کے اہلسنت کو معاذ اللہ کافر قرار دیا جائے اس سلسلہ کی ایک کڑی وہ مضمون ہے جو اخبار ہلال مورخہ ۸ مئی ۱۹۳۶ء میں شائع ہوا ہے جس کی سرخی "دوسروں کی آنکھ کا تنکا دیکھنے والوں کی آنکھ کا شہتیر" ہے اور اس کی دوسری کڑی وہ اشتہار ہے جسکی سرخی "رضا خانی فتنہ" ہے۔ اللہ و رسول و غوث اعظم جل جلالہٗ، وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ورضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رحمت ونصرت واعانت پر بھروسہ کرتے ہوئے فقیر ابو طاہر محمد طیب صدیقی قادری برکاتی قاسمی دانا پوری غفرلہٗ ربہٗ دیوبندی فریب کاریوں کا پردہ چاک کرنا چاہتا ہے۔ والعون من اللہ تعالیٰ (اور مدد اللہ تعالیٰ سے ہے)

:قالت الدیو بندیۃ

تیری عبدیت میں چہرہ لکھ گیا
موتھ اوجالا ہوگیا احمد رضا

رضا خانی کیسی دلیری کے ساتھ احمد رضا خان بریلوی کی عبدیت کا اقرار کر رہا ہے۔

اقول: دیوبندی صاحبو! کچھ گھر کی خبر ہے تمہارے مولوی محمود حسن دیوبندی گنگوہی کے مرثیہ صفحہ ۹ میں لکھتے ہیں:

قبولیت اسے کہتے ہیں مقبول ایسے ہوتے ہیں
عبید سُود کا ان کے لقب ہے یوسف ثانی

دیوبندیو! بولو!! جب تمہارے مذہب میں اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کا اپنے آپ کو بندہ کہنے والا مشرک ہے تو محمود حسن دیوبندی رشید احمد گنگوہی کا عبد اسود (کالا بندہ) بن کر کافر مشرک ہوئے یا نہیں؟

یہ بھی بولو کہ گنگوہی کے کالے کالے بندوں کو یوسف علیہ الصلاۃ والسلام کا ثانی کہکر محمود حسن نے سیدنا یوسف علیہ الصلاۃ والسلام کی توہین کی یا نہیں اور وہ کافر ہوئے یا نہیں؟ یہی محمود حسن دیوبندی اپنے قصیدہ مدحیہ صفحہ ۴ پر لکھتا ہے:

اس تمنا میں کہ شاید کہیں بن جائیں ایاز
من محمود شدہ بندۂ جاناں دونوں

اس شعر میں قاسم نانوتوی ورشید احمد گنگوہی کو جاناں کہا محمود حسن دیوبندی خود اُن دونوں کے بندے بنے۔ بولو! محمود حسن دیوبندی کافر مشرک ہوئے یا نہیں؟ دیوبندی مذہب کے پیشوا مولوی رشید احمد گنگوہی سے سوال ہوتا ہے کہ جب تک بندے کا بندہ نہ ہوجائے تب تک خدا نہیں ملتا یہ درست ہے یا نہیں؟ گنگوہی صاحب جواب لکھتے ہیں بندے کا بندہ ہونے کے یہ معنی ہیں کہ کسی خدائے تعالی کے مقبول کا مطیع ہوکر عمل کرے یہ بھی درست ہے مگر بظاہر ایسا بولنا اچھا نہیں جو موہم برے معنی کا ہو مگر اصل مراد درست ہے۔
(فتاوی رشیدیہ حصہ اول ہندوستان پرنٹنگ ورکس، دہلی، ص ۴)

دیوبندیو! بولو! تم تو بندے کا بندہ ہونے کو شرک بتاتے ہو مگر تمہارا پیشوا اس میں برے معنی کا صرف ایہام بتاتا ہے مگر اصل مراد کو درست کہتا ہے اب بتاؤ تمہارا مذہبی پیشوا گنگوہی شرک کو درست کہکر مشرک ہوا یا نہیں اور تم اسے مذہبی پیشوا مانکر کافر و مشرک ہوئے یا نہیں؟

قالت الدیو بندیة:

میری حالت آپ پر سب ہے عیاں
آپ سے کیا ہے چھپا احمد رضا

اس شعر میں اللہ کا ہمسر خانصاحب کو بنایا۔

اقول: دیوبندی مولوی محمود حسن نے مرثیہ صفحہ ۱۶ میں لکھا ہے:

شہید خنجر تسلیم کو ہر دم ہے ضاں تازہ
تفقد میں غلاموں کی تمہیں اب بھی ہے آسانی

دیوبندیوں! بولو گنگوہی کے مرنے کے بعد محمود حسن صاحب دیوبندی نے بتایا کہ گنگوہی کو اپنے غلاموں کی خبر گیری بعد مرنے کے بھی آسان ہے۔ کچھ دشوار نہیں۔ بولو محمود حسن دیوبندی تمہارے مذہب میں گنگوہی کو اللہ تعالی کا ہمسر بتا کر کافر مشرک ہوا یا نہیں؟

دیوبندی مذہب کے پیشوا رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں کہ مرید بیقین داند کہ روح شیخ مقید بیک مکان نیست پس ہر جا کہ مرید باشد قریب یا بعید اگرچہ از شخص شیخ دوراست امار وحانیت اودورحانیت او دور نیست یعنی مرید اس بات کا یقین رکھے کہ پیر کسی ایک مکان میں مقید نہیں ہے تو جہاں کہیں بھی مرید ہو اور یا نزدیک اگرچہ پیر کے جسم سے دور ہے مگر پیر کی روح اس سے دور نہیں ہے۔(امداد السلوک ص ،۹)

دیوبندیو! بولو تمہارا مذہبی پیشوا تمہارے مذہب میں مریدوں کو حکم دے رہا ہے کہ اپنے پیر کو علم میں اللہ تعالی کا ہمسر سمجھیں، بولو تمہارے فتوے سے گنگوہی کافر ہوا یا نہیں اور اسکو مذہبی پیشوا مان کر تم سب بھی کافر مشرک ہوئے یا نہیں؟ اگر نہیں تو کیوں؟

قالت الدیو بندیة:

نکیرین آ کے مرقد میں پوچھیں گے تو کس کا
ادب سے سر جھکا کر لوں گا نام احمد رضا خاں کا

دنیا جانتی ہے کہ نکیرین قبر میں کیا سوال کریں گے اسکی تشریح کی ضرورت نہیں مگر رضا خانی نکیرین کے جواب میں احمد رضا خان کا نام لیگا۔

اقول: دنیا جانتی ہے کہ نکیرین قبر میں تین سوال کرتے ہیں ''مَنْ رَّبُّکَ (تیرا رب کون ہے)؟'' ''مَادِیْنُکَ (تیرا دین کیا ہے)؟'' ''مَاتَقُوْلُ فِیْ ھٰذَا الرَّجُل (یعنی حضور اقدس ﷺ کی طرف اشارہ کر کے پوچھتے ہیں کہ ان کے بارے میں کیا کہتا ہے)؟'' شعر میں یہ کہاں ہے کہ پہلے یا تیسرے سوال کے جواب میں اپنے پیر کا نام لوں گا۔ بے دینو! افترا کیوں کرتے ہو شعر کا مطلب صاف ہے کہ جب نکیرین پوچھیں گے ''مَادِیْنُکَ (تیرا دین کیا ہے)؟'' تو میں امام اہلسنت قاطع کفر وعق ضلالت نائب سرکار رسالت مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت قبلہ فاضل بریلوی رضی اللہ تعالی عنہ کا نام لوں گا کہ جو ان کا دین ومذہب ہے وہی میرا دین ومذہب ہے اور امام اہلسنت کے اتباع کی برکت سے بفضلہ تعالی میرا دین ومذہب وہابیت ودیوبندیت وغیرہ مقلدیت ورافضیت وقادیانیت وخارجیت وچکڑالویت ونیچریت وغیرہ کی

ضلالتوں خباثتوں سے پاک ہے اور میں سنی مسلمان ہوں۔ اس صاف مضمون کو دیوبندیوں نے کفر وشرک بنادیا اور کفری ساون کے اندھے کو کفر نظر آنا بھی چاہیئے۔

دیوبندیوں! سنو محمود حسن دیوبندی قصیدۂ مدحیہ، صفحہ ۷ میں لکھتا ہے:

قبر سے اٹھ کے پکاروں جو رشید وقاسم
بوسہ دیں لب کو میرے مالک ورضواں دونوں

سُنّی مسلمان تو قبر سے اٹھ کر یا اللہ یا رسول اللہ پکاریگا مگر دیوبندی قبر سے اٹھ کر نہ اللہ کو پکاریگا نہ رسول کو بلکہ یا گنگوہی اور یا نانوتوی پکارتا ہوا اپنی قبر سے اٹھیگا بولو دیوبندیو! محمود حسن کافر ہوا یا نہیں اور تم سب اسے مسلمان مانکر کافر ہوئے یا نہیں؟

دیوبندیوں کا پیشوا مولوی اسمٰعیل دہلوی لکھتا ہے کہ یکے از اکابر طریق ایں فرمودہ کہ اگر حق جل وعلا در غیر کسوت مرشد من تجلی فرماید ہر آئینہ مرا باو التفات درکار نیست یعنی ہمارے بزرگوں میں ایک بزرگ نے فرمایا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ میرے مرشد کے سوا کسی اور کی شکل میں ظاہر ہو تو میں اسکی طرف ہرگز توجہ بھی نہیں کروں گا۔ (صراط مستقیم صفحہ ۱۰)

دیوبندیو! اپنے پیر کے لئے اللہ عزوجل سے زیادہ مرتبہ ماننے والے کو تمہارا پیشوا اسمٰعیل دہلوی ولی کامل مانکر کافر ومشرک ہوا یا نہیں اور اسکو مسلمان مانکر تم سب بھی کافر ومشرک ہوئے یا نہیں؟

قالت الديو بندية:

حشر میں جب ہو قیامت کی تپش
اپنے دامن میں چھپا احمد رضا
جب زبانیں سوکھ جائیں پیاس سے
جام کوثر کا پلا احمد رضا

اقول وعلى الوهابية اصول: تمام مسلمان جانتے ہیں کہ حضور اکرم سید عالم ﷺ کوثر وتسنیم کے مالک ہیں۔ ساقی کوثر کے یہی معنی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ لب کوثر منیر نور پر جلوہ فرما ہوں گے۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم سے صحابۂ کرام وائمۂ مجتہدین ومشائخ طریقت رضی اللہ تعالیٰ عنہم سرکار کے امتیوں کو جام کوثر تقسیم فرمائیں گے۔ غلام جو اپنے آقا کی طرف سے اسکی نعمتیں تقسیم کرنے پر مامور ہو، اس سے مانگنا آقا ہی سے مانگنا ہے۔ (تفصیل کے لئے دیکھو میزان الشریعۃ الکبریٰ)

مگر دیوبندیو ذرا اپنے گھر کی خبر لو محمود حسن دیوبندی قصیدہ مدحیہ صفحہ ۵ پر لکھتا ہے:

وائے ناکامی اگر ہوں نہ عیاذاً باللہ
روزِ محشر میں میرے حال کے پرساں دونوں

دیکھو اس شعر میں قیامت کے دن نجات کو گنگوہی ونانوتوی کی نصرت واعانت پر منحصر کردیا قیامت کے دن بھی الغثی یا رسول اللہ نہیں کہتے بلکہ اس روز بھی گنگوہی ونانوتوی سے مدد مانگ رہے ہیں۔ بولو محمود حسن دیوبندی کافر ومشرک ہوئے یا نہیں؟

مرثیہ ص ر ۱۰ میں لکھتے ہیں:

غریب وعاجز وبیکس کریں کیا اور کدھر جائیں
ہوئی ہے میزبان خلق کی جنت میں مہمانی

اہلسنت کا ایمان ہے کہ اللہ عزوجل نے آسمان وزمین کو دسترخوان اور تمام مخلوقات کو مہمان بنایا اور اپنے محبوب محمد رسول اللہ ﷺ کو جملہ مخلوقات کا میزبان بنایا مگر دیوبندی نے گنگوہی کو تمام مخلوقات کا میزبان یعنی سب کھانا کھلانے والا بنادیا۔ بولو دیوبندی مولوی تمہارے مذہب میں کافر ہوئے یا نہیں؟

یہی دیوبندی اس شعر کے بعد لکھتے ہیں:

حوائج دین ودنیا کے کہاں لیجائیں ہم یارب
گیا وہ قبلۂ حاجت روحانی وجسمانی

قیامت کی تپش سے بچنا اور جام کوثر کا حاصل ہونا دونوں آخرت کی حاجتیں ہیں اور دیوبندی مولوی نے دنیا وآخرت کی جملہ حاجتوں کا پورا کرنے والا رشید احمد گنگوہی کو ٹھہرا دیا۔ بتاؤ محمود حسن دیوبندی تمہارے مذہب میں ڈبل کافر ومشرک ہوا یا نہیں؟

دیوبندی مذہب کے پیشوا مولوی اشرف علی تھانوی نے رشید احمد گنگوہی کی تعریف میں لکھا ہے:

یا مرشدی یا موئلی یا مفزعی
یا ملجائی فی مبدئی ومعادی

(تذکرۃ الرشید حصہ اول،ص ۱۱۴)

یعنی اے میرے مرشد اے میرے جائے پناہ اے میرے فریادرس اے دنیاوآخرت میں میرے حمایتی۔

بولومولوی اشرف علی تھانوی ،رشید احمد گنگوہی کو دنیا وآخرت میں اپنا حمایتی کہکر تمہارے مذہب میں کافرومشرک ہوئے یا نہیں اور تم سب انہیں حکیم الامۃ مان کرخود بھی کافرومشرک ہوئے یا نہیں؟

قالت الدیو بندیۃ:

برادران اسلام اسمیں صحابہ کرام کی بے ادبی ہے یا نہیں؟

اقول :وصایاشریف کے صفحہ ۲۴ کے جس مضمون پر یہ اعتراض ہے اس کے متعلق حضرت مولینا حسنین رضا خاں صاحب قبلہ سے دریافت کیا گیا ،انہوں نے فرمایا کہ اس مضمون کا عنوان بیان غلط شائع ہوگیا ہے جسکی وجہ یہ ہے کہ کاتب ایک وہابی تھااور اسکی وہابیت ظاہر ہونے پر اسکو نکال دیا گیا اور بعض اہم کاموں میں میری مصروفیت ومشغولیت کے سبب رسالہ بغیر میری تصحیح کے شائع ہوگیا اصل عبارت یہ تھی:

"زہدوتقوی کا یہ عالم تھا کہ میں نے بعض مشائخ کرام کو یہ کہتے سنا کہ اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالی عنہ کے اتباع سنت کودیکھ کرصحابۂ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کی زیارت کا لطف آگیا یعنی اعلیٰ حضرت قبلہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کے زہدوتقوی کا مکمل نمونہ اور مظہراتم ہیں۔

اس عبارت کواس وہابی کاتب نے تحریف کر کے لکھ ڈالا مگر چونکہ میری غفلت وبے توجہی بھی اس میں شامل ہے،اسلئے میں مخالفوں کا احسان مانتے ہوئے کہ انہوں نے اس عبارت پر مجھے مطلع کردیا(عدوشودسبب خیر گرخدا خواہد: دشمن بھی خدا کے چاہے سے بھلائی کا ذریعہ بن جاتا ہے)اپنی غفلت سے توبہ کرتا ہوں اور سنی مسلمانوں کومطلع کرتا ہوں کہ وصایا شریف کے صفحہ ۲۴ میں اس عبارت کوکاٹ کر عبارت مذکورہ بالالکھیں طبع آئندہ میں انشاء اللہ اسکی تصحیح کردی جائیگی۔

مگر دیوبندیو!تم کواس عبارت پر اعتراض کا کیا حق ہے۔صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کی محبت میں یہ نمائشی گرمجوشی اور اللہ کے مقرب رسولوں کی بارگاہ میں وہ توہین وتنقیص کہ مرثیہ صفحہ ۳۳ پر تمہارا مولوی محمود حسن دیوبندی اپنے گنگوہی پیر کی تعریف میں لکھتا ہے:

مردوں کوزندہ کیا زندوں کو نہ مرنے نہ دیا
اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابن مریم

دیکھو دیوبندی مولوی حضرت سیدنا عیسٰی روح اللہ علیہ الصلاۃ والسلام کومخاطب کر کے کہہ رہا ہے کہ اے جناب مسیحا آپ نے تو صرف مردوں ہی کو زندہ کیا ذرا ہمارے گنگوہی پیر کی مسیحائی دیکھئے کہ مردوں کوبھی زندہ کیا اور زندوں کوبھی مرنے نہ دیا دیوبندیو تمہارے نزدیک گنوہی کی مسیحائی عیسٰی علیہ الصلوۃ والسلام کی مسیحائی سے بڑھ کر ہے۔تمہارے مذہب میں گنگوہی کے کالے کالے بندے، یوسف علیہ الصلوۃ والسلام کے ثانی ہیں (پھر گنگوہی کے جو گورے غلام ہیں ان کے خروں اور غمزوں کا پوچھنا ہی کیا) جب انبیاء ومرسلین علیہم الصلا والسلام کی تمہاری نگاہوں میں یہ وقعت ہے تو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کی عزت وعظمت کے جلوے تمہیں کیونکر نظر آسکتے ہیں ۔دیوبندیو! بولو محمود حسن دیوبندی نے حضرت سیدنا مسیح علیہ الصلاۃ والسلام کی توہین کی یا ہیں؟

قالت الدیو بندیۃ:

مولوی حشمت علی رضاخانی اپنے مریدوں کوشجر دیتے ہیں کہ اسکوقبر میں طاق بنا کر رکھ دینا۔جب منکر نکیر آئینگے اور سوال کریں گے۔

اقول :دیوبندیو تہمتیں کیوں گڑھتے ہو۔کذب وافتراء کے پھکو کیوں اڑاتے ہو حضرت شیر بیشۂ سنت دام ظلہم العالی اپنے متوسلین کو یہ فرماتے ہیں کہ شجرہ مبارکہ قبر میں طاق بنا کر رکھ دینا کیونکہ اس شجرۂ شریف میں اولیائے کرام رضی اللہ تعالی عنہم وحضور پرنور غوث اعظم

رضی اللہ تعالیٰ عنہ وائمہ اہلبیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور خود حضور سید عالم ﷺ کے اسمائے مبارکہ ہیں۔ان مقدس ناموں کی برکت سے سوال نکیرین کے جواب میں آسانی ہوگی عذاب قبر میں تخفیف ہوگی۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

دیوبندیو بولو اس میں کیا اعتراض ہے؟ مگر دیوبندیو ذرا اپنے بڑوں کی خبر لو! تذکرۃ الرشید حصہ اول مصدقہ خلیل احمد انبیٹھی صفحہ ۱۱۲ پر ہے واللہ العظیم مولانا تھانوی کے پاؤں دھوکر پینا نجات آخری کا سبب ہے۔تمہارے نزدیک اگر محبوبان خدا کے اسمائے مقدسہ کو عذاب قبر سے نجات کا سبب ماننا کفر ہے تو تھانوی مولوی کے پاؤں دھوکر پینے کو نجات اُخروی کا یقینی سبب ماننا کتنا بڑا ڈبل کفر ہوگا۔بولو خلیل احمد انبیٹھی کافر ہوا یا نہیں؟

:قالت الدیوبندیۃ

رضا خانیوں کی کتاب نغمۃ الروح صفحہ ۴۳ ملاحظہ ہو:

یہ دعا ہے یہ دعا ہے یہ دعا
تیرا اور سب کا خدا احمد رضا

فرعون کے متبعین نے بھی ایسا فرعون کو نہیں کہا یہ ہے رضا خانیوں کا عقیدہ برادران اسلام سمجھو ہمارے اور اسلام کیلئے قادیانی زیادہ خطرناک اور برے ہیں یا رضا خانی۔اگر قادیانی مرزا غلام احمد کو مجدد مانتے ہیں تو رضا خانی بھی بریلوی کو مجدد مانتے ہیں۔قادیانی فرقہ کا ایک گروہ مرزا کو نبی یا ظلی نبی مانتے ہیں۔مگر رضا خانی احمد خاں کو صاف لفظوں میں خدا کہہ رہا ہے نہ ہوا بادشاہ عالمگیر کا دور ورنہ مناسب اصلاح ہوتی۔مسلمانو للہ سچ کہو قادیانیوں سے زیادہ برے اور نجس رضا خانی ہیں، یا نہیں؟

اقول:نغمۃ الروح صفحہ ۴۳ پر یہ تین شعر ایک ہی ساتھ ہیں:

یہ دعا ہے یہ دعا ہے یہ دعا ہے
تیرا اور سب کا خدا احمد رضا
تیری نسل پاک سے پیدا کرے
کوئی ہمرتبہ ترا احمد رضا
جو مدد فرمائے دین پاک کی
جیسے تو نے کی شہا احمد رضا

تینوں شعروں کا مطلب بالکل صاف اور واضح ہے۔

گونڈل کاٹھیاواڑ کے رہنے والے میمن حاجی عبدالستار اسمٰعیل قادری رضوی مرحوم اپنے پیر و مرشد امام اہلسنت مجدد اعظم دین ملت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا شاہ عبدالمصطفیٰ احمد رضا خان صاحب قادری بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کرتے ہیں کہ اے احمد رضا ہماری یہ دعا ہے کہ آپ کا اور سارے جہان کا خدا آپکی نسل پاک میں سے آپ کا ہم رتبہ عالم پیدا فرمائے جو آپ ہی کی طرح دین پاک مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت کرنے والا ہو۔اس صاف اور سیدھے معنی پر کوئی اعتراض وارد ہو ہی نہیں سکتا اور ان تین شعروں کا مطلب اس کے سوا کچھ اور بن ہی نہیں سکتا مگر دیو چونکہ دیوبندی علت کفر بازی میں مبتلا ہیں۔اسلئے انہوں نے ان تین شعروں میں سے پچھلے دو کو بالکل ہاتھ نہ لگایا اور صرف تیسرا اگلا پکڑ کر اس پر اچھلنے لگے۔دیوبندیوں اگر تم اسی سنت کو پکڑے رہے تو وانتم سکاریٰ کو چھوڑ کر صرف لا تقربو الصلوۃ پر عمل کر کے خوب مزہ میں رہو گے اس طرح تو معاذ اللہ دیوبندیوں سے سیکھ کر ایک بیدین کہہ سکتا ہے کہ قرآن شریف میں آیا ہے فویل للمصلین نمازیوں کے لئے ہلاکت و بربادی ہے۔ایک ملحد کہہ سکتا ہے کہ قرآن شریف میں آیا ہے۔ان اللہ ھو المسیح بن مریم ایک زندیق کہہ سکتا ہے قرآن شریف میں فرمایا گیا ہے عزیز بن اللہ جو اس مرتد و ملحد و زندیق کو جواب دو گے وہی ہماری طرف سے اپنے اوپر بھی اتار لو مگر ہم یہ دکھاتے ہیں کہ دیوبندی دھرم میں گنگوہی کو ضرور خدا مانا جاتا ہے۔چنانچہ دیوبندیوں کے شیخ الہند محمود حسن صاحب دیوبندی نے اپنے پیر مولوی رشید احمد گنگوہی کے مرنے پر ایک مرثیہ لکھا اس کے صفحہ ۶ پر گنگوہی صاحب کی شان میں فرماتے ہیں:

زباں پر اہل اہوا کی ہے کیوں اعل ہبل شاید
اٹھا عالم سے کوئی بانئ اسلام کا ثانی

اس شعر کا مطلب یہ ہوا کہ اپنی خواہشوں کے بندے

کیوں اپنے بت کو پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ اے ہبل بلند ہو پھر دوسرے مصرع میں خود ہی اسکی وجہ بتاتے ہیں کہ ہمارے گنگوہی صاحب اس عالم سے اٹھ گئے جو بانی اسلام کے ثانی تھے اور تھانوی صاحب نے اپنے وعظ ذکر الرسول مطبع انتظامی کانپور صفحہ ۲۳ پر لکھا کہ ''بانی اسلام خدائے تعالیٰ ہے'' تو اب شعر کا مطلب یہ ہوا کہ گنگوہی صاحب خدا کے ثانی تھے یعنی معاذ اللہ دوسرے خدا تھے صفحہ ۱۷ پر فرماتے ہیں:

تمہاری تربت انور کو دیکر طور سے تشبیہ
کہوں ہوں بار بار ارنی میری دیکھی بھی نادانی

اس شعر میں گنگوہی صاحب کی قبر کو طور بنایا اور اپنے آپ کو موسیٰ ٹھہرایا اور کھڑے ہوئے صدا لگا رہے ہیں۔ ارنی یا ربی الگنگوہی العیاذ باللہ تعالیٰ پھر صفحہ ۱۳ پر فرماتے ہیں:

پھریں تھے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہ کا راستہ
جو رکھتے اپنے سینہ میں تھے ذوق وشوق عرفانی

اہل اسلام تو کعبہ میں پہنچ کر رب جل جلالہ کا دیدار طلب کرتے ہیں مگر دیوبندی حضرات کعبہ معظمہ میں پہنچ کر بھی گنگوہی صاحب کو ڈھونڈھتے ہیں۔ بولو دیوبندیو گنگوہی کو خدا مانکر محمود حسن دیوبندی کافر مرتد ہوا یا نہیں اور دیوبندیت قادیانیت سے بھی زیادہ گندی بری گھنونی نجس ہے یا نہیں اور کفار قادیانیہ بھی زیادہ خطرناک اور برے مرتدین دیوبندیہ ہیں یا نہیں اور محمود حسن دیوبندی کی فرعونیت فرعون مصر سے بھی بڑھ گئی یا نہیں؟ دیوبندی نامہ نگاروں نے اخبار ہلال بمبئی مورخہ ۷ مئی ۱۹۳۶ء ٹونک کے وہابی دیوبندی مولویوں کا ایک فتویٰ چھاپا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ قصیدہ نغمۃ الروح کا مصنف اور اس کے ہم عقیدہ اشخاص سب کے سب کافر ہیں ان پر توبہ وتجدید ایمان وتجدید نکاح واجب ہے۔ ان کے تمام اعمال صالحہ نابود ہوگئے (والعیاذ باللہ تعالیٰ) اسکے جواب میں ہم اہلسنت اپنا اسلام ثابت کریں اور بمبئی کے دیوبندیوں کو اپنی مسلمانی کھول کر دکھائیں اس سے بہتر یہ ہے کہ خود ٹونک کے انہیں دیوبندی مفتیوں کے فتوے سے اپنے اسلام کا ثبوت دیں اور انہیں کے مونھوں سے اپنی مسلمانی بمبئی کے دیوبندیوں پر ثابت کردیں۔

فتویٰ دیوبندیۂ ٹونک: کیا فرماتے ہیں علماء دین.... اس مسئلہ میں ایک قصیدہ نغمۃ الروح لکھا اس میں تین شعر کا قطعہ یہ ہے:

یہ دعا ہے یہ دعا ہے یہ دعا
تیرا اور سب کا خدا احمد رضا
تیری نسل پاک سے پیدا کرے
کوئی ہمرتبہ ترا احمد رضا
جو مدد فرمائے دین پاک کی
جیسی تھے کی شہا احمد رضا

اس پر بعض علماء فرماتے ہیں کہ اس قصیدہ کے مصنف نے اپنے پیر کو ہرگز خدا نہیں بتایا بلکہ اس نے اپنے پیر کو مخاطب کرکے یوں کہا ہے کہ اے احمد رضا ہماری دعا یہ ہے کہ تیرا اور سب کا خدا تیری اولاد میں سے تجھ جیسا کوئی عالم پیدا کرے۔ لہٰذا اس میں ہرگز کوئی کفر نہیں اور جو ان کو کافر کہے وہ غلطی پر ہے۔ آیا نغمۃ الروح کا مصنف کافر مرتد ہے یا نہیں؟

الجواب: بعض علماء نے جو معنی بیان کئے ہیں وہ معنی گو کہ خلاف ظاہر ہیں۔ لیکن صحیح ہیں۔ مصنف نغمۃ الروح جبکہ وہ معنی ان اشعار کے لے رہے ہیں جو استفتے میں درج ہیں کافر نہیں ہوئے اور علماء شریعت کے نزدیک مولوی احمد رضا خانصاحب مرحوم کافر نہیں، عالم معتبر تھے گو مزاج میں تشدد تھا۔ مواہیر ودستخط مفتیان عدالت شرع شریف صدر ریاست اسلام ٹونک۔ خادم شرع خلیل الرحمن عفی عنہ ۔خادم شرع سید احمد مجتبیٰ عفی عنہ۔
عبدالرحیم عفی عنہ انچارج

فتوائے دیوبند: ان اشعار کے کہنے یا لکھنے سے ان کے قائل کو ہرگز کافر ومرتد نہیں کہہ سکتے بلاشبہ اس کے قول میں یہ بھی احتمال ہے اور قوی احتمال کہ وہ احمد رضا کو مخاطب بنا کر کلام کر رہا ہے ان کو خدا نہیں کہتا۔ احمد رضا خانصاحب کے متعلق ہمارے اکابر علماء دیوبند کا خیال یہ ہے کہ وہ بدعتی ہیں مگر کافر نہیں۔ اسی طرح ان کے

تبعین جو کسی خاص کفر وشرک میں مبتلا نہ ہوں وہ بھی مسلمان ہیں گرچہ مبتدع اور گنہگار ہیں۔ احقر محمد شفیع غفرلہ خادم دارالافتاء دارالعلوم دیو بند۔

ہلال کے دیو بندی نامہ نگارو! ٹونک اور دیو بند کے یہ دونوں فتوے ملاحظہ کرو اور اللہ توفیق دے تو سنیوں کو کافر کہنے سے باز آؤ۔ اخبار ہلال میں جس ناپاک رسالہ خنجر ایمانی کا حوالہ دیا گیا ہے اس میں مفتی اول لکھتا ہے:

صفحہ ۴۳ کی جو دعا درج استفتا ہے اس صراحۃ کفر ہے اس میں تاویل صحیح نہیں ہوسکتی لہٰذا اس کا قائل کافر ہے۔ مفتی (۲) ۲۴ کہتا ہے: بیشک صفحہ ۴۳ کا شعر کفر ہے اور اس میں کوئی صحیح تاویل نہیں ہوسکتی اسکا قائل کافر ہے کفریہ عقیدہ رکھنے والے کے کلام کی تاویل نہیں کی جاسکتی۔ مفتی (۳) ۳۹ کہتا ہے: ان اشعار میں بعض ایسے ہیں جو صریح کفر ہیں اور قائل کو کافر ومرتد بنانے والے ہیں۔ مفتی (۴) ۳۹ کہتا ہے: یہ اقوال لاریب موجب کفر وارتداد ہیں ان اشعار کہنے والوں کے کفر اور بے ایمانی میں کچھ شبہہ نہیں۔ مفتی (۵) ۱۶۶ کہتا ہے: قائل ان الفاظ کا کافر ومشرک ہے۔ مفتی (۶) ۲۰۹ کہتا ہے: جوابوں کو صحیح پایا لہٰذا کفر میں شک نہیں اور جب ظاہر میں شک نہیں تو باطن میں بدرجہ اولیٰ کفر ہوگا۔ مفتی (۷) ۳۲۲ خبیث وبکیس لکھتا ہے۔ اسی فتوے کے مستوجب ہیں جو شعر اول کے متعلق دی جا چکا ہے اور کسی تاویل سے یہ حکم بدل نہیں سکتا۔ مفتی (۸) ۳۳۲ لکھتا ہے: واقعی ان قائلین کا کفر وارتداد اور انکی بے ایمانی اظہر من الشمس ہے۔ ان آٹھوں مفتیوں کے نزدیک مصنف نغمۃ الروح قطعاً کافر ومرتد ہے۔ اور اس کا کفر التزامی ہے کہ جو شخص اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ مفتی (۶) لکھتا ہے کوئی تاویل ان کے اقوال کی نہ کرنی چاہیئے۔ تاویل سبب انکی گمراہی کا ہے۔

یہ ہے دیو بندیوں کا شوق کفر بازی اور ذوق کافر سازی کہ اس اقرار کے باوجود کہ اس میں تاویل ممکن ہے پھر بھی چونکہ کافر کہنے کا شوق ہے اس لئے فتویٰ دیا جاتا ہے کہ تاویل مت کرو اور کافر کہو۔ بہر حال جو قول کفر کلامی ہو اس میں تاویل ماننے والا بھی کافر ہے تو ان آٹھ مفتیوں کے فتوے سے مفتی (۶) کافر ہوگئے۔ مفتی (۵) ۲۳۳ لکھتا ہے الفاظ منقولہ گو محتمل تاویل ضعیفہ ہوں۔ لیکن قائل کو توبہ کا حکم کیا جائے۔

مفتی (۱) ۵ لکھتا ہے: بعض اشعار جن میں ظاہر کفر ہے۔ ان میں کفر سے بچانے کے لئے تاویل ممکن ہے۔ البتہ خلاف شرعی ضرور ہیں۔ مفتی ۳۲۳ لکھتا ہے اشعار مندرجہ استفتا بے شک موہم کفر وخلاف شرعی ہیں۔ مفتی (۳) ۱۳ لکھتا ہے۔ عبارات واشعار مندرجہ سوال غیر مشروع وموہم کفر ہیں۔ مفتی (۱) ۱۶ لکھتا ہے کفر سے بچانے کے لئے تاویل ہوسکتی ہے۔ ایسے اشعار واقوال کا کہنے والا اور پڑھنے والا بلاشبہ فاسق وسخت گنہگار ہے اور اندیشہ کفر کا ہے۔ مفتی (۵) ۲۳۶ لکھتا ہے احتیاط کیلئے قائل کو کافر کہنے میں اگرچہ جلدی نہیں کرتا ہوں لیکن ان کے کلام میں ایہام الی الکفر ضروری ہے۔ مفتی (۶) لکھتا ہے اس قسم کے اشعار وعبارات جو موہم کفر وسوء ادب ہوں ان سے اہل اسلام کو پرہیز ضروری ہے۔ ان چھوں مفتیوں نے کلام نغمۃ الروح میں تاویل مانی اور مصنف نغمۃ الروح کو کافر کہنے سے احتراز کیا۔ دیو بندیو مبارک ہو ان اگلے آٹھ مفتیوں کے فتوے سے یہ پچھلے سات مفتی بھی کافر ہوگئے۔ مفتی ۲۱۴ لکھتا ہے: تیرا اور سب کا خدا احمد رضا اگر جملۂ تامہ ہو جیسا ظاہر میں نظر آرہا ہے تو پھر اسکے کلمہ کفر ہونے میں کیا شک ہے باوجود اس کے بھی اس کا قائل اگر تاویلات بعیدہ ورکیکہ پر تشبث کرتے ہوئے کفر اور ارتداد سے محفوظ رہنے کیلئے استدلال پیش کرتا ہو تو اگرچہ فتویٰ کفر نہیں لگا جائیگا۔ مگر پھر بھی قائل کو توبہ لازم ہے۔ ملاحظہ ہو یہ ہیں دیو بندی مفتی جنہیں اردو کے مرکب تام وناقص کی بھی تمیز نہیں کیا کوئی اردو ادب کا ادنیٰ جاننے والا بھی یہ کہکر اپنی بے تمیزی کا ثبوت دے سکتا ہے کہ یہ دعا ہے یہ دعا تیرا اور سب کا خدا احمد رضا۔ اس شعر کا مصرع ثانی جملۂ تامہ ہے۔ گر ہمیں مفتی وہمیں افتا دختر ومادر حلال خواہد شد۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اس پر ستم یہ کہ اگر مصرع ثانی مرکب تام فرض کرلیا جائے تو قطعاً یقیناً کفر ہو جائیگا جس میں ہرگز کوئی تاویل کسی طرح شرعاً مسموع نہ ہوگی۔ مگر

یہ مفتی ۳۰۴ لکھتا ہے کہ اگر اس کفر قطعی کا قائل بھی کفر سے بچنے کیلئے
کوئی تاویل کردے تو اسکو بھی کافر نہ کہا جائے گا والعیاذ باللہ تعالیٰ۔
بہر حال ان آٹھ مفتیوں کے فتوے سے مفتی ۳۰۴ بھی کافر و مرتد
ہوگئے۔ مفتی ۳۰۵ لکھتا ہے۔ اگر تاویل کی گنجائش نہ ہو تو اشعار دعائیہ
موہم کفر ہیں۔ دیوبندیو دیکھو یہ ہیں تمہارے مفتی جنکی شان میں
شاک وشاک فی انہ شاک کہنا روا ہے۔ سوفسطائیہ کے اس غریب
چیلہ کو اسکی بھی خبر نہیں کہ اس میں تاویل ہے یا نہیں۔ دیکھو اس مفتی کی
جہالت کہ کہتا ہے اگر تاویل کی گنجائش نہ ہو تب بھی ان اشعار میں کفر
نہ ہوگا بلکہ کفر کا صرف ایہام ہوگا۔ دیوبندیو اس مفتی سے پوچھکر یہ تو
بتاؤ کہ کسی کلام کے کفر قطعی یقینی کی کیا صورت ہے۔ بہر حال ان آٹھ
مفتیوں کے فتوے سے یہ مفتی ۳۰۵ بھی کافر و مرتد ہوگئے۔ مفتی ۳۰۳
لکھتا ہے اگر چہ مراد کسی درجہ تاویل سے درست بھی کیجائے مگر ایہام
باطل ضروری ہے جو کہ ظاہری طور سے سبب ضلالت ہو کر ناجائز شرعاً
قرار دی جائیگی۔ اس مفتی کے نزدیک نغمۃ الروح کے اشعار میں کفر کا
ایہام بھی نہیں صرف باطل کا ایہام ہے لہذا ان آٹھ مفتیوں کے فتووں
سے مفتی ۳۰۳ بھی کافر و مرتد ہوگیا۔ ان سب مفتیوں میں سب سے
بڑی بے ایمانی مفتی ۳۰۸ نے کی ہے کہ سوال تو صرف مصنف نغمۃ
الروح کے متعلق ہے اور جواب میں لکھتا ہے اشعار میں جنکی ایسی غیر
مشروع تعریف کی گئی ہے وہ اور ان پر عقیدہ رکھنے والے اور قائل سب
کے سب کافر و مرتد و بے ایمان ہیں۔ یہ ہے دیوبندیو اوندھی منطق
کہ اگر کسی مسلمان کے انتقال ہو جانے کے بعد اسکی تعریف میں کوئی
شخص کفر بک دے تو وہ مردہ قبر میں کافر ہو جائیگا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔
دیوبندیو خدا اور رسول سے نہیں ڈرتے۔ ایسی حماقتوں جہالتوں پر
بندوں سے تو شرماؤ مگر ہے یہی کہ خدا جب دین لیتا ہے تو عقل وحیا
پہلے چھین لیتا ہے۔ ان سب مفتیوں میں سب سے زیادہ خبیث وخبیس
مفتی ۳۲۲ ہے جس نے خنجر بے ایمانی کے صفحہ ۲۰ پر صاف لکھدیا:

احمد رضا خانصاحب بریلوی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شان وتعریف میں لکھتے ہیں:۔

بنا لیتا ہے سلطان آپ سا جس پر عنایت ہو
خدا سے کم نہیں عز وجلال اس دین کے سلطان کا

اہلبیت کی حد ہوگئی کہ اس دیوبندی بے دین نے اپنے
جی سے ایک کفری شعر گڑھا اور حضور پرنور امام اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ
عنہ پر اس کا افترا جڑ دیا۔ کیا کوئی دیو کا بندہ ثبوت دے سکتا ہے کہ یہ
ناپاک شعر اعلیٰ حضرت قبلہ فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کسی
کتاب میں ہے؟ بے دینو! ایسے ہی ملعون رسالے خنجر بے ایمانی پر
اچھلتے ہو جو اول سے آخر تک کذب وافتراء و جہالت وحماقت
وضلالت سے بھرا ہوا ہے۔" ولا تحسبن اللہ غافلا
عما یعمل الظلمون وسیعلم الذین ظلموا ای
منقلب ینقلبون " بہر حال ہلال بمبئی کے دیوبندی نامہ نگار
پر لازم ہے کہ اہلسنت کی مسلمانی، پر منہ مارنے سے پہلے خود رسالۂ
خنجر بے ایمانی کے مفتیوں کا تو کفر اٹھائیں طویلۂ دیوبندیت کا پا بھی
لیناؤ تو مٹائیں اور اگر اسکی طاقت نہ پائیں تو افتراء پردازی و بہتان
طرازی وکفر نوازی وکافر سازی وجھوٹی اشتہار بازی سے سچی توبہ
فرمائیں اور دیوبندی دھرم سے توبہ کر کے مذہب اہلسنت کی حقانیت
پر ایمان لائیں اللہ عزوجل توفیق خیر بخشے۔ آمین!

:قالت الدیوبندیۃ

شجرہ کے آخری الفاظ یہ ہیں ملاحظہ ہو:" اللھم
صلی وسلم وبارک علیہ وعیھم وعلی المولی
الھمام امام اھل السنۃ مجدد ملۃ رسول اللہ
وارث علوم رسول اللہ 'الخ'

اقول: وہ شخص جو نحو میر پڑھا ہوا ہے جانتا ہے علیہ میں واحد مذکر
غائب کی ضمیر ہے اور علیہم میں جمع مذکر غائب کی ضمیر ہے اور ہر ضمیر
کیلئے مرجع ضروری ہے اور شجرۂ مبارکہ میں سب سے پہلا درود
شریف یہ ہے" اللھم صلی وسلم وبارک علی
سیدنا ونبینا محمد معدن الجود والکرم وآلہ
الکرام اجمعین " اس کے بعد تمام درودوں میں علیہ کی ضمیر
حضور اکرم سید عالم ﷺ کی طرف راجع ہے۔ اور علیہم کی ضمیر آل
کرام کی طرف اور ان دونوں کے بعد پھر ہر درود میں حضور اکرم

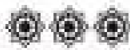
ﷺ اور حضور کی آل پاک کے طفیل میں اپنے ہر ایک شیخ طریقت پر ترتیب درود شریف پڑھا گیا ہے۔ کسی شیخ طریقت پر شجرۂ مبارکہ میں مستقلاً درود نہیں ہے۔ اس کا جواب خود اسی فتویٰ ٹونک میں ملاحظہ ہو اسی پرچۂ الہلال میں شائع ہے کالم نمبر دو میں یہ عبارت موجود ہے۔ درود شریف غیر انبیاء پر تبعاً درست ہے مستقلاً درست نہیں اسی میں تیسرا جواب یہ ہے غیر انبیاء پر درود پڑھنا مستقلاً ناجائز ہے روایت کتب فقہ موجود ہیں۔ شجرۂ مبارکہ میں ہر ایک شیخ طریقت پر بالتبع ہی درود شریف ہے۔ پھر اسکو ناجائز و نادرست وحرام کہنے کے کیا معنی یہ دیوبندی مفتیوں کی قابلیت ہے کہ دلیل و دعویٰ کے درمیان تناقض بھی نہیں سوجھا اور پس کہکر نقیض کو نقیض پروے پڑیگا۔ جس ناپاک رسالہ خنجر ایمانی سے الازواج مع النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بحکم التبع والا ضافتہ الیہ لاعلی المحض۔ اسی صفحہ کے سطر ۱۸، ۱۹ میں ہے غیر انبیاء پر درود شریف بالتبع درست ہے بالاستقلال جائز نہیں۔ نیز ملاحظہ ہو فتوائے دیوبند کیا فرماتے ہیں۔ علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید اپنا شجرہ طریقت اس طرح پر لکھتا "اللھم صلی وسلم وبارک علیٰ سیدنا ومولانا محمدٍ معدن الجود والکرم وآلہ الکرام اجمعین اللھم صلی وسلم وباکر علیہ وعلیھم وعلیٰ المولیٰ السید الکریم علی ن المرتضی کرم اللہ تعالیٰ وجھہٗ" اسی طریقہ سے آگے اور بزرگوں کے ناموں کے ساتھ۔

الجواب: شجرۂ مذکورہ اگرچہ جائز ہے لیکن اولیٰ طریقہ یہ ہے کہ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اسماء گرامی کے ساتھ رضی اللہ عنہ لکھنا چاہیئے اور تابعین کے نام کے ساتھ رحمۃ اللہ اور تبع تابعین وغیرہم کے نام کے ساتھ یہ لکھنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ انکی مغفرت فرماوے۔ کتبہ مسعود احمد غفر اللہ عنہ، دار العلوم دیوبند، ۳ ذی الحجہ ۱۳۵۰ھ جواب صحیح ہے واللہ اعلم بندہ محمد شفیع غفرلہٗ خادم دار الافتا دار العلوم دیوبند۔

دیوبندیو! دیکھو خود پیشوایان ملت دیوبندیہ ببانگ دہل اعلان کر رہے ہیں کہ حضرت شیر بیشۂ سنت کا شجرۂ مبارکہ بالکل صحیح ودرست وجائز ہے۔

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

وللہ الحمد ہاں دیوبندیو! ذرا اپنے گھر کی خیر مناؤ ہم تمہیں وہ درود بتائیں جس کا پڑھنے والا قطعاً ویقیناً کافر ومرتد ہے اور پیشوایان ملت دیوبندیہ مولوی اشرف علی تھانوی نے اس کو جائز ودرست وصحیح بتایا ہے ملاحظہ ہو رسالہ الامداد صفر ۱۳۳۶ھ مطبوعہ امداد المطابع تھانہ بھون صفحہ ۳۵ تھانوی صاحب کا ایک مرید خواب میں لا الٰہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ پڑھتا ہے اور بیدار ہونے کے بعد ہوش کے ساتھ دن بھر اللھم صل علیٰ سیدنا ونبینا ومولانا اشرف علی پڑھتا رہتا ہے اور تھانوی صاحب کو اس واقعہ کی اطلاع دیتا ہے اور اپنے کفر پر پردہ ڈالنے کیلئے کہتا ہے کہ میری زبان میرے قابو میں نہ تھی۔ مولوی اشرف علی تھانوی اس کا جواب دیتے ہیں کہ اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ متبع سنت ہے یعنی اشرف علی کو نبی کہتے ہوئے دن بھر اس کا نام پر درود پڑھنا دیوبندی مذہب میں تسلی بخش ہے۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔ بولو تھانوی صاحب کو حکیم الامۃ مان کر تم سارے کے سارے خود بھی کافر ومرتد ہوئے یا نہیں؟ (باقی آئندہ)



درود پاک کی فضیلت

حضرت عبداللہ ابن ابی طلحہ اپنے والد حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک روز تشریف لائے اور آپ کے رخ زیبا پر فرحت وانبساط کے آثار نمایا تھے، ہم نے عرض کیا یا رسول ﷺ ہم آپ کے روئے مبارک پر شادمانی کے آثار دیکھ رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا میرے پاس فرشتہ آیا اور اس نے کہا اے محمد (ﷺ) آپ کا رب ارشاد فرماتا ہے کہ کیا یہ بات آپ کو خوش کرنے والی نہیں کہ جو شخص آپ پر ایک بار درود بھیجے میں اس پر دس رحمتیں نازل کروں اور جو شخص آپ پر ایک مرتبہ سلام بھیجے تو میں اس پر دس سلامتیاں نازل فرماؤں۔

سلطان الھند خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

از: ابو محامد غزالی، ناگوری، متعلم جامعۃ الرضا، بریلی شریف

نام: والدین کریمین نے آپکا نام معین الدین رکھا، پیار سے حسن کہہ کر پکارا کرتے تھے۔اور آج ہند و پاک کے ہندو، مسلم ہی نہیں بلکہ دیگر ممالک کے لوگ بھی عقیدت و محبت سے آپ کو خواجہ غریب نواز کہا کرتے ہیں۔ جو علم کی حیثیت رکھتا ہے۔اور عطائے رسول، سلطان الہند،اور معین الملۃ والدین آپ کا خاص خطاب ہے۔

ولادت: اکثر مورخین کے نزدیک ۱۴/رجب ۵۳۷ھ ،م ۱۱۴۲ء بوقت صبح، بروز دوشنبہ خطۂ سجستان کے قصبہ سنجر میں آپکی ولادت ہوئی۔

وصال: ۶/رجب ۶۳۳ھ بروز جمعرات۔

نسب نامہ: پدری نسب نامہ یہ ہے۔خواجہ سید معین الدین بن خواجہ سید غیاث الدین بن سید کمال الدین بن سید احمد حسین بن خواجہ سید نجم الدین طاہر بن سید عبدالعزیز بن سید ابراہیم بن سید ادریس بن سید علی رضا بن سید امام موسیٰ کاظم بن امام سید جعفر صادق بن امام سید محمد باقر بن امام سید زین العابدین بن سید نا اما حسین بن سید نا مولیٰ علی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

مادری نسب نامہ: بی بی ام الورع الموسوم بی بی ماہ نور بنت سید داؤد بن سید عبداللہ الحنبلی بن سید یحییٰ زاہد بن سید محمد روحی بن سید داؤد بن سید موسیٰ ثانی بن سید عبداللہ ثانی بن سید موسی اخوند بن سید عبداللہ بن سید حسن مثنیٰ بن سید نا امام حسن بن سید نا مولیٰ علی مشکل کشا رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

عہد طفولیت: عام بچوں کے ساتھ آپ کھیل کود سے دور رہتے تھے۔ اچھے اور نیک کاموں کی طرف آپ کا قلبی میلان تھا۔ آپکی طبیعت میں سنجیدگی اور سادگی تھی۔ اپنے ہم عمر بچوں کو اپنے دولت کدہ اقدس پر بلا کر انکی مہمان نوازی فرماتے۔اور خوب مسرور ہوتے تھے۔ایام طفولیت سے ہی آپکی جبین اقدس پر نور چمکتا تھا۔

مورخین لکھتے ہیں کہ شیر خوارگی کے زمانے میں جب کوئی عورت اپنے شیر خوار بچہ کے ساتھ آپ کے در دولت پر آتی ۔اور دودھ کیلئے اس کا بچہ رونے لگتا تو آپ اپنی مادر مہربان کو اشارہ فرماتے جس کا مطلب آپکی مادر مشفقہ سمجھ جاتی کہ میرا نونہال اس بچہ کو رضاعی برادر بنانا چاہتا ہے۔فوراََ ہی آپکی والدہ ماجدہ اپنا دودھ اس بچہ کو پلا دیتی ۔ جب وہ بچہ دودھ پینے لگتا تو آپ تبسم فرمانے لگتے۔آپ کے عہد طفولیت کا ایک واقعہ یوں بھی ہے کہ آپ عمدہ لباس زیب تن فرما کر نماز عید کیلئے دردولت سے باہر نکلے راہ پر پھٹے پرانے کپڑے پہنے ایک نابینا بچہ پر آپکی نگاہ مرکوز ہوگئی جس سے آپ کا دل بیقرار ہوگیا۔ چہرے پر اداسی چھاگئی آپ نے فوراََ اپنے کپڑے اتار کر اس نابینا بچے کو پہنادیا۔اوران کے پرانے کپڑے ملبوس فرما کر اس کو اپنے ساتھ لیکر عیدگاہ تشریف لے گئے۔

تعلیم: آپ کے والد ماجد اپنے فرض منصبی کو بروئے کار لاتے ہوئے آپکو زیور تعلیم سے یوں آراستہ کیا کہ آپ نے نو سال کی عمر شریف میں قرآن عظیم حفظ کیا،اور ایک دینی مدرسہ میں داخلہ کر کے قرآن مجید کی تفسیر حدیث، فقہ اور دیگر علوم ظاہری کی تکمیل فرمائی۔

روحانی انقلاب: ابھی آپکی عمر شریف پندرہ سال کی بھی نہیں ہوئی تھی۔ کہ آپ کے والد ماجد کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔اور کچھ ہی دنوں بعد آپکی والدہ ماجدہ بھی داغ مفارقت دے گئی۔ حیرانی و پریشانی کے عالم میں آپ کو خود ہی اپنے حالات سے سمجھوتہ کرنا پڑا۔ ورثہ میں صرف ایک باغ اور ایک بن چکی ملی تھی۔ اسے ہی آپ نے ذریعہ معاش بنایا۔

۵۴۴ھ ہی کا واقعہ ہے کہ آپ اپنے باغ میں پانی دے

رہے تھے کہ اچانک ایک روحانی پیشوا حضرت ابراہیم قندوزی باغ
کے اندر داخل ہوئے۔ جنہیں دیکھتے ہی آپ نے ادب و نیاز مندی
کے ساتھ ایک سایہ دار شجر کے نیچے بٹھایا۔ اور عزت واحترام کے
ساتھ انگور کا خوشہ پیش کرتے ہوئے انکی بارگاہ میں مؤدب بیٹھ گئے
حضرت ابراہیم قندوزی آپکی تواضع وانکساری سے متاثر ہوئے بغیر نہ
رہ سکے۔ انہوں نے بغل سے ایک کھلی نکالی۔ اور اسے چبا کر آپ
کے دہن مبارک میں ڈالدیا۔ اسے کھانا ہی تھا کہ آپ کے دل کی دنیا
بدل گئی اور قلب انوار الٰہی وتجلیات ربانی سے جگمگا اٹھا۔ دنیا کی لذتوں
سے نفرت نے آپ کو دو چار دن کی بھی مہلت نہیں دی۔ آپ نے چند
روز میں ہی اپنا گھر بار پن چکی اور باغ غرباء و مساکین کے درمیان
تقسیم کر کے سمرقند و بخارا کا رخ اختیار فرمایا۔ وہاں پانچ سال تک
دینی علوم و فنون کی تحصیل و تکمیل میں مصروف رہے۔ یہ زمانہ ۵۴۴ھ
سے ۵۵۰ھ تک کا ہے۔

سیر و سیاحت: اس کے بعد آپ نے دیگر اہل اللہ اور
اولوالعزام اسلاف کیطرح ۵۵۰ھ سے لیکر ۵۶۱ھ تک مختلف مقامات
کی سیر وسیاحت فرمائی۔ بغداد، حرمین طیبین، نیشاپور۔ شام، کرمان،
ہمدان، تبریز، استرآباد، خرقان، ہرات، سبزوار، ملتان، لاہور، غزنی،
رے، وغیرہ کا سفر فرمایا۔

بیعت و خلافت: حضرت سیدنا خواجہ معین الدین چشتی سنجری
۵۵۲ھ میں علاقہ نیشاپور کے قصبہ ہارون پہنچے۔ تو وہاں سیدنا خواجہ
عثمان ہارونی چشتی کے دست حق پرست پر بیعت کیا۔ وہیں ڈھائی
سال تک مرشد کے حضور ریاضت و مجاھدہ میں مصروف عمل رہے۔
اجازت و خلافت سے بھی سرفراز فرمائے گئے۔ اپنی بیعت کا واقعہ
آپ خود اپنی زبان فیض ترجمان سے یوں بیان فرماتے ہیں:

کہ حضرت والا شیخ طریقت کی بارگاہ قدس میں بڑے
بڑے مشائخ کا اجتماع تھا میں باادب حاضر ہوا۔ اور روئے نیاز زمین
پر رکھدیا۔ مرشد برحق نے فرمایا۔ دو رکعت نماز ادا کرو میں نے تعمیل
میں تعجیل کی۔ اس کے بعد حکم ہوا۔ رو بہ قبلہ بیٹھو۔ میں مؤدب ہو کر قبلہ
کیطرف متوجہ ہو کر بیٹھ گیا۔ ارشاد ہوا، سورۂ بقرہ پڑھو۔
میں بحکم مرشد بابرکت قیام پذیر ہوا۔ میرا ہاتھ اپنے
دست مبارک میں لیا۔ سمائے دنیا کیطرف نگاہ اٹھا کر دیکھا۔ ارشاد
فرمایا۔ میں نے تجھے رب متعال تک پہونچا دیا۔ اس کے بعد حضرت
مرشد بابرکت نے ایک خاص قسم کی ترکی ٹوپی جو کلاہ چہار ترکی کہلاتی
ہے۔ میرے سر پر رکھی اور اپنی نورانی کمبل مجھے اوڑھائی اور ارشاد
فرمایا: بیٹھ جاؤ میں علی الفور بیٹھ گیا۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا: ایک
ہزار بار قل ھو اللہ شریف پڑھو۔ میں نے تعمیل ارشاد کی، تو فرمایا،
ہمارے مشائخ کرام کے طبقات میں بس یہی ایک شب وروز کا
مجاہدہ ہے۔ لہٰذا جاؤ، اور مکمل طور پر ایک شب وروز کا مجاہدہ کرو۔ میں
نے بحکم مرشد برحق پورا دن طاعتِ الٰہی میں گذاردی۔ دوسرے دن
حاضر بارگاہ اقدس ہو کر روئے نیاز زمین پر رکھ دیا۔ تو ارشاد فرمایا۔
جلوس اختیار کرو۔ میں دوزانو بیٹھ گیا۔ پھر ارشاد فرمایا۔ اوپر
دیکھو۔ میں نے اپنی نظر آسمان کی طرف اٹھائی۔ تو دریافت فرمایا۔
کہاں تک دیکھتے ہو، عرض کیا عرش معلی تک دیکھتا ہوں۔ پھر ارشاد
فرمایا، نیچے دیکھو، میں نے اپنی نگاہ زمین کی طرف مرکوز کردی، تو پھر
وہی ارشاد فرمایا۔ کہاں تک دیکھتے ہو، عرض کیا تحت الثریٰ تک
ملاحظہ کرتا ہوں۔ ارشاد فرمایا کہ پھر ایک ہزار بار سورۂ اخلاص کا ورد
کرلو تو جب میں نے تعمیل حکم کرلیا۔ ارشاد فرمایا کہ آسمان کی طرف
دیکھو اور بتاؤ کہاں تک دیکھتے ہو میں نے عرض کیا حجاب عظمت تک
دیکھتا ہوں اسکے بعد ارشاد فرمایا آنکھیں بند کرلو۔ میں نے آنکھیں
بند کرلی پھر ارشاد فرمایا، اب کھولدو میں نے آنکھیں کھولدی۔ اس
کے بعد مرشد برحق نے اپنی دو انگلیاں میری نگاہوں کے سامنے
کیں۔ اور ارشاد فرمایا۔ کیا دیکھتے ہو، عرض کیا اٹھارہ ہزار عالم دیکھتا
ہوں۔ جب میری زبان سے یہ کلمہ سماعت فرمایا۔ تو ارشاد فرمایا اب
تمہارا کام ہو چکا۔ اسکے بعد ایک اینٹ کیطرف نظر کر کے فرمایا اسے
اٹھاؤ میں نے اٹھایا تو اس کے نیچے سے کچھ دینار نکلے ارشاد فرمایا۔
اسے لیجاؤ اور فقیروں، محتاجوں میں تقسیم کردو۔ چنانچہ میں نے ویسا
ہی کیا۔ (بحوالہ انیس الارواح)

زیارت حرمین: ۵۵۱ھ م ۱۱۵۶ء میں آپ

نے بغداد شریف سے حرمین طیبین کا پہلا سفر کیا۔ اور وہاں کی سعادتوں سے ہمکنار ہو کر وہیں سے ہارون ۵۵۲ھ میں پہنچے۔اور سلطان الاولیا، سیدنا خواجہ عثمان ہارونی سے شرف بیعت فرمائی۔

۲۔۵۶۳ھ میں اپنے پیرومرشد کے ساتھ دوبارہ حرمین شریفین تشریف لے گئے۔ حضرت خواجہ معین الملۃ والدین خود فرماتے ہیں: ''پیرومرشد نے میرا ہاتھ پکڑا اور حق تعالیٰ کے سپرد کیا، اور میرے متعلق رب تعالیٰ سے مناجات کی۔غیب سے ندا آئی ہم نے معین الدین کو قبول کیا''۔ (بحوالہ انیس الارواح) اسکے بعد اپنے مرشد کے ہمراہ مدینہ منورہ پہنچے اور بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضری کی سعادت حاصل کی۔مرشد بابرکت نے حکم دیا: ''سلام علیک عرض کرو'' آپ نے سلام عرض کیا۔نصیبہ کی ارجمندی دیکھئے فوراً آواز آئی ''وعلیکم السلام....'' یہ صدا سنکر مرشد بابرکت نے فرط مسرت سے ارشاد فرمایا۔اب تم مرتبۂ کمال کو پہونچ گئے۔

۳۔سیر الاقطاب میں ہے کہ سنہ (۳) بارہ ۵۸۳ھ م ۱۱۸۷ء میں آپ اپنے مرید خاص خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے ساتھ مکہ مکرمہ تشریف لے گئے۔ایک دن جبکہ حرم کعبہ میں مصروف عبادت ریاضت تھے۔غیب سے ندا آئی۔معین الدین میں تجھ سے راضی ہوں، میں نے تمہیں بخش دیا۔جو چاہو مانگو تاکہ میں تمہیں عطا کروں ،سیدیا خواجہ غریب نواز یہ آواز سنکر سجدہ میں چلے گئے اور عرض کیا۔یا اللہ معین الدین کے مریدوں کو بخش دے۔غیب سے ندا آئی۔اۓ معین الدین تو ہماری ملک ہے جو تیرے مرید اور سلسلہ میں قیامت تک مرید ہوں گے، انہیں بخش دونگا۔

کچھ دنوں کے بعد آپ مدینہ منورہ روانہ ہوئے۔مسجد قبا پہنچکر سجدہ شکر بجالایا۔عبادت کی پھر مسجد نبوی شریف پہونچے، بارگاہ رسالت سے آپ کو یہ بشارت ملی اے معین الدین تم میرے دین کے معین ہو۔میں نے ہندوستان کی حکومت تم کو عطا کی۔وہاں کفر وظلمت پھیلی ہوئی ہے۔تم اجمیر جاؤ تمہارے وجود مسعود سے کفر وظلمت کے بندھن ٹوٹیں گے۔اور اسلام زوروشور سے پھیلیگا۔

کشف وکرامت اور اجمیر کے خواجہ: خواجہ ہندالولی جب اجمیر تشریف لائے، تو مدینہ سے اجمیر تک جن جن کشف وکرامت کا ظہور ہوا۔اسے احاطۂ تحریر میں لانا تطویل کا باعث ہوگا۔اور انکی حیات ظاہری سے لیکر ابتک جن جن کرامتوں کا صدور افراد انسانی کے مختلف طبقے پر ہوا ہے یا ہو رہا ہے۔ان سب کو حدود وشمار کا جامہ پہنانا مشکل بلکہ ناممکن ہے۔کون نہیں جانتا کہ خواجہ غریب نواز کے قدم پاک کی برکت سے نوۓ لاکھ غیر مسلم اسلام میں داخل ہوۓ۔اور آپکی نعلین کی برکتوں نے جے پال جوگی کو عبداللہ بیابانی بنادیا۔ایک خادم کے ذریعہ اناساگر جیسے عظیم تالاب کے پانی کو ایک کوتاہ کوزہ میں جمع کروادینا غیبی قوت کا اظہار ہی تو ہوسکتا ہے۔اور کربلا کے میر لشکر امام حسین کے نہر فرات کی لہروں پر قبضہ واختیار کے واضح ثبوت کیلئے اس سے بڑی دلیل کیا ہوسکتی ہے، کہ ہزار ہا گردش لیل ونہار کے باوجود خواجۂ ہندالولی کی یہ کرامت آفتاب نصف النہار سے بھی زائد مسلم وغیر مسلم میں مشہور ہے۔بلکہ یوں کہا جاۓ کہ اسے تواتر کا درجہ حاصل ہے کور باطن بھی اس اختیار خواجہ سے سرمو انحراف کی مجال نہیں رکھتا۔راجہ پرتھوی راج کے لئے ہند کے خواجہ نے خود پیشن گوئی فرمائی۔وہ سلطان شہاب الدین غوری کے خواب کی تعبیر کی شکل میں ظاہر ہوا جو تاریخ کے کسی طالبعلم سے پوشیدہ نہیں ہے۔تو پھر ایسی ذات قدسی صفات کی کرامتیں بیان کرنا زبان وقلم کی دسترس سے وراء نہیں تو اور کیا ہوسکتا ہے؟۔

پھر بھی قارئین کے تلذذ اور محبوبان بارگاہ الٰہی کے لئے خداۓ لم یزل ولایزال کی عطاؤں کے چند نمونے سیر الاقطاب کے حوالے سے پیش کر کے کرامات خواجہ کی شہادت پیش کرتا ہوں۔

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ ایک مظلوم ماں آنکھوں سے ساون بھادو برساتی ہوئی سلطان الہند کی بارگاہ میں باریاب ہوئی۔ سرکار غریب نواز اس وقت وضو فرما رہے تھے۔اثناۓ وضو ہی میں روتی ہوئی عورت نے کہنا شروع کیا، کہ حضور والا میری فریاد سماعت کیجئے۔حاکم بلدیہ نے ناحق میرے لڑکے کو پھانسی دیدی ہے۔آپ نے اس عورت کی فریاد غور سے سماعت فرمائی۔جب مکمل یقین ہوگیا

کہ عورت کا بیان صحیح ہے تو آپ نے اپنا عصا ہاتھ میں لیا اور مریدین ومعتقدین کو ساتھ لیکر سیدھے مقتول لڑکے کے پاس پہونچے اور عصا سے اسکی گردن کو چھوتے ہوئے فرمایا: ''اے مظلوم اگر تجھے بے قصور مارا گیا ہے تو اللہ کے حکم سے زندہ ہوجا۔ اور پھانسی کے پھندے سے اتر کر نیچے آجا''۔ ان کلمات کا زبان فیض ترجمان سے نکلنا تھا کہ وہ مقتول زندہ وسلامت پھانسی کے تختہ سے نیچے آگیا۔ اور فوراً آپکے قدموں پر گر گیا۔ اور کچھ دیر بعد ماں بیٹے خوش وخرم اپنے گھر واپس چلے گئے۔

ایک شخص آپ پر حملہ کی نیت سے آپ کے پاس پہونچا اور کہنے لگا کہ زمانہ سے قدم بوسی کی آرزو تھی۔ رب کا شکر ہے کہ آج یہ سعادت عظمٰی میسر آئی ہے۔ خواجہ معین الملۃ والدین نے ارشاد فرمایا جس نیت سے آئے ہو، اپنا کام کرو۔ وہ شخص آپکی زبان سے یہ جملہ سنکر دہشت زدہ ہوگیا۔ اور لرزتے ہوئے زمین پر گر کر نہایت ہی عاجزی سے عرض کرنے لگا۔ حضور والا مجھے فلاں شخص نے آپ کو قتل کرنے کیلئے بھیجا ہے حالانکہ مری نیت ایسی نہ تھی یہ کہکر اس نے بغل سے خنجر نکالا اور آپکے حضور رکھدیا۔ آپ نے فرمایا: ''کسی کا نام نہ لو، اور نہ اسکا راز فاش کرو'' اس نے قدموں پر سر رکھدیا۔ اور کہنے لگا، میں مستحق سزا ہوں آپ حکم دیں کہ لوگ مجھے قتل کردیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا: ''اے عزیز، ہمارا طریقہ یہ ہے کہ جو ہمارے ساتھ برائی سے پیش آتا ہے، ہم اس کے ساتھ بھلائی سے پیش آتے ہیں، اور تم نے تو اپنی طرف سے کوئی برائی بھی نہیں کی'' یہ کہکر آپ نے اس کا سر اٹھا کر اس کے حق میں دعا فرمائی۔ دعا کا یہ اثر ہوا کہ دل کی دنیا بدل گئی، اور وہ آپ کا معتقد ودریوزہ گر بن گیا اس آدمی نے پینتالیس حج کئے اور مکہ مکرمہ میں ان کا وصال ہوا۔

نگاہ ولی میں یہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

چشتی کہنے کی وجہ: امام المتورعین شیخ علو مشاد دینوری کے خلیفہ وجانشین سیدنا شیخ ابو اسحاق شامی چشتی سیدنا خواجہ معین الدین کے مشائخ طریقت سے ہیں انکی طرف نسبت کرتے ہوئے چشتی شہرت پائی۔ چشتی کہنے کی اصل وجہ یہ ہے کہ پیر چشت سیدنا اسحاق شامی چشتی بغداد شریف میں بیعت ہوئے تو آپ کے پیرومرشد سیدنا شیخ علو مشاد دینوری نے آپ کا نام پوچھا۔ نیاز مندی سے آپ نے عرض کیا مجھے اسحاق شامی کہتے ہیں۔ پیر ومرشد نے ارشاد فرمایا: آج سے تم کو اسحاق چشتی کہا جائیگا۔ اہل چشت اور اس ملک کے لوگ تم سے ہدایت پائیں گے۔ اور جو لوگ تمہارے سلسلہ میں داخل ہونگے قیامت تک اس کو بھی چشتی کہا جائیگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ سیدنا ابو اسحاق شامی چشتی نے مقام چشت علاقہ ہرات (جو آج افغانستان کا حصہ ہے) میں آپ نے رشد وہدایت کی بساط بچھائی اور چشت کو ہی اپنی آخری آرامگاہ بنایا۔ اسی نسبت سے خواجہ غریب نواز بھی چشتی کہے جاتے ہیں اور ان کے سلسلہ کے مریدین بھی چشتی لکھتے اور کہے جاتے ہیں۔

الٰہی تا بود خورشید وماہی
چراغ چشتیاں را روشنائی

خواجہ غریب نواز کے چند فرمودات:

پانچ چیزوں کی زیارت ثواب ہے۔

(۱) والدین کے چہروں کی زیارت عبادت ہے۔
(۲) قرآن شریف کو دیکھنا عبادت ہے۔
(۳) علمائے کرام کی زیارت عبادت ہے۔
(۴) خانۂ کعبہ کی زیارت عبادت ہے۔
(۵) مرشد کی زیارت وخدمت عبادت ہے۔

دلیل العارفین میں ہے کہ میں نے ملتان میں ایک بزرگ سے سنا ہے کہ اہل محبت کی توبہ تین قسم کی ہوتی ہے۔ اول ، ندامت، دوم، ترک گناہ، سوم ظلم ولڑائی جھگڑے سے اپنے آپ کو پاک رکھنا۔ نماز ایک امانت ہے جو اللہ تعالیٰ نے بندوں کے سپرد فرمائی ہے اس لئے بندوں پر لازم ہے کہ امانت میں خیانت نہ کرے ۔ جب انسان نماز ادا کرے تو اسے چاہئے کہ رکوع وسجود کا حق بجالائے۔ اور ارکان نماز اچھی طرح ادا کریں۔

شمس التواریخ ایک مطالعہ

از: مولانا سرفراز برکاتی برکاتی، ناگپور

شیخ المشائخ حضرت علامہ مولانا سید شاہ چندا حسینی علیہ الرحمۃ والرضوان دکن کے مشہور و معروف ولی کامل حضرت سید شاہ شمس عالم حسینی قدس سرہ متوفی ۸۹۲ھ کے چودھویں سجادہ نشین، قائد اہل سنیت حضرت علامہ سید محمد حسینی میاں اشرفی مصباحی ۱۶ سجادہ نشین کے والد ماجد ہیں آپ کے والد گرامی سید شمس عالم حسینی قدس سرہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کے ہم عصر تھے تحریکِ وہابیت کو کچلنے میں آپ نے نمایاں کردار کیا اور اعلیٰ حضرت قدس سرہ سے قریبی تعلقات اور عقیدت کا نتیجہ تھا کہ آپ نے اپنی اولاد کو اپنی وصیت میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کی کتابوں پر یقین رکھنے اور عمل کرنے کی تلقین فرمائی ارشاد فرماتے ہیں:....

''موجودہ دور میں صحیح عقائد اسلامیہ کا علم مولانا احمد رضا خاں صاحب کی کتب کے بغیر ممکن نہیں ہے اس لئے کہ آپ باجماع علماء عرب وعجم مجدد ہیں. اس لئے میری اولاد حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی کو مذہبی رہنما جانے ورنہ گمرہیت کے دلدل میں پھنس کر دین وایمان سے ہاتھ دھو بیٹھو گے''۔

سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ سے دو سال پہلے آپ کا وصال ہوا۔

حضرت شیخ المشائخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے والد گرامی سے ملی ہوئی دینی وعلمی وراثت کو سنبھالا سنیت کی ترویج واشاعت اور وہابیت کی بیخ کنی میں اپنے قیمتی وقت کو صرف فرمایا زندگی بھر احقاق حق وابطال باطل کا فریضہ انجام دیتے رہے والد گرامی سے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کی محبت وعقیدت کا جو سرمایا آپ کو ملا تھا اس کی نہایت عمدگی سے حفاظت فرمائی اور اپنی اولاد کو بھی ایسی ہی وصیت فرمائی ارشاد فرماتے ہیں:....

''بالخصوص میرے بعد آستانہ عالیہ شمسیہ اشرفیہ رائچور کا سجادہ نشین وہی ہوگا جو عالم دین ہوگا اور مجدد اسلام سیدنا اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ کو اپنا مذہبی پیشوا تسلیم کریگا اور آپ کی تصنیف کو حق جانے گا. حسام الحرمین پر اسکا یقین ہوگا اسکو حق جائے گا''۔

حضرت شیخ المشائخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی عمر کے اٹھارہویں سال ہی سے تصنیف وتالیف وحواشی کا سلسلہ شروع کیا ایک سو پچیس (۱۲۵) زیادہ کتب ورسائل تصنیف فرمائے حضرت خواجہ بندہ نواز گیسودراز قدس سرہ کے فرزند اکبر حضرت سید شاہ اکبر حسینی قدس سرہ کی فارسی تصنیف ''کتاب العقائد'' کا اردو میں ترجمہ کیا اور ''شمس العقائد'' کے نام سے اس کی جامع شرح تصنیف فرمائی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کی تصنیف ''امور عشرین در امتیاز سنیین'' پر جامع اور مدلل حاشیہ تحریر فرمایا۔ اہمیت وافادیت کے پیش نظر پانچ مرتبہ اس کی اشاعت کی گئی اسی طرح آپ کی تصانیف میں ''اسباب زوال مسلمان در ملک ہندوستان''۔ ''اشرف الاخلاق''۔ ''الاخلاق المرضیہ''۔ ''مراۃ مباحیت''۔ ''شمس التواریخ''۔ خاص اہمیت کی حامل ہے۔ سلسلہ برکاتیہ میں تاج العلماء سید شاہ اولاد رسول محمد میاں صاحب قادری برکاتی مارہروی قدس سرہ سے بھی آپ کو خلافت حاصل تھی آپ تاج العلماء کے آخری خلیفہ تھے۔

جس وقت مارہرہ مقدسہ میں تنظیم جدید کے ساتھ جماعت اہلسنت کی تاسیس کی گئی اور علمائے اہل سنت ومشائخ طریقت نے اس کی رکنیت قبول فرما کر اپنے دستخط فرمائے سید العلماء سید شاہ آل مصطفیٰ سید محمد میاں قدس سرہ نے ان میں سے چالیس علمائے کرام ومشائخ عظام کی فہرست بیان فرمائی جس میں حضرت شیخ المشائخ کا نام اسم گرامی اس طرح تحریر ہے ''عمدۃ المشائخ حامئی سنت حضرت سید شاہ چندا حسینی دامت برکاتھم سجادہ نشین رائچور دکن''۔

شیر بیشۂ اہل سنت حضرت علامہ ومولانا مفتی حشمت علی خان قدس سرہٗ سے آپ کے گہرے تعلقات تھے اور حضرت ہی کہ کہنے پر آپ نے اپنے صاحبزادے قائد اہلسنت حضرت علامہ ومولانا سید محمد حسینی صاحب قبلہ مدظلہٗ النورانی کو دین وسنیت اور مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت کے لئے عطا فرمایا۔ ایک روایت کے مطابق عمدۃ المحققین مفتی غلام محمد خاں علیہ الرحمہ نے جب شیخ المشائخ قدس سرہ کے حواشی کو دیکھا تو برملا فرمایا کہ ''آپ کا یہ پایا تو محدث وقت سے بھی بلند نظر آتا ہے۔ آیئے اب حضرت شیخ المشائخ قدس سرہٗ

کی مایا ناز تصنیف ''شمس التوریخ'' پر کچھ گفتگو کی جائے تا کہ اس کی اہمیت وافادیت سے ہمارے ذہن وقلوب روشن ہو جائے۔

''(۱) مؤرخ کو صحیح العقیدہ سنی مسلمان ہونا چاہیئے۔ (۲) مؤرخ کو صاحب دیانت ہونا چاہیئے۔ (۳) مؤرخ کو افراط وتفریط سے احتراز کرنا چاہیئے''۔

بحمدہ تعالیٰ حضرت شیخ المشائخ اول سے آخر تک اپنی اس کتاب میں کہیں بھی ان تینوں شرائط سے تجاوز کرتے نظر نہیں آتے۔

اس کے بعد آیات کریمہ، احادیث مبارکہ اور اقوال ائمہ وفقہاء کی روشنی میں کافر حربی، ذمی مستامن اور مرتد کے احکام بیان فرمائے ہیں پھر آپ شمس التواریخ لکھنے کی وجہ اپنے الفاظ میں یوں بیان فرماتے ہیں:۔

''اس تاریخ کے لکھنے کی ایک وجہ یہ ہے کہ آج کل سلاطین اسلام کی صحیح تاریخ جس میں واقعات کی تحریف نہ کی گئی ہو نہیں ملتی علمائے اہلسنت وجماعت کی تاریخ کتب نایاب ہوچکی ہیں اب جو ملتی ہیں وہ نصاریٰ وغیر مسلموں روافض ووہابیہ نیاچرہ ہی کی لکھی ہوئی ملتی ہیں انہوں نے واقعات کو بالکل ہی مسخ کر کے رکھ دیا ہے نصاریٰ، غیر مسلم وروافض نے سلاطین اسلام کو ظالم وجابر وعیاش اور نیچریو نے مداہن ثابت کرنے کی تلبیس کی ہے جس سے مذہب اور واقعات پر اثر پڑتا ہے اس لئے اپنی اولاد کی تعلیم میں ایک ایسی تاریخ کی ضرورت تھی کہ جس میں مذہب اور واقعات پر فتنہ نہ کیا گیا ہو اس ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے یہ تاریخ لکھی کہ بچوں کو صحیح واقعات بھی معلوم ہو اور گمراہی سے بچیں اس لئے کہ برے ساتھی سے بھی زیادہ خراب بری کتاب ہے جس کا اثر لوح دل پر مثل نقش کے ہوتا ہے نصاریٰ نے اسی برے نظام تعلیم سے نیچریت میں غلو کروا کے دین ومذہب سے بیگانہ کر دیا ہے''۔

مصنف علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب کو بائیس ابواب میں تقسیم کیا ہے ان ابواب کا اجمالی خاکہ اس طرح ہے۔

باب اول: خلافت بنوامیہ اور محمد بن قاسم کا ہندوستان پر حملہ۔ باب دوم: آل ساسان کی حکومت۔ باب سوم: غوری سلاطین۔ باب چہارم: قطب الدین ایبک کی بادشاہت۔ باب پنجم: خاندانِ شمسیہ۔ باب ششم: خاندانِ خلجیہ۔ باب ہفتم خاندانِ تغلق۔ باب ہشتم: خاندان سادات۔ باب نہم: خاندان لودھی۔ باب دہم خاندان مغلیہ۔ باب یازدہم خاندان سُور۔ باب دوازدہم: حکومت مغلیہ کا دوسرا دور۔ باب سیزدہم: ہندوستان کی تقسیم۔ باب چہارم دہم: تاریخ ملتان۔ باب پانزدہم: شاہان کشمیر۔ باب شانزدہم: شاہان گجرات۔ باب ہفدہم شاہان مالوہ۔ باب ہیزدہم: سلاطین خاندیش۔ باب نوازدہم: سلاطین بنگال۔ باب بستم شاہان شرقی۔ باب بستم ویک: حکومت بہمنیہ۔ باب ودوم: شاہان آصفیہ۔ خاتمہ۔

اسلام کا نام لے کر اسلام کو بدنام کرنا یہ بد مذہبوں کا وطیرہ رہا ہے حکومت میں اپنا اثر ورسوخ قائم کرنے اور مقصد حاصل نہ ہونے پر حکومت کی بیخ کنی کرنے کیلئے تعلیم اسلام کو پس پشت ڈال کر اپنی فتنہ وری میں مشغول ہو جاتے ہیں ایسے وقت میں ایک حاکم کی ذمہ داری ہو جاتی ہے کہ دین وسنیت کی بقاء اور حکومت کے نظم ونسق کو باقی رکھنے کیلئے سختی سے ایسے فتنوں کی سرکوبی کرے مصنف علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب میں ثابت کیا ہے کہ سلاطین اسلام نے دین وسنیت کے خلاف ہونے والی سازشوں کو کچل کر رکھ دیا سبکتگین کے حالات میں تحریر فرماتے ہیں:۔

''ان دونوں میں فرقۂ قرامطہ کا بہت زور تھا سبکتگین کو اس فتنہ کو فرو کرنے کی فکر ہوئی اس نے کوہ ولیمان کے علاقے میں

قرامطہ کو چن چن کر قتل کروایا جس کی وجہ سے سبکتگین کے سرحدی علاقے قرامطہ مرتدین سے پاک وصاف ہو گئے''۔

سلطان محمود غزنوی کے حالات میں ہے:....

''سلطان محمود غزنوی اپنے باپ کا جانشین ہو کر خراسان وغیرہ کو قرامطہ مرتدین سے پاک کیا اور سیستان کی رعایا کی درخواست پر خلف بن احمد قرامطی پر چڑھائی کی اور اس کو گرفتار کر کے غزنی لایا جہاں اس نے قید میں انتقال کیا''۔

دوسری جگہ ہے:...

''اس زمانے میں ملتان میں قرامطہ مرتدین کا کثیر تعداد میں اجتماع ہوا تھا داؤد بن نصر قرامطی ان کا ملجا و ماویٰ بنا ہوا تھا اسی طرح حکومت بھاطنہ جس کی سرحدیں ملتان سے ملتی تھیں اور وہاں کا راجہ ''بجے رائے'' تھا اس نے قرامطہ کو پناہ دے رکھی تھی سلطان نے بجے رائے کے پاس قاصد بھیجا کہ وہ قرامطہ کو اپنے یہاں جگہ نہ دے بجے رائے نے اس کا جواب سختی کے ساتھ انکار میں دیا تو محمود غزنوی نے رائے پر حملہ کیا تین دن تک جنگ جاری رہی آخر کار راجہ گرفتار ہو گیا اور اسی حالت میں اس نے خودکشی کر لی، اب محمود نے بلا کسی روک ٹوک کے ملتان پر حملہ کر دیا داؤد بن نصر محصور ہو گیا جب محاصرے کے ساتھ دن گزر گئے تو داؤد بن نصر نے اپنے ہاتھ باندھ کر محمود غزنوی کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے ارتداد سے توبہ کر کے اسلام قبول کیا''۔

محمود غزنوی کی حضرت سیدنا ابوالحسن خرقانی قدس سرہٗ سے عقیدت اور ان کے خرقہ سے توسل واستعانت کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:....

''سومناتھ کو بچانے کیلئے ہندوستان کے اکثر راجاؤں نے اپنی اپنی فوجوں اور کمکی دستوں کو بھیجا تھا غیر مسلموں کی کثرت کی وجہ سے جب فتح میں دیر ہونے لگی اور مسلمانوں میں کمزوری اور سستی کے آثار ظاہر ہونے شروع ہوئے تو محمود غزنوی نے حضرت سیدنا ابوالحسن خرقانی قدس سرہ کا خرقہ مبارکہ اپنے سر پر رکھ کر دعا مانگی کہ'' خدایا اس مبارک خرقہ کی برکت بھیج اور مسلمانوں کو کامیابی نصیب فرما''اس مبارک خرقہ کی برکت سے مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی''۔

سلطان شمس الدین التمش کے حالات میں تحریر فرماتے ہیں:....

''۶۳۳ھ میں مقام مندولہ پر حملہ کر کے ملاحدۂ باطنیہ کو کیفر کردار تک پہنچا کر اسلام اور مسلمانوں کو قوت پہنچائی''۔

سلطان کی خداترسی اور عبادت گذاری کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:.....

''سلطان شمس الدین التمش بڑا زاہد، خداترس، عابد نجی اور عابد شب زندہ دار تھا اس بادشاہ کو خواجۂ خواجگاں خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہٗ سے شرف خلافت حاصل تھا حضرت خواجہ موصوف قدس سرہٗ نے یہ وصیت فرمائی تھی کہ میری نماز جنازہ وہ شخص پڑھائے جس کی سنت عصر اور تکبیر اولیٰ فوت نہ ہوئی ہو جب حضرت خواجہ ممدوح قدس سرہٗ کی نماز جنازہ پڑھنے میں دیر ہونے لگی تو سلطان نے بڑھ کر نماز پڑھائی''۔

سلطان ناصر الدین محمود کے حالات میں لکھتے ہیں:....

''یہ بادشاہ شجاع اور جفاکش اور عابد وخوش اطوار تھا قرآن مجید لکھ کر اس کے ہدیہ سے اپنی گذر اوقات کرتا تھا اس کی بیوی بڑی نیک وصالحہ تھی جو خود اپنے ہاتھوں سے روٹی پکاتی تھی''۔

سلطان غیاث الدین کے حالات میں سلطان کی وصیت ونصیحت جو شیخ المشائخ قدس سرہٗ نے تحریر فرمائی ہے آب زر سے لکھنے کے قابل ہے اسی میں ہے:....

''اپنے بیٹوں سے کہا کرتا تھا کہ تم میرے جگر کے گوشے اور نور چشم ہو مگر کہیں ظلم وستم کرو گے تو پھر کوئی مجھ سے زیادہ تمہارا دشمن نہیں ہے۔ یہ بادشاہ صوم وصلوٰۃ کا پابند تھا کبھی بے وضو نہ رہتا تھا علماء وفضلاء سے ہمیشہ مذہبی مسائل کی تحقیق کرتا رہتا تھا۔ اس نیک بادشاہ کو شیخ الاسلام حضرت خواجہ فریدالدین گنج شکر قدس سرہٗ کے خسر ہونے کا شرف حاصل تھا''۔

حضرت شیخ المشائخ علیہ الرحمہ ہجرت قطب رائچور کے جد امجد کی ملتان تشریف آوری کا ذکر تحریر فرماتے ہیں:....

''اس بادشاہ کے زمانے میں حضرت قطب رائچور

سید شمس عالم حسینی قدس سرہٗ کے جد حضرت سید شاہ یحییٰ قدس سرہٗ ۶۶۸ھ میں ملک سامرہ سے ملتان تشریف لائے''۔

سلطان فیروز شاہ تغلق کے حالات میں ہے:......

''یہ بادشاہ خوش اخلاق حق شناس اس سلطان نے سب سے پہلے اپنی توجہ اس طرف مبذول کر کے فرقۂ مباحیہ کو قتل کروادیا اور روافض کو گرفتار کر کے انہیں ان کی ضلالت وگمراہیت پر آگاہ کیا اور عقائد اہلسنت پیش کیے بہتروں نے اپنے باطل عقائد سے توبہ کی''۔

دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں:.....

''سلطان فیروز شاہ کہا کرتا تھا کہ شکر ہے خدائے تعالیٰ کا مجھے سنی مذہب کی اشاعت اور بدمذہبوں اور ملحدوں کی سرکوبی کے لئے مقرر کیا ہے ہانسی میں حجرت شیخ قطب الدین قدس سرہٗ کی قدمبوسی کو حاضری دی''۔

شاہ جہاں کی سنیت اور خلفائے اربعہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے اس کی عقیدت کے تعلق سے تحریر فرماتے ہیں:....

''۱۰۴۵ھ میں عبداللہ قطب شاہ کے پاس گول کنڈے میں شاہجہانی فرمان پہنچا کہ وہ رفض سے توبہ کر کے مذہب ناجیہ اہل سنت وجماعت اختیار کرے اور خطبہ میں خلفائے اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اسمائے مبارکہ شریک کئے جائیں''۔

حضرت عالمگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تینوں بھائی دارا شکوہ، شجاع، مراد کے کرتوتوں پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں:....

''دارا شکوہ اکبر اور جہانگیر کی طرح صلح کلی تھا برہمنوں اور جوگیوں کے ساتھ صحبت رکھتا تھا اور انہیں عارف کامل سمجھتا تھا اور ان کے ویدوں کو آسمانی کتابیں جانتا تھا ہندو اور مسلمانوں کے درمیان قریبی ربط دینے والا ایک مذہب ایجاد کرنا چاہتا تھا شجاع متہم بہ رفض تھا مراد بخش تو تعقل عیش دوست اور شارب الخمر تھا''۔

حضرت اورنگ زیب عالمگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت پر روشنی ڈالی ہے:.....

''عالمگیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طبیعت میں دین راسخ تھا وہ متصلب سنی یعنی اعتقاداً ماتریدی اور فروعاً حنفی اور طریقۃً نقشبندی تھے آپ کو حضرت محمد معصوم نقشبندی مجددی سے شرف بیعت حاصل تھا جو حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے صاحبزادے تھے''۔

حضرت عالمگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دین وسنیت کی بقا کیلئے والد کو نظر بند کرنا اور اپنے بھائیوں کے خلاف جہاد کرنا شرعاً صحیح اور انتہائی ضروری اقدام تھا جس میں دور دور تک ظلم وجور کا شائبہ بھی نظر نہیں آتا شیخ المشائخ قدس سرہٗ کی تحریر غور سے پڑھئے اور اپنے ذہن وفکر کی لگام کو صحیح سمت موڑیئے فرماتے ہیں:.....

''عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کا اسلام وسنیت کی حمایت کیلئے کھڑے ہونے اور کفر والحاد کی بیخ کنی کے واقعات نظر کے سامنے آجاتے ہیں اگر عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ اسلام وسنیت کی حمایت کے لئے کھڑے نہ ہوتے تو دارا شکوہ کی طرف سے ہندوستان میں اکبر وجہانگیر کے زمانے کی طرح کفر والحاد کا دروازہ کھلتا خدائے تعالیٰ نے اپنے دین کی حفاظت کے لئے حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہما کو پیدا فرمایا جنہوں نے اپنی زبان اور قلم سے جہاد فرما کر دین وسنیت کی حفاظت فرمائی اس کے بعد جب شاہجہاں کی کمزوری اور بیماری سے ناجائز فائدہ اٹھا کر دارا شکوہ نے پھر سے اکبری الحاد وبیدینی کو پھیلانا چاہا تو خالق جل مجدہ نے اورنگ زیب غازی عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کو پیدا فرمایا جو اپنے عہد کے صوفی وجید فقیہ اور گیارہویں صدی کے مجدد تھے جنہوں نے کفر والحاد کو ہندوستان سے دور کر کے اسلام وسنیت کے ڈنکے بجوادیئے''۔

حضرت اورنگ زیب عالمگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سلسلے میں اپنے والد گرامی کو جو مکتوبات تحریر فرمائے تھے ان میں سے حضرت شیخ المشائخ قدس سرہٗ نے چار مکتوبات نقل فرمائے ہیں جس کی روشنی میں ہر عاقل منصف یہ فیصلہ کئے بنا نہیں رہ سکتا کہ عالمگیر علیہ الرحمہ کا یہ اقدام شرعاً عقلاً عرفاً ہر اعتبار سے صحیح تھا ایک مکتوب کا اقتباس ملاحظہ

فرمائیں:.....

''مکتوب ۲، بیماری کے زمانے میں اعلیٰ حضرت (شاہجہاں) کے ہاتھ سے اختیار نکل گیا تھا شہزادۂ کلاں نے جو کہ کوئی مسلمانی رنگ نہ رکھتا تھا اس نے قرب و استقلال پیدا کیا امارت و جہانبانی کو ظاہر کیا ممالک محوسہ میں کفر و الحاد کی روایت کو بلند کیا اس کا دفع کرنا شرعاً و عقلاً و عرفاً واجب ہوا اس لئے ان حدود کی عزیمت کی ....شہزادۂ فرعون صفت دوبارہ میدان میں آیا اور الحاد کی چہرہ افروزی کی اس صورت میں باگ کا ڈھیلا کرنا عباد و بالا کی خرابی کا سبب ہوتا اس لئے اجر و ثواب کی امید نے مجھے اس بار گراں کے اٹھانے پر مجبور و راضی کیا اور رعایا کی پرداخت اور دین کی ترویج کے سلسلے جہاد پر کمر بستہ ہوا''۔

داراشکوہ کے خلاف کاروائی سے پہلے حضرت عالمگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علمائے کرام سے فتویٰ حاصل کی اور شرعی حکم حاصل ہونے کے بعد دینی ذمہ داری کو نبھانے میں کوئی تامل نہ کیا حضرت شیخ المشائخ قدس سرہٗ فرماتے ہیں:.....

''دارا جب گرفتار ہوا تو علمائے کرام نے استفسار پر بالاتفاق یہ فتویٰ تحریر فرمایا داراشکوہ نے حدود شرعی سے باہر قدم رکھا تھا اس نے تصوف کو بدنام کیا تھا نوبت الحاد تک پہنچائی تھی اس کی سزا میں داراشکوہ قتل کیا گیا''۔

سلاطین اسلام کے زمانے میں ہندوستان میں سنیت کا خوب بول بالا تھا کسی بھی قسم کی بدمذہبی کو پنپنے کے لئے کوئی راستہ نہ تھا محمد شاہ کے زمانے تک یہی حال رہا مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:.....

''محمد شاہ کے زمانے تک ہندوستان میں ہر قسم کی بدمذہبی بند رہی کسی بھی قسم کی بدمذہبی اگر شائع بھی ہوتی تو فوراً متادی جاتی اور وہ لوگ سیاست شاہی میں گرفتار ہو جاتے ہندوستان کے طول و عرض میں فتاویٰ عالمگیری کی مخالفت کرنے کی کسی بھی شخص میں جرأت نہیں ہوتی تھی محمد شاہ کے بعد جب سلطنت میں کمزوری اور زیادہ ہوگئی تو آہستہ آہستہ بدمذہبیاں شائع ہونے لگیں''۔

ہندوستان میں اہل سنت و جماعت کے غلبہ و شان و شوکت پر روشنی ڈالتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:.....

''سلطنت مغلیہ جب تک ہندوستان میں باقبال و شوکت اور صاحب قوت و سطوت رہی اس وقت تک اسلام و سنیت کے دعوے کے ساتھ بدمذہبی کا کوئی فرقہ عالم وجود میں نہیں آیا تھا روافض و شیعہ جو بھی تھے وہ عہد شاہجہانی میں سیاست سے ہٹا دیئے گئے اور ان میں جو غالی تھے وہ تقیہ کر گئے شاہجہانی دور کے بعد عالمگیر غازی رحمۃ اللہ علیہ کے مبارک عہد میں دکن بھی رفض و تشیع سے پاک کیا گیا اور اکبر کے صلح کلی دھرم جو عہد جہانگیری میں نیم بسمل ہو چکا تھا اس کا عہد شاہجہانی میں دم نکل گیا اس طرح پورے ہندوستان میں اہل سنت و جماعت ہی تھے اور بدمذہبی سے ان کے کان آشنا نہ تھے''۔

تحریک وہابیت نے اسلام و سنیت کو جس نقصان سے دوچار کیا اور امت مسلمہ میں انتشار و افتراق کا بیج بویا اور گھر گھر میں اختلاف کی آگ لگا دی معاشرہ کے سکون کو برباد کیا اللہ و رسول کی شان میں گستاخیاں کی اولیائے عظام قدس سرہٗ نے تحریک وہابیت، دیوبندیت، نیچریت، مباحیت وغیرہ کے خلاف لکھا اور خوب لکھا یہاں تک کہ ان تحریکوں کے چہروں سے نقاب الٹ دیا اور ان کی مکاریوں، عیاریوں، سازشوں کا پردہ فاش کر دیا رد وہابیت پر کام کرنے والوں کے لئے حضرت شیخ المشائخ قدس سرہٗ نے ''شمس التواریخ'' میں کافی مواد فراہم کیا ہے تحریک وہابیت کے تعلق سے فرماتے ہیں:.....

''ہند میں اہل سنت و جماعت کی جڑیں حکومت مغلیہ اور عوام کے اندر اپنے راسخ عقائد کی بنیاد پر اس قدر مضبوط تھیں کہ کوئی باطل فرقہ اپنی تیز و تند آندھی کے ذریعے اس مضبوط شجر اہل سنت کی جڑ نہیں ہلا سکا اس لئے کہ علمائے اہلسنت کا حکومت اور عوام پر اس قدر غلبہ حاصل رہا ہے کہ شرعی معاملات میں حکومت علماء کے فتووں پر عمل کرتی تھی ان علماء میں حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا بہت اونچا مقام تھا آپ کی ذات ہندوستان کے علماء کی مرکز توجہ تھی آپ کا حکم اور فتویٰ سکۂ رائج الوقت کی طرح چلتا تھا

چنانچہ انگریز نے مسلمانوں کو دھوکا دینے کیلئے اس گھرانے میں کسی زر خرید کی تلاش کی جو ندہ یابندہ کے تحت آخر کار اسماعیل دہلوی مل ہی گیا اسماعیل دہلوی کی ذات کا سہارا لیکر انگریزوں نے وہابیت کا سنگ بنیاد رکھا''۔

انگریزوں کی مکاریوں کو آپ نے تفصیل سے بیان فرمایا ہے جو اس کتاب کا خاص حصہ ہے اور مستقل ایک مقالہ کا تقاضہ کرتا ہے ایک جگہ فرماتے ہیں:......

''خلاصہ کلام یہ ہے کہ جب انگریز نے اس طرح ملک پر اپنا قبضہ جمانے کے بعد ہندوستان پر نظر کی تو اسے غیر مسلموں کے علاوہ پوری آبادی میں سنی ہی نظر آئے ان کی اس اکثریت بلکہ کلیت کو دیکھ کر انگریز گھبرا گیا کہ کہیں وہ اپنی حکومت کی بازیابی کیلئے متحد نہ ہو جائیں اپنے اس یقینی خطرے سے محفوظ ہو جانے کیلئے اس نے مکاریاں شروع کی تا کہ ہندوستان اس کے ہاتھ سے نہ نکل جائے''۔

ہندوستان کی آزادی، تحریک وہابیت کے خلاف قلمی ولسانی جہاد، تقویۃ الایمان کی تردید میں علماء ومشائخ کی قربانیوں کو شیخ المشائخ قدس سرہٗ نے مفصلاً ذکر کیا ہے خصوصاً اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد اسلام امام احمد رضا خاں قدس سرہٗ کا ذکر جس والہانہ انداز میں بیان فرمایا ہے اور آپ کی دینی خدمات کو جس عمدگی سے ذکر فرمایا ہے یہ آپ ہی کا حصہ ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آ کو امام احمد رضا قدس سرہٗ سے کس قدر عقیدت ومحبت تھی اور امام کی تحریروں پر آپ کو کس قدر کامل اعتماد ووثوق تھا اب امام ممدوح کے متعلق حضرت شیخ المشائخ قدس سرہٗ کی تحریر ملاحظہ فرمائیں:.....

''ایسے وقت میں جب اسلامیان ہند کے لئے اپنے عقائد اور دین پر قائم رہنا بہت دشوار تھا مراسم اہل سنت مٹائے جارہے تھے عقائد اہلسنت پر ضربیں لگائی جارہی تھیں انگریز اپنے جبر وتشدد سے اسلامیان ہند کا دائرہ تنگ کر رہے تھے کفر وارتداد خصوصاً دیوبندیت ونیچریت وصلح کلیت اپنے کفری جوبن دکھا رہی تھی مسلمانان ہند کی شوکت کا ستارہ غروب ہو چکا تھا اللہ تعالیٰ کی دریائے رحمت میں جوش آہی گیا ہندوستان کے ایک عظیم گھرانے میں اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب کو مولانا رضا علی خاں کے خاندان میں پیدا کیا۔ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین وملت مولانا احمد رضا خاں صاحب قدس سرہٗ اپنی زبان اور قلم سے ان مرتدین کے خلاف دین وسنیت کی حمایت اور حفاظت میں مسلسل اپنی آخری سانس تک لسانی وقلمی جہاد فرماتے رہے جس سے اسلام وسنیت کا آفتاب تاباں ہوتا رہا علمائے عرب وعجم نے آپ کی علمی رفعت اور صلاح وتقویٰ کا اعتراف کرتے ہوئے یہ فرمایا کہ آپ بالاتفاق اما اہلسنت ودین کے مجدد ہیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ نے اس فرقہ (نیچریہ) کا مکمل ردوابطال فرما کر اسلامیان عالم کے دین وایمان کی حفاظت فرما کر برصغیر پر احسان عظیم فرمایا۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے قادیانی کذاب کو کافر اس وقت قرار دیا جب کہ نیا چرہ اور علمائے دیوبند نے ''کافر کو کافر نہ کہو'' کا شور مچا رکھا تھا۔ صلح کلیت کا سنگ بنیاد سب سے پہلے ندوہ کی صورت میں ۱۳۱۱ھ میں کانپور میں رکھا گیا اس کا دفتر اعظم گڈھ یوپی میں قائم ہوا اس کے بعد مستقل طور پر اس کا صدر مقام لکھنؤ منتخب ہوا یہ فتنہ اتنا زبردست تھا کہ اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت سیدنا امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ نے پوری دینی ایمانی توانائی صرف فرمائی اور قوم وملت کو اس فتنے سے آگاہ فرمایا کئی رسائل لکھ کر اس کی تردید فرمائی۔ وہابیت کے دوطرفہ حملے تھے ایک امین بالجبر اور تقلید ائمہ اربعہ کے انکار کا اعلیٰ حضرت رحمت اللہ علیہ نے قاہر دلائل سے ردوابطال فرمایا پھر یہ فتنہ مولوی اسحٰق کی صورت میں سنیت وحنفیت کے دعوے کے ساتھ اٹھا تو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تردید فرمائی تو پورے ایوان دیوبندیت میں ہلچل مچ گئی طرح طرح کے پروپیگنڈوں سے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو بدنام کیا جانے لگا وہابی قوت اور انگریز حکومت اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف کام کرنے لگی لیکن اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے سب سے بے نیاز ہو کر تجدید احیائے دین اور اعلائے ملۃ الحق کا کام کیا اعلیٰ حضرت کے وجود نے برصغیر کو وہابی ہونے سے بچالیا وہابی تحریک نے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو

گمنامی کے گڈھے میں گرانا چاہا لیکن خدا اور رسول کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ اعلیٰ حضرت کا نام اب کوئی صرف ایک فرد کی حیثیت میں باقی نہیں ہے بلکہ ایک تحریک کی صورت میں باقی ہے جو تحریک صحابہؑ کرام تابعین تبع تابعین ائمہؑ دین فقہاء ومحدثین اولیاء کاملین نے دین وسنیت کو باقی رکھنے کیلئے چلائی تھی وہی تحریک کمزور ہونے اور دبائے جانے کے بعد اعلیٰ حضرت نے چلائی اس لئے اب اعلیٰ حضرت کو وجود اور نام صراط مستقیم کی حیثیت سے تا قیامت باقی رہیگا۔ ہندوستان کی اس سوفسطائیت کلیت نیچریت دیوبندیت اور قادیانیت کی بلا سے شیخ الاسلام والمسلمین مجدد اعظم اعلیٰ حضرت سیدنا امام احمد رضا خاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مبارک ذات اپنی کتابوں رسالوں اور فتووں سے اہل سنت کی حفاظت نہ فرماتی تو اس بلا سے کوئی بھی سنی چاہے وہ سیدزادہ ہو یا سجادہ نشین، پیر ہو یا مرید ہو یا عالم ہو یا غیر عالم کوئی نہیں بچ سکتا تھا مسلمانان درگور و مسلمانی درکتاب کا منظر سامنے آجاتا"۔

رضویات پر کام کرنے والوں کو اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے حضرت شیخ المشائخ قدس سرہٗ نے کچھ مقامات پر چند مورخین کی مذہبی حیثیت کو بھی بیان کیا ہے اور بہترین انداز میں ان کا تعاقب کیا ہے جس سے آپ کی مورخانہ شان کا بھرپور ظہور ہوتا ہے یقیناً حضرت والا کی ذات نے ایک عظیم فریضہ اہل سنت وجماعت کی جانب سے ادا کیا ہے جسے رہتی دنیا تک فراموش نہیں کیا جاسکتا اس کتاب میں حضرت والا نے پچاس سے زائد کتابوں سے استفادہ کیا ہے جس سے کتاب کی وقعت کا پتہ چلتا ہے کوئی بھی بات حوالہ سے خالی نہیں کتاب کی موجودہ حالت بوسیدہ ہے کاش کے اہل خیر حضرات نئے طراز پر اس کی طباعت کیلئے تیار ہو جائیں تو عوام وخواص طلباء وعلماء سب کے لئے ایک عظیم تاریخی مواد فراہم ہو جائیگا چلتے چلتے ایک اقتباس پیش خدمت ہے ملاحظہ فرمائیں کہ حضور والا نے کس حسین پیرایہ میں وہابیت نیچریت دیوبندیت صلح کلیت کا خاکہ کھینچا ہے:......

"انگریز نے اپنے الحادی مسلمات عام کرنے کیلئے اخبار ورسائل جاری کئے انگریز کے اس کید سے ایک ذیلی کید نئی روشنی والوں کو نکالا کہ وہ بھی اپنے اخبارات ورسائل سے میکالوی واحمد خانی مسلمات اور دیوبندی تحریکات کو عام کرنے لگے وہابیت ہی اسلام وسنیت کے زوال کا سبب کا سبب بنی کہ وہابیت غیر مقلدیت کی صورت میں اسماعیل کے گھر میں پیدا ہوئی اور سن شعور کو پہنچکر قاسم نانوتوی کے پاس نانوتہ آئی اور وہاں سے سنیت وحنفیت کے دعوے کے ساتھ دیوبند پہنچی اور بالغ ہو کر احمد خان کے پاس علی گڈھ آئی اس نے اسے میکالوی زیور سے آراستہ کیا جب وہ ندوہ میں داخل ہوئی تو اس کی آنکھ میں صلح کلیت کا کاجل لگایا گیا اب وہ صلح کلیت کے اسٹیج پر سوفسطائیت کے ناز وادا دکھا رہی ہے"۔

اللہ تبارک وتعالیٰ اسلام اور اہل اسلام کی جانب سے حضرت شیخ المشائخ قدس سرہٗ کو جزائے خیر عطا فرمائے امین۔

☆☆☆

اولیاء وصالحین کا مرتبہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبرئیل علیہ السلام سے فرماتا ہے اے جبرائیل اللہ فلاں بندے سے محبت کرتا ہے تو بھی اس سے محبت کر، تو جبرئیل علیہ السلام بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں، پھر جبرئیل علیہ السلام آسمان والوں سے فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندہ سے محبت کرتا ہے تم سب بھی اس سے محبت کرو لہٰذا آسمان کے فرشتے بھی اس محبت کرنے لگتے ہیں۔ پھر اس کے بعد زمین میں اس بندے کو مقبول بنا دیا جاتا ہے"۔ (اور زمین والے بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں)۔



ماہنامہ جام نور کے خصوصی شمارے ''محدث اعظم ہند'' کے بعض مشمولات پر ایک بالاگ تبصرہ بنام

ردہفوات فضل الرحمن بہ عظمت کنزالایمان

کنزالایمان اور معارف القرآن کے تقابلی مطالعہ کا تنقیدی جائزہ

از: ارشاد احمد نوری، بہرائچ حشمت العلوم، بارہ بنکی

اس وقت ماہنامہ جام نور دہلی کا خصوصی شمارہ ''محدث اعظم ہند'' اپریل ۲۰۱۱ء ہمارے سامنے ہے بزرگان دین کی حیات وخدمت اور ان کے قابل قدر لائق تقلید کارناموں پر مشتمل نمبر اور خصوصی شماروں کی اشاعت یقیناً ایک مستحسن اور خوش آئند اقدام ہے بشرطیکہ اخلاص پر مبنی ہو اور کسی دوسرے بزرگ کی شخصیت وکردار کشی پر مشتمل نہ ہو لیکن افسوس ''جام نور'' کا یہ خصوصی شمارہ اس کے مدیر کے معروف مطمح نظر رضویات کشی کا بھرپور عکاس ہے ہمیں اس حقیقت کا اعتراف ہے کہ رضویات کشی کے تعلق سے موصوف کی عریانیت ابھی اپنے نقطۂ شباب کو نہیں پہنچی ہے لیکن یہ نیم عریانیت بھی اسقدر سحر کن ہے جسنے بہت سے مسلم الثبوت بزرگوں کے ہاتھوں سے تسبیح گرادی ہے دور کیوں جایئے اسی شمارے میں موصوف کے نیم عریانیت کے چند مناظر ملاحظہ کیجئے اور اندازہ لگایئے کہ کس قدر ہوشربا اور توبہ شکن انداز ہے۔

موصوف کو شکایت ہے کہ پچھلی ایک صدی میں مسائل ملت سے زیادہ اکابر ملت پر توجہ دی گئی ہے اور ان میں بھی گنی چنی شخصیات ہی مرکز نگاہ رہی ہیں چنانچہ فرماتے ہیں ''لطف کی بات تو یہ ہے چند گنی چنی شخصیات کے تعارف وتذکرے کو عام کرنے میں پچھلی ایک صدی سے امت کا ایک بڑا دل ودماغ لگا رہا مگر ان کی کوشش سے ہمارے عقیدت اب بھی ناآسودہ ہے جبکہ وقت کے اژدھے نے بڑے بڑوں کو سالم نگل لیا لیکن ہمارے مسلکی مذہبی جمعیت بیدار نہ ہوسکی'' اسکے اسباب پر نظر ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں: ''میری نظر میں سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ مذکورہ شخصیات کے ذکر وتعارف میں ہماری عقیدتیں بے لگام ہوگئیں جسکا منفی اثر واقعات کی صحت اسلوب طرز تحریر اور پیش لفظ پر پڑا''۔ ان دونوں اقتباسات کے ایک ایک لفظ کو غور سے پڑھیئے اور مدرسوں سے لیکر دنیا کی بڑی بڑی یونیورسٹیز کے ان افراد امت کے بارے میں غور کیجئے جو مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ والرضوان کی شخصیت پر کسی بھی نہج سے اپنے دل ودماغ کی صلاحیتیں صرف کر رہے ہیں، کیا یہ اقتباسات چیخ چیخ کر نہیں کہہ رہے ہیں کہ وہ لوگ نادان ہیں، ناآسودۂ عقیدت (اندھی تقلید) ہیں، تضیع اوقات کر رہے ہیں تحصیل حاصل میں مبتلا ہیں، انکی عقیدتیں بے لگام ہوگئی ہیں اور ایسے واقعات وروایات کی تشہیر وترویج میں مصروف ہیں جن کی صحت مشکوک ہو چکی ہے۔ ہوسکتا ہے آپ میرے اخذ کردہ اس نتیجہ کے بارے میں فرمائیں کہ یہ غلط ہے لہٰذا ان اقتباسات کو اعلیٰ حضرت پر چسپا کرنا آپکی اپنی ذہنی اُپج ہے، مضمون نگار کا منشأ ومقصود نہیں ہے تو میں عرض کرونگا آپ نے بجا فرمایا کہ ان اقتباسات میں اعلیٰ حضرت کا نام نہیں ہے مگر ارشاد فرمائیں کہ گزشتہ صدی میں سب سے زیادہ تعارف وتذکرہ کس شخصیت کا ہوا ہے، سب سے زیادہ تحریری وتقریری کام کس کے کارناموں پر ہوا ہے، وہ کون ہستی ہے، جس کی خدمات جلیلہ کو عام وتام کرنے میں آج بھی اہلسنت کا ایک عظیم طبقہ ہمہ تن مصروف ہے اور دنیا کے گوشہ گوشہ میں اسکے کارناموں کو متعارف کراچکا ہے مگر پھر بھی اسکا نعرہ ہے۔ ع حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا۔ تو آپکا ایک ہی جواب ہوگا کہ وہ شخصیت صرف اور صرف اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی ہے، اب

میں عرض کرونگا جناب عالی اسی لئے میں نے اپنے اخذ کردہ نتیجہ میں اعلیٰ حضرت کا نام لیا ہے اور فاضل مُدیر کی اس قلمی جدو جہد کو رضویات کشی کے تعلق سے نیم عریانیت سے تعبیر کیا ہے۔ ہماری اس تو ضیح کے باوجود اگر آپ مُصر ہیں کہ ان اقتباسات کا تعلق فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی شخصیت سے نہیں ہے کیونکہ اسمیں اعلیٰ حضرت کا نام نہیں ہے تو میں عرض کرونگا کہ شاید آپ جیسے خیر خواہ حضرات کے خیال ہی نے آگے چل کر موصوف کو نام لینے پر مجبور کر دیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی نادان خیر خواہ ہمارے مقصد کو نہ سمجھ پائے اور ہماری محنت رائیگاں جائے، فرماتے ہیں پچھلی ایک صدی میں جس تندہی سے رد تعاقب پر کام ہوا دعوت وتبلیغ ـــــــــــ پر کام نہ ہوسکا، اسی طرح جیسے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے ذکر وتعاروف پر کام ہوا دوسری شخصیتوں پر کام نہ ہوسکا، یہاں رضویات کشی کے تعلق سے فاضل ایڈیٹر کی نیم عریانیت اپنی حشر سامانی اور دلفریبی کے آخری لفظ کو چھو رہی ہے، ذرا اس اقتباس کے آخری ٹکڑے ''اسی طرح جیسے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے ذکر وتعارف پر کام ہوا ہو دوسری شخصیتوں پر کام نہ ہوسکا'' کو پچھلے اقتباس کے ان جملوں کے ساتھ جوڑیئے'' لطف کی بات تو یہ ہیکہ چندگی چنی شخصیات کے تعارف و تذکرے کو عام کرنے میں پچھلی ایک صدی سے امت کا ایک بڑا دل ودماغ لگا رہا ہے مگر ان کی تئیں ہماری عقیدت اب بھی نا آسودہ ہے'' اور بالکل غیر جانبدارانہ فیصلہ کیجئے کہ اداریہ کی تمہید میں جو گلہ شکوہ کیا گیا ہے اسکا ہدف کیا صرف اور صرف اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی ذات نہیں ہے؟ اور عقیدت کی نا آسودگی بے لگامی کا طنز صرف اور صرف ان عنادل سوختہ جاں کے لئے نہیں ہے جو امام احمد رضا کے گلشن علم وحکمت کے گلہائے رنگارنگ کی مدح وستائش میں نغمہ سرا ہیں؟

زیر نظر مضمون میں مدیر موصوف کے نظریات کا رد جواب میرا مقصود نہیں بلکہ میں آپکو صرف یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی شخصیت پر کام کرنے والوں پر کیسی تیشہ زنی موصوف نے کی ہے اور انکے ذہن کو جھنجھوڑنے کی کیسی سعی بلیغ کی ہے

لیکن قارئین کی تشنگی کا احساس انہیں مجبور کر رہا ہے کہ خوبصورت الفاظ کے جامہ میں باطل نظریات کی زہر افشانی پر سر دست اجمالاً کچھ سطور قلمبند کردی جائیں تا کہ سطحی ذہن رکھنے والوں کے فکر ونظر اس زہر افشانی کے نتیجہ میں کچھ دھند چھا گئی ہو تو یہ سطور ان کے لئے تریاق کا کام کر سکیں عرض کرتا ہوں کہ وقت کے اژدھے نے کس کس کو سالم نگلا اور کون کون آسمان شہرت پر آفتاب ومہتاب بنکر چمکا یہ دیکھنے کیلئے جناب کی نظر پچھلی ایک ہی صدی پر کیوں ہے پورے چودہ سو سال کی تاریخ آپ الٹ کر کیوں نہیں دیکھتے کیا ہر صدی میں کچھ ایسی شخصیتیں ایسی نہیں ہیں جن کے آج تاریخ میں فقط نام ہی نام ہیں انکی حیات وخدمات پر اسلاف کی نگارشات نہ ہونے کے برابر ہیں اور کتنی ہی شخصیتیں ایسی نہیں ہیں جن کے نام بھی آج تاریخ کے حافظہ سے اتر چکے ہیں جبکہ ٹھیک اسکے بالمقابل کچھ ہستیاں ایسی ہیں جن پر کل بھی کام ہوا، آج بھی کام ہو رہا ہے۔ کیا دور صحابہ میں اسلام کی خدمت انجام دینے والی ساری شخصیتوں پر تمام ادوار میں ایک جیسا کام ہوا اور کیا انمیں سے بہت سی شخصیات ایسی نہیں ہیں جن پر آج بھی کام ہو رہا ہے جبکہ کتنے ہی صحابۂ کرام کے نام سے بھی لوگ واقف نہیں ہیں۔ اسی طرح ہر صدی کا حال ہے۔۔۔ پھر کیا وجہ ہے کہ آپکی نظر انتخاب بیسویں صدی پر مرکوز ہے اور صرف اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا کی شخصیت پر کام کرنے والے آپکے غیظ وغضب کا نشانہ ہیں۔۔۔ اب جبکہ آپکی مذہبی و مسلکی جماعت پیدا ہوتی ہے اور غیر متعاروف شخصیات کو متعارف کرانے کا بیڑا آپنے اٹھایا ہے تو آپ بھی اسلام مشرب کی طرح سیدھی گنتی گننے کے بجائے الٹی ہی گنتی گن رہے ہیں، آخر کیوں؟ آپ بھی دور صحابہ سے آغاز کیجئے اور دور صحابہ بھی کیوں انبیاء سابقین سے آغاز فرمائیں اور ڈھونڈ ڈھونڈ کر ان انبیاء کرام کے تذکرۂ جمیلہ کو عام کیجئے جن کا ذکر قرآن میں بھی ہمیں نہیں ملتا اور عقیدت کی اسی نا آسودگی اور واقعات کی اسی عدم صحت کے شکوے کے ساتھ کیجئے جو گزشتہ صدی کے تذکرہ نگاروں سے آپنے فرمایا ہے تا کہ نہ صرف ہندوستان و پاکستان بلکہ سارا جہاں آپکا دانائی کا خطبہ

پڑھے۔

یہ نظریہ کہ ہمیں غریب نواز، مخدوم کلیر، جنید بغدادی، بایزید بسطامی، حضور سیدنا غوث اعظم عبدالقادر جیلانی، وامثالہم کے ساتھ ساتھ دیگر بزرگوں کا بھی تذکرہ زندہ رکھنا چاہئے، ائمہٗ اربعہ کے ساتھ ساتھ دیگر ائمہ کا شہدائے کربلا کے ساتھ ساتھ دیگر شہداء کا اور خلفا اربعہ کے ساتھ ساتھ دیگر صحابہٗ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا ذکر پاک اور انکا تعاروف دنیا کے سامنے پیش کرتے رہنا چاہئے حضور سیدالمرسلین علیہ التحیۃ والثنا کی بارگاہ ناز میں تحریری وتقریری گلہائے عقیدت پیش کرنا چاہیئے، بجا ہے اسمیں کوئی کھوٹ نہیں لیکن اسی نظریہ کواگراس طرح تعبیر کیا جائے کہ چودہ سوسال کے طویل عرصہ سے ہم بارگاہ امام المرسلین علیہ افضل الصلاۃ واکمل التسلیم میں اپنی عقیدت کے ہار وپھول نچھاور کرتے چلے آرہے ہیں مگر ہماری عقیدت آج بھی ناآسودہ ہے جبکہ وقت کے اژدھے نے معاذ اللہ بہت سے انبیاء کرام کوسالم نگل لیا، تو مجھے بتایئے کیا تعبیر دیگر انبیاء کرام کی محبت سے زیادہ سرکار کی اہانت کی مظہر نہیں ہے۔ وعلی ھٰذا القیاس خلفاء اربعہ، ائمہ مجتہدین اور اولیاء کاملین میں سے کسی کولیکر شکوہ سنجی دیگر بزرگوں (بشمول انبیاء کرام) کے متعلق اظہار شکوہ کا یہ انداز کہ وقت کے اژدھے نے انہیں سالم نگل لیا خود ان بزرگوں کی بارگاہوں میں گستاخ ذہن کا غماز ہے۔ اب مجھے کہنے دیجئے کہ اگر یہ اسلوب تحریر غوث اعظم سے لیکر سرکار ابد اقرار تک ہر معظم ومکرم ہستی کی شان میں گستاخی ودریدہ دہنی ہے تو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی شان میں بھی یہ لب ولہجہ اعلیٰ حضرت اور ماضی قریب کے اسلاف کرام کی کھلی ہوئی توہین ہے۔ دراصل موصوف کے ذہن وفکر پر جدت پسندی اور روشن خیالی کا کچھ ایسا خمار طاری ہے کہ موصوف کی فکر عالی اس نکتہ کی طرف مبذول نہ ہوسکی کہ بیسویں صدی کا یہ قصہ تو قصہٗ پارینہ ہے جو ہر صدی میں دہرایا جاتا رہا ہے اور یہ سب نظام قدرت کے تحت ہے رب کریم نے اپنی بھیجی ہوئی تمام شخصیات اور انکی خدمات کو پابند اوقات کر رکھا ہے جس سے جب تک اپنے مذہب مہذب اور قوم وملت کی خدمت لینی ہوتی ہے اسکو اس وقت تک ذاتا یا تذکرۃً دنیا کے منظرنامہ پر باقی رکھا جاتا ہے۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کسی ذات کے ساتھ اسکا تذکرہ بھی جلدی یا بدیر ساکنان ارضی کے درمیان سے اٹھالیا جاتا ہے اور کبھی صرف ذات اٹھائی جاتی ہے مگر تذکرہ باقی رکھا جاتا ہے اور فی نفسہ اس چیز میں کوئی بڑائی یا چھوٹا پن نہیں ہے۔ بہت سے انبیاء کرام ہے جن کے نام سے بھی آج دنیا واقف نہیں جبکہ بہت سے غیر انبیاء ہیں، صالحین بھی غیر صالحین بھی جن کے تذکرہ سے تاریخ انسانی بھری پڑی ہے۔ افسوس زندگی کی آخری ساعتوں واداجس متن نگاری کی حاشیہ نگاری کرتے رہیں آج پوتا اسی متن کو گمنامی کی تاریک وادیوں میں ڈھکیلنے پر کمر بستہ ہے۔

ابتدائے مضمون میں میں نے فاضل ایڈیڑ کی رضوایات کشی کے تعلق سے پیہم کوششوں کو نیم عریانیت سے تعبیر کیا ہے، ممکن ہے آپکو یہ عجیب سا لگا ہو اس لئے اس کی وضاحت کرتا چلوں میں نے مدیر موصوف کی مذکورہ جدوجہد نیم عریانیت سے اس لئے تعبیر کیا ہے کہ جناب کی یہ کوشش ایسے خوبصورت الفاظ کے جامہ میں ہوتی ہیں کہ بعض اوقات بڑے بڑے ارباب دانش (بزعم خویش) بھی اپنے آپ کو انکے حصار میں قید ہونے سے نہیں بچاپاتے اور بڑی آسانی سے اپنی فکرونظر اور کاوشوں کا قبلہ تبدیل کرلیتے ہیں بلکہ بعض تو شعور یا غیر شعوری طور پر قبلہٗ اول کی توہین وتنقیص پر بھی آمادہ ہوجاتے ہیں۔

☆☆☆

یوم عرفہ کی فضیلت

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا یوم عرفہ سے زیادہ کسی دن اللہ دوزخ سے بندوں کو آزاد نہیں فرماتا، عرفہ کے دن اللہ کی رحمت بندوں سے قریب ہوجاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں کے مقابلہ میں بندوں کو بطور فخر پیش فرماتا ہے اور فرماتا ہے یہ بندے کس ارادے آئے ہیں۔

❀❀❀

مُشرِک کون؟

محمد عاقب کھربے قادری ثقافی، شافعی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

وعلی الہ وصحبہ الکرام اجمعین

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن

پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

چند ماہ پہلے ہم نے ایک کتابچہ بنام ''توسل واستعانت کا صحیح مفہوم'' شائع کروایا تھا، جس میں یہ ثابت کیا تھا کہ ہم اہل سنت کا نبیوں اور ولیوں کو وسیلہ بنانا اور انہیں پکارنا ہرگز شرک نہیں، لہذا وہابیوں کا ہمیں مشرک اور خارج اسلام قرار دینا ظلم وزیادتی ہے۔ اسی طرح ہم نے نبیوں اور ولیوں کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وسیلہ بنانے اور ان سے مدد مانگنے سے متعلق وہابیوں کے عقیدے پر چند سوالات قائم کرکے اک پمفلٹ کی شکل میں شائع کیے تھے۔ جب کئی ماہ تک وہابیوں کی طرف سے مکمل خاموشی رہی اور وہابی عوام کا اپنے مولویوں سے جواب دینے کا مسلسل مطالبہ ہوتا رہا تو ''عبداللہ سلفی'' نامی کسی گمنام شخص نے ہمارے پمفلٹ کے جواب کے طور پر کچھ خامہ فرسائی کی ہے۔ ہم نے اپنے پمفلٹ میں اپنا مکمل نام مع ولدیت اور مکمل رہائشی پتہ بلکہ جس مدرسہ میں ہم تدریسی خدمات انجام دیتے تھے وہاں کا بھی مکمل نام وپتہ درج کردیا تھا، تاکہ اگر کسی کو کچھ پوچھنا یا کہنا ہوتو وہ براہ راست ہم سے آکر ملاقات کرسکے، مگر اس کے برخلاف مذکورہ وہابی نمائندے نے اپنی تحریر میں مکمل نام وپتہ تو کجا کوئی ہلکا سا اشارہ بھی نہیں دیا ہے جس کے ذریعہ اس کی شخصیت پر روشنی پڑسکے یا اس تک رسائی ممکن ہوسکے اور جواب بھی ۸/۱ سائز کے چار کمپوز شدہ صفحات پر مشتمل ہے، جس پر نہ تو شائع کرنے والے کا نام اور نہ صفحات پر صفحہ نمبر درج ہے۔ اسی کے ساتھ ساتھ ہمارے رسالہ ''توسل واستعانت کا صحیح مفہوم'' کے جواب کے طور پر کسی ''اشفاق سنابلی'' کے نام سے ایک کتابچہ بنام ''مردوں سے توسل واستعانت شرک ہے'' شائع کیا گیا، جس کے سرورق پر نیچے کی طرف بغیر کسی پتے ٹھکانے کے صرف ''من جانب: نوجوان اہل حدیث بھیونڈی'' چھپا ہوا ہے۔ ان دونوں تحریروں میں وہابیوں کے ان نمائندوں نے بڑی بے شرمی کے ساتھ ان تمام مسلمانوں کو مشرک اور خارج از اسلام قرار دیا ہے جو انبیائے عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے وسیلے اور اعانت کے قائل ہیں۔

وہابیوں کے تکفیرِ مسلمین کا یہی ایک جرم سیکڑوں جرم سے بڑھ کر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب کوئی مسلمان اپنے دینی بھائی سے کہتا ہے ''اے کافر'' تو کفر دونوں میں سے ایک کی طرف ضرور لوٹتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

یہی وجہ ہے کہ ملت کے اکابر علما مثلاً علامہ محمد امین الدین شامی نے فتاویٰ شامی میں، علامہ صاوی مالکی نے تفسیر صاوی میں، علامہ سید احمد بن زینی دحلان شافعی نے الدرر السنیہ وغیرہ میں اور امام احمد رضا خان نے فتاویٰ رضویہ میں وہابیوں کو خوارج ہی کی ایک قسم اور نئی شکل قرار دیا ہے۔ حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: خوارج جہنم کے کتے ہیں۔ (سنن ابن ماجہ، حدیث ۱۷۸)

وهابیوں کے خوارج ہونے کا تحقیقی ثبوت:

عبداللہ سلفی نے اپنے جواب میں کچھ ایسی باتیں خود لکھی ہیں، جن سے نجدی فرقے کا خارجی ہونا ثابت ہوتا ہے۔ جیسا کہ جواب نمبر ۵ کے تحت لکھا:

''فیصلہ تحکیم کے وقت صرف قرآن کی آیت ''اِنِ الحُکمُ اِلَّا لِلّٰہ'' (ترجمہ) فیصلہ کا اختیار صرف

اللہ رب العزت کو ہے۔ (یوسف:۴۰) سے غلط استدلال کر کے خوارج نے صحابہ کے فیصلے کو ماننے سے انکار کر دیا۔اس پر حضرت علی نے کہا تھا"کلمۃ حق ارید بھا الباطل "(ترجمہ) صحیح بات سے غلط مطلب لیا گیا۔خورج نے آیت کو اپنے مطلب کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کی"۔

قارئین کرام!غور فرمائیں خوارج نے یہی تو کہا تھا کہ کوئی غیر اللہ من جانب اللہ فیصلے کا اختیار نہیں رکھتا اور چوں کہ صحابۂ کرام نے بعض لوگوں کو اپنے معاملات میں فیصل وحکم بنایا تھا،جس کی بنا پر خوارج نے تمام صحابۂ کرام کو مشرک اور اسلام سے خارج قرار دیا تھا۔کیا خوارج کا یہ عقیدہ وہابیوں کے اس عقیدے کے عین مطابق نہیں ہے کہ کسی غیر اللہ کو من جانب اللہ مدد کرنے کا اختیار نہیں۔اور چوں کہ سنّی مسلمانوں نے ولیوں اور نبیوں سے استغاثہ کیا۔لہٰذا تمام سنّی مسلمان کافر ومشرک اور خارج از اسلام ہیں۔

اتنی نہ بڑھا پاکیِ داماں کی حکایت
دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ

اس فرقہ کے خوارج میں سے ہونے کی دوسری دلیل یہ ہے کہ قرآن مجید میں جو آیتیں بتوں کی پوجا کرنے کی وجہ سے مشرکین کی مذمت میں نازل ہوئیں،ان ساری آیتوں کو وہابیوں نے سنّی مسلمانوں پر چسپاں کر دیا۔صحیح بخاری شریف میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ خوارج کو اللہ کی بدترین مخلوق قرار دیتے اور فرمایا:"انھم انطلقوا الی اٰیات نزلت فی الکفار وجعلوھا علی المومنین۔"یعنی خوارج نے کفار ومشرکین کے خلاف نازل ہونے والی آیات کو ایمان والوں پر محمول کیا۔(بخاری شریف:۲/۱۰۲۴)

نمونے کے طور پر ہم قارئین کے سامنے انھی آیتوں کو پیش کرنے پر اکتفا کرتے ہیں جنھیں وہابی نمائندوں نے اپنے جوابوں میں پیش کیا ہے۔

۱)وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ لَا یَخْلُقُوْنَ شَیْئًا وَّھُمْ یُخْلَقُوْنَ.اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَآءٍ وَمَا یَشْعُرُوْنَ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ.

(ترجمہ)اور وہ اللہ کے سوا جن کو پوجتے ہیں،وہ کچھ بناتے،وہ خود بنائے ہوئے ہیں۔مردے ہیں زندہ نہیں اور انہیں خبر نہیں کہ کب اٹھائے جائیں گے۔(پارہ:۱۴،سورہ نحل:۲۰۔۲۱)

نوٹ: کسی کو خدا سمجھ کر پکارنا اس کی عبادت کرنا ہے،اگرچہ وہ زندہ ہو اور اسے قریب سے پکارا جائے،ترمذی شریف کی مرفوع حدیث ہے"اَلدُّعَاءُ ھُوَ الْعِبَادَۃُ"اسی لیے ہم نے "یَدْعُوْنَ" کا ترجمہ "پوجتے ہیں" کیا ہے۔

ہم نے اپنے رسالے میں اس تعلق سے عرض کیا تھا:

"قرآن واحادیث میں جہاں بھی غیر اللہ کو پکارنے یا مدد مانگنے کی مذمت کی گئی وہاں اسی قسم کا پکارنا یا مدد مانگنا مراد ہے جس کے سبب اللہ کی شان الوہیت یا اس کے خواص میں کسی کو شریک ٹھہرانا لازم آئے۔اس لیے تمام مفسرین نے ان آیتوں میں لفظِ"دعا" یعنی پکارنے کا مطلب"عبادت کرنا" بتایا ہے،جیسا کہ عرب کے کفار ومشرکین بتوں کو خدا اور معبود مان کر مدد مانگتے تھے۔اور آج اسلام کا کلمہ پڑھنے والوں میں ایک بھی ایسا فرقہ نہیں جو کفار کا سا عقیدہ رکھتے ہوئے کسی سے مدد مانگتا ہو"۔(توسل واستعانت کا صحیح مفہوم،صفحہ:۵۔۴)

ہم نے اپنی اس عبارت میں یہ بتایا ہے کہ بلاشبہ لفظِ 'دعا' کا لغوی معنی پکارنا ہی ہے ہم نے اس کا انکار نہیں کیا مگر جب اس پکارنے میں عبادت کی نیت شامل ہو جاتی ہے یعنی کسی کو معبود یا عبادت کے لائق سمجھ کر پکارا جاتا ہے تو یہی پکارنا شرک اور غیر اللہ کی عبادت قرار پاتا ہے جیسا کہ مشرکین عرب اپنے بتوں کو خدا اور عبادت کا مستحق سمجھ کر پکارتے تھے مگر اشفاق سنابلی کو شاید ہماری یہ سیدھی سادھی زبان سمجھ میں نہیں آئی چنانچہ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا:

''یہ کہہ کر انہوں نے مسلمانوں سے شرک کی نفی کر دی ان کو نہیں معلوم کہ دعا ایک عبادت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''الدعاء هو العبادة'' (ترمذی حدیث صحیح) اور دعا کا مطلب پکارنا ہی ہوتا ہے جیسا کہ تفسیر مرادآبادی وترجمہ احمد رضا خان میں ''یدعون'' کا ترجمہ پکارنا ہی سے کیا گیا ہے یہاں تک لکھا ہے کہ اہل کتاب عیسیٰ اور عزیر علیہ السلام کو پکارتے تھے''۔

(مردوں سے توسل واستعانت شرک ہے۔ صفحہ: ۷)

سنابلی صاحب ہمارے علما کے ان اقوال کو نقل کر کے پتہ نہیں کس خوش فہمی میں مبتلا ہیں؟ جب ہم نے اس کا انکار کیا ہی نہیں کہ دعا کا لغوی معنی پکارنا ہے تو اس کو ثابت کرنے میں اتنا زور صرف کرنے کا کیا فائدہ؟ شاید سنابلی صاحب یہ کہنا چاہتے ہیں کہ نبیوں اور ولیوں کو مطلقا پکارنا شرک ہے خواہ اس پکارنے میں عبادت کی نیت شامل ہو یا نہ ہو جیسا کہ وہابیوں کا عقیدہ ہے۔ اگر معاملہ یہی ہوتا تو ہر غیر اللہ کو پکارنا شرک ہوتا اس میں قبر والوں اور زندوں میں یا دور والوں یا قریب والوں میں فرق کرنے کا کوئی مطلب نہیں، اس لیے کہ جس طرح قبر والوں اور دور والوں کی عبادت کرنا شرک ہے اسی طرح سے زندوں اور قریب والوں کی عبادت کرنا بھی شرک ہے۔ کاش کہ وہابیہ کبھی سنجیدگی سے توحید وشرک کو سمجھنے کے لیے تیار ہوں تو ملت کے ایک بہت بڑے انتشار پر قابو پایا جا سکتا ہے۔

قارئین کرام! سنابلی صاحب کی عبارت کے پہلے جملے پر غور فرمائیں: ''یہ کہہ کر انہوں نے مسلمانوں سے شرک کی نفی کر دی'' بلاشبہ ہماری کوشش یہی ہے کہ جو مسلمان ہیں انہیں ہم وہابیوں کے خود ساختہ شرک کے فتووں کی زد سے بچائیں جب کہ وہابیوں کی ساری تگ ودو اسی لیے ہے کہ کسی طرح وہ مسلمانوں کی اکثریت کو جو اہل سنت پر مشتمل ہے مشرک اور خارج اسلام ثابت کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔ خیر، اپنے اپنے ذوق کی بات ہے۔

سورۂ نحل کی اس آیت میں ''مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ'' یعنی اللہ کے سوا سے مراد مورتیاں اور بت ہیں، جنہیں مشرکین عرب اپنا معبود خدا مان کر پکارتے تھے۔ ملت اسلامیہ کے تمام اگلے پچھلے مفسرین نے اس آیت کی یہی تفسیر کی ہے۔ اس آیت میں کسی مسلمان کا نبیوں اور ولیوں کو پکارنا ہرگز مراد نہیں۔ مگر مسلمانوں کو مشرک اور خارج از اسلام قرار دینے کے شوق میں وہابی نمائندوں نے مذکورہ آیت میں ''من دون اللہ'' سے قبر میں آرام فرمانے والے انبیائے عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیائے کرام علیہم الرضوان کو مراد لیا ہے اور اپنی بات کے ثبوت میں کسی ایک تفسیر کا بھی حوالہ نہ دے سکے بلکہ تمام مفسرین کے برخلاف اپنی مرضی سے آیت کی تفسیر کی، اسی کو تفسیر بالرائے کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''مَنْ قَالَ فِی الْقُرْآنِ بِغَیْرِ عِلْمٍ فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّار'' ترجمہ ''جس نے بغیر علم کے قرآن کی تفسیر کی تو وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے''

(ترمذی شریف، باب ماجاء فی الَّذِی یُفَسِّرُ الْقُرْآنَ برأیه۔ حدیث نمبر ۳۲۰۲)

ذیل میں ہم سورۂ نحل کی مذکورہ آیت کی تفسیر اختصاراً صرف ان مستند محدثین کے حوالے سے پیش کریں گے، جنہیں وہابیوں کے پیشواؤں نے بھی معتمد مانا ہے۔

۱) امام المفسرین ابو جعفر محمد ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی: ۳۱۰ ہجری) جن کی تفسیر کی کتاب ''جامع البیان فی تاویل القرآن'' معروف بہ تفسیر ابن جریر یا تفسیر طبری سے متعلق وہابیوں کے شیخ الاسلام ابن تیمیہ حرانی نے اپنے ایک فتویٰ میں لکھا ہے:

''اما التفاسیر التی فی ایدی الناس فاصحها تفسیر محمد بن جریر الطبری فانه یذکر مقالات السلف بالاسانید الثابتة ولیس فیه بدعة''

ترجمہ: ''رہی وہ تفاسیر جو لوگوں کے ہاتھ میں ہیں، ان میں سب سے زیادہ صحیح تفسیر محمد بن جریر طبری کی ہے۔ اس لیے کہ وہ اپنی تفسیر میں سلف کے اقوال کو ان کی اسانید ثابتہ کے ساتھ ذکر کرتے ہیں اور اس تفسیر میں کوئی بدعت یعنی گمراہی نہیں ہے''۔

(حوالہ: فتاویٰ ابن تیمیہ، جلد: ۱۳، ص: ۳۸۵)

امام ابن جریر طبری علیہ الرحمۃ سورۂ نحل کی زیر بحث آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

''یقول تعالی ذکرہ: اوثانکم الذی تد عون من دون اللّٰہ ایھا الناس اٰلھۃ لا تخلق شیئا وھی تخلق ،فکیف یکون الھاما کان مصنوعا مدبرا، لا تملک لانفسھا نفعا ولا ضرًا''

ترجمہ: ''اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے لوگو! (مشرکو!) تمہارے وہ بت جنہیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو ایسے خدا ہیں، جو کچھ نہیں بنا سکتے، بلکہ وہ خود بنائے جاتے ہیں۔ لہٰذا وہ چیز کیسے خدا ہو سکتی ہے، جو تدبیر سے بنائی گئی ہو، یہ بت اپنی جان کے نفع نقصان کے مالک نہیں''۔

پھر آگے فرماتے ہیں:

''یقول تعالی ذکرہ لھؤلاء المشرکین من قریش: والذین تدعون من دون اللّٰہ ایھا الناس (اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَاءٍ)وجعلھا جلّ ثناؤہ امواتا غیر احیاء ،ان کانت لا ارواح فیھا کما حدثنا بشر، ثنا یزید ،قال: ثنا سعید، عن قتادۃ، قولہ (اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَاءٍ وَمَا یَشْعُرُوْنَ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ) وھی ھذہ الاوثان التی تعبد من دون اللّٰہ اموات لا ارواح فیھا ،ولا تملک لا ھلھا ضرًا ولا نفعا''

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ قریش کے ان مشرکوں سے فرماتا ہے: اے لوگو! جنہیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو یہ مردہ ہیں، زندہ نہیں۔ اور اللہ جل شانہٗ نے جو ان بتوں کو اموات غیر احیاء قرار دیا، وہ اس لیے کہ ان بتوں میں روحیں نہیں ہوتیں، جیسا کہ ہم سے بشر نے بیان کیا کہ ان سے یزید نے بیان کی انہوں نے کہا کہ ہم سے سعید نے بیان کیا حضرت قتادہ سے روایت کرتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کے قول(اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَاءٍ وَمَا یَشْعُرُوْنَ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ) سے مراد وہ بت ہیں، جو اللہ کے سوا پوجے جاتے ہیں۔ یہ ایسے مراد ہیں جن میں روحیں نہیں اور اپنے پوجنے والوں کے نفع وضرر کے مالک نہیں''۔

(تفسیر ابن جریر، جلد: ۱۷،ص/۱۸۸، مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ، بیروت)

وَمَا یَشْعُرُوْنَ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ . یعنی ''انہیں اس کا بھی شعور نہیں کہ کب اٹھائے جائیں گے'' میں کن کا اٹھایا جانا مراد ہے؟ اس بارے میں مفسرین کے دو قول ہیں۔

۱) کفار کا اٹھایا جانا مراد ہے۔ یعنی ان بتوں کو اس بات کا بھی شعور نہیں کہ ان کے پجاریوں کو کب اٹھایا جائے گا۔

۲) خود ان بتوں کا اٹھایا جانا مراد ہے۔ یعنی ان بتوں کو اس بات کا بھی شعور نہیں کہ خود انہیں کب اٹھایا جائے گا۔ اور یہ معنی بھی اپنی جگہ درست ہے۔ اس لیے کہ قیامت میں انسانوں کے ساتھ ساتھ ان بتوں کو بھی اٹھایا جائے گا اور وہ خدا کے حضور اپنے پجاریوں سے بیزاری کا اظہار کریں گے۔ جیسا کہ امام بغوی علیہ الرحمۃ نے اپنی تفسیر میں فرمایا:

''والقرآن یدل علی ان الاصنام تبث وتجعل فیھا الحیاۃ فتبرأ من عابدیھا.'' ترجمہ: ''قرآن اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ بتوں کو اٹھایا جائے گا اور انہیں حیات دی جائے گی، پھر وہ اپنے پوجنے والوں سے بیزاری کا اظہار کریں گے''۔

(تفسیر معالم التنزیل، جلد: ۵ص/۱۲، دار الطیبۃ ،المدینۃ المنورۃ)

نوٹ: معالم التنزیل کو ابن تیمیہ نے اپنے فتوے میں بدعت اور موضوع روایات سے محفوظ قرار دیا ہے۔ (مجموعۃ الفتاویٰ، جلد ۱۳ ص:۳۸۶)

سوال نمبر ۶: کے جواب میں عبد اللہ سلفی نے ایک اور آیت پیش کی ہے، جسے اشفاق سنابلی نے بھی اپنی تحریر میں نقل کیا ہے۔ اس آیت میں بتوں کی پوجا کرنے پر مشرکین کی مذمت کی گئی

ہے۔ مگر ان وہابیوں نے آیت میں مشرکین کی بجائے اہل سنت کو اور بتوں کی بجائے نبیوں اور ولیوں کو مراد لے کر اپنے خارجی ہونے کا ایک ثبوت مہیا کیا ہے۔ اپنی اس من گھڑت تفسیر کی تائید میں بے چارے وہابیوں کے دونوں نمائندے سلف صالحین یا مفسرین میں سے کسی ایک کا بھی حوالہ پیش نہ کر سکے۔ نہ معلوم یہ لوگ کس منہ سے اپنے آپ کو سلفی کہتے ہیں۔ قارئین پہلے آیت ملاحظہ فرمائیں:

(۲) ''وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ یَّدْعُوْامِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّایَسْتَجِیْبُ لَهٗۤ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآىٕهِمْ غٰفِلُوْنَ''

ترجمہ: ''اور اس سے بڑھ کر گمراہ کون جو اللہ کے سوا ایسوں کو پوجے جو قیامت تک اس کی نہ سنیں اور انہیں ان کی پوجا کی خبر تک نہیں''۔ (پارہ:۲۶، الاحقاف:۵)

امام ابن جریر طبری علیہ الرحمہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

''یقول تعالی ذکرہ: وایّ عبداضلّ من عبدید عو من دون اللّٰہ الھة لاتستجیب لہ الی یوم القیامة: یقول: لاتُجیب دعائہ ابدا، لانھا حجراو خشب او نحو ذلک''

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اس بندے سے زیادہ گمراہ اور کون سا بندہ ہے جو اللہ کے سوا ایسے معبودوں کو پکارتا ہے جو قیامت تک اس کا جواب نہیں دے سکتے۔ فرماتا ہے یہ جھوٹے معبود اس کا جواب نہیں دے سکتے، اس لیے کہ یہ پتھر، لکڑی یا اس جیسی کسی چیز کے بنے ہوئے ہیں''۔ (جامع البیان، جلد۲۲، ص۹۵)

تفسیر شوکانی میں ہے:

''المعنی: و الاصنام التی یدعونھا عن دعائھم ایاھا غافلون عن ذلک لا یسمعون ولا یعقلون لکونھم جمادات

ترجمہ:۔ اس آیت کا معنی یہ ہے کہ وہ بت جنہیں یہ لوگ پکارتے ہیں، وہ اپنے پکارنے والوں کی پکار سننے سے غافل ہیں، نہ سنتے ہیں اور نہ سمجھتے ہیں، اس لیے کہ وہ جمادات ہیں''۔ (فتح القدیر، زیر آیت مذکورہ)

تفسیر ابن کثیر میں ہے:

''ای لا اضل ممن یدعوا اصناما، ویطلب منھا مالا یستطیعه الی یوم القیامة وھی غافلة عما یقول، لا تسمع ولا تبصرو لا تبطش، لانھا جماد حجارة صم''

ترجمہ: یعنی اس سے بڑا گمراہ کوئی نہیں جو بتوں کو پکارے اور ان سے وہ چیزیں مانگے جن کو دینے کی قیامت تک بت استطاعت نہیں رکھتے۔ اس حال میں کہ وہ اس کی پکار سے غافل ہیں۔ نہ سن سکتے ہیں، نہ دیکھ سکتے ہیں اور نہ ہی پکڑ سکتے ہیں۔ اس لیے کہ وہ جماد پتھر اور گونگے ہیں''۔ (تفسیر ابن کثیر، جلد۷، ص، مطبوعہ دارطیبہ، المدینۃ المنورۃ)

اپنے خودساختہ شرک کا بھرم قائم رکھنے کے لئے اشفاق سنابلی اپنے کتابچہ میں مزید یہ آیتیں بھی پیش کی ہیں: (پارہ:۹، الاعراف)

(۳) ''اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ فَادْعُوْهُمْ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لَكُمْ ... اَلَهُمْ اَرْجُلٌ یَّمْشُوْنَ بِهَاۤ اَمْ لَهُمْ اَیْدٍ یَّبْطِشُوْنَ بِهَاۤ اَمْ لَهُمْ اَعْیُنٌ یُّبْصِرُوْنَ بِهَاۤ اَمْ لَهُمْ اٰذَانٌ یَّسْمَعُوْنَ بِهَا قُلِ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ كِیْدُوْنِ فَلَا تُنْظِرُوْنِ (۱۹۵)

ترجمہ: ''بے شک وہ جن کو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو تمہاری طرح بندے ہیں تو انہیں پکارو پھر وہ تمہیں جواب دیں اگر تم سچے ہو، کیا ان کے پاؤں ہیں جن سے چلیں یا ان کے ہاتھ ہیں جن سے گرفت کریں یا ان کی آنکھیں ہیں جن سے دیکھیں یا ان کے کان ہیں جن سے سنیں، تم فرماؤ کہ (اے کافرو).....

اپنے شریکوں کو پکارو اور مجھ پر داؤں چلو اور مجھے مہلت نہ دو۔

امام ابو جعفر ابن جریر طبری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے تحت فرماتے ہیں:

’’یقول جلّ ثناء ہ لھؤلاء المشرکین من عبدۃ الاوثان مؤبخھم علی عبادتھم مالا یضرّھم ولا ینفعھم من الاصنام‘‘

ترجمہ: ’’اس آیت میں اللہ تعالیٰ بتوں کی پوجا کرنے والے ان مشرکین سے انھیں ایسی چیز کی عبادت کرنے کی وجہ سے تنبیہ فرماتا ہے جو انہیں نفع وضرر نہیں پہنچا سکتی یعنی مورتیاں‘‘۔

(عِبَادٌ أمْثَالُکُم) یعنی ’’یہ تمہاری طرح بندے ہیں‘‘ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

’’یقول: ھم املاک لربکم کما انتم لہ ممالیک‘‘ یعنی ’’یہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ بت تمہارے رب کی ملکیت ہے جیسا کہ تم خود اس کی ملکیت ہو۔

(جامع البیان فی تاویل القرآن، جلد: ۱۳، ص: ۳۲۱، مطبوعہ: موسسۃ الرسالۃ، بیروت)

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ’’لِلّٰہِ مافِی السَّمٰوٰتِ وَمافِی الْاَرْضِ‘‘ (ترجمہ) ’’اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے‘‘۔ (البقرہ: ۲۸۴)

غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا اپنی تفسیر بنام: ’’اَلْفَوَاتِحُ الْاِلٰھِیَّۃُ وَالْمَفَاتِیْحُ الْمُوْضِحَۃُ لِلْکَلِمِ الْقُرْآنِیَّۃِ وَالْحِکَمِ الْفُرْقَانِیَّۃِ‘‘ جو ’’تفسیر جیلانی‘‘ کے نام سے مشہور ہے فرماتے ہیں:

’’(عبادامثالکم) ای ھم مخلوقون بل اسوء حالاً منکم لکم نھم جمادات لا شعور لھا، کیف سمیتموھا معبودات تعبدونھا کعبادۃ اللّٰہ.

ترجمہ: (یہ تمہاری طرح بندے ہیں) یعنی یہ تمہاری طرح مخلوق ہیں بلکہ تم سے بھی گئے گزرے ہیں اس لیے کہ یہ جمادات ہیں جن میں کوئی شعور نہیں، تم لوگوں نے کیسے انہیں اپنا معبود ٹھہرالیا کہ تم اللہ کی عبادت کی طرح ان کی عبادت کرتے ہو‘‘۔

(تفسیر الجیلانی، زیر آیت مذکورہ، جلد: ۲، صفحہ: ۱۸۰، مطبوعہ: مرکز الجیلانی للبحوث العلمیۃ، استنبول)

اس تفسیر سے یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ ’’عِبَادٌ أَمْثَالُکُم‘‘ یعنی ’’یہ تمہاری طرح بندے ہیں‘‘ کا اطلاق لغوی اعتبار سے مجازاً بتوں پر بھی کیا جاسکتا ہے جیسا کہ آیت میں ہوا ہے۔ لہٰذا ان الفاظ کو بنیاد بنا کر یہ اصرار کرنا کہ یہاں انبیاء واولیاء ہی مُراد ہیں وہابیوں کی قرآن کی تفسیر کے ساتھ ساتھ عربی زبان سے بھی لاعلمی کا ثبوت ہے (باقی آئندہ)

(بقیہ صفحہ ۵۱ کا)

آپ کی معرکۃ الآرا تصنیفات میں سے فارسی تصنیف ’’روضۃ الاولیاء‘‘ ایسی مشہور ہوگئی کہ آج بھی پوری دنیا کی معروف یونیورسٹیوں میں پڑھائی جارہی ہے۔ یہاں تک کہ ندوہ اور مسلم یونیورسٹی علیگڑھ میں بھی پڑھائی جاتی ہے وقار ملت نے فرمایا کہ آج کے اس دور میں فارسی پڑھنے اور بولنے والے کم ہوتے جارہے ہیں۔ اردو زبان ترقی پذیر اور عام ہوتی جارہی ہے اس لئے ضرورت اس بات کی تھی کہ روضۃ الاولیاء‘‘ کا اردو ترجمہ کیا جائے۔ بفضلہ تعالیٰ جامعہ حنفیہ کے سابق مدرس حضرت مولانا مفتی محمد صابر رضا مصباحی نے احسن طریقہ سے اس کا اردو ترجمہ کیا ہے اور اس کا نام ’’نزہۃ الاولیا‘‘ رکھا ہے اس کا اجرا عرس حسان الہند کے موقع پر حضرت مولانا وقار احمد عزیزی صاحب کے ہاتھوں ہوا۔ بعدہٗ آستانہ عالیہ میر محمد حسن اعلاء تجر علیہ الرحمہ اور پھر حضرت میر سید غلام علی آزاد بلگرامی علیہ الرحمہ پر چادر پوشی کی گئی۔ حضرت وقار ملت نے شجرہ خوانی فرمائی اور حضرت مولانا سید محمد اشرف صاحب قبلہ نے دعا فرمائی صلاۃ واسلام کے بعد لنگر تقسیم ہوا اس طرح عرس حسان الہند تزک واحتشام سے اختتام پذیر ہوا۔

(یہ رپورٹ محمد نعیم الرحمٰن رضوی، رکن آل انڈیا سنی جمعۃ العلماء وعرس کمیٹی نے دی)۔

فضل حق شناسی کی تحریک ایک دردمندانہ جائزہ

مولانا مبشر احمد نوری خطیب وامام مسجد ابوبکر صدیق، پرانی کھجوری، دہلی

علامہ فضل حق خیرآبادی کی ذات محتاج تعارف نہیں ہے، ان کی خدمات بہت وسعت رکھتی ہیں، خاص طور سے انہوں نے مذہب اہل سنت وجماعت (جس کو آج عرف عام میں مسلک اعلیٰ حضرت کہا جاتا ہے) کی نشرواشاعت میں نمایاں کارنامہ انجام دئے ہیں، وہابیوں کے امام اول ملا اسماعیل دہلوی کی آپ نے تکفیر کی اور اس کے ہذیانات وخرافات کے تابوت میں آخری کیل ٹھونک کر اس کا علمی جنازہ نکال دیا، اسی کے ساتھ ساتھ آپ نے جامع مسجد دہلی کے منبر سے انگریزوں کے خلاف جہاد کا فتویٰ دیا جس کے نتیجے میں ۱۸۵۷ء کی جنگ شروع ہوئی، اسی کی پاداش کے نتیجے میں علامہ خیرآبادی کو سزا ہوئی اور کالا پانی میں حسرت ویاس کے دامن میں آپ نے داعی اجل کو لبیک کہی۔

علامہ فضل حق خیرآبادی سے وہابیوں نے دوری بناتے ہوئے تاریخ کی کتابوں میں ان سے نظریں چرائیں، یہ سنیوں کا فرض تھا کہ علامہ کی حیات وخدمات کو اجاگر کرتے، خاص طور پر انہوں نے فرقہ وہابیہ مرتدہ اور اسماعیلی گمراہی کا جو سدباب کرنے کی خدمات تھیں ان کا ذکر منظر عام پر لایا جاتا، سب سے پہلے جامعہ اشرفیہ کے نامور فاضل مولانا لیٰسین اختر مصباحی نے اس طرف توجہ کی، اور باضابطہ فضل حق شناسی کی ایک تحریک کا آغاز کیا، انہوں نے علامہ فضل حق اور دوسرے خیرآبادی علما پر کتابیں لکھیں اور پروگرامات منعقد کروائے، یہ ایک اچھا قدم تھا عمومی طور پر اہل سنت وجماعت مسلک اعلیٰ حضرت سے منسلک علما اور مقررین نے اس کی پذیرائی کی، یہ تحریک کامیابی سے آگے بڑھ رہی تھی مگر اچانک بعض دردمندان مسلک اعلیٰ حضرت کو یہ احساس ہوا کہ

ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ

اس تحریک میں خانقاہ بدایوں اور جام نور ٹیم کی غیر معمولی دلچسپی نے ہمیں سوچنے پر مجبور کیا، جب ارمغان نظر سے اس تحریک کا جائزہ لیتے ہوئے اس کے درپردہ مقاصد پر غور کیا تو انکشاف ہوا کہ

نیا جال لائے پرانے شکاری

درحقیقت یہ ساری جدو جہد امام عشق ومحبت، اعلیٰ حضرت عظیم البرکت، مجدد دین وملت امام احمد رضا خاں محدث بریلوی کی عبقری شخصیت اور آفاقی خدمات کو نیچا دکھانے کی ایک گہری چال ہے، میں جو یہ دعویٰ کیا ہوں اس کے ثبوت میں براہین ودلائل پیش کرسکتا ہوں، کیا یہ بات قابل غور نہیں ہے کہ تحریک تو علامہ فضل حق خیرآبادی کے کارناموں کو نمایاں کرنے کے لئے چلائی گئی مگر اس میں بار بار یہ کیوں ثابت کرنے کی کوشش کی جارہی ہے کہ امام احمد رضا محدث بریلوی بھی مدرسہ خیرآباد کے ایک ادنیٰ خوشہ چیں ہیں، کیا علامہ خیرآبادی کی شخصی عظمت اس کے بغیر اجاگر نہیں کی جاسکتی؟؟ مصباحی صاحب کی تحریک کے سرگرم کارکن مولانا مبارک حسین مصباحی کو خطابت کے اسٹیج پر پوری گھن گرج کے ساتھ یہ کہتے ہوئے سنا گیا کہ علامہ فضل حق خیرآبادی نے اس وقت اہل سنت کی قیادت اور وہابیوں کا رد کیا تھا جب امام احمد رضا تو کیا ان کے باپ مولانا نقی علی خاں بھی پیدا نہیں ہوئے تھے، کیا یہ بارگاہ رضا میں صریح گستاخی نہیں؟ کیا یہ اسلوب امام احمد رضا کی عبقری خدمات کو کم تر ثابت کرنے کی حرکت مذبوحی نہیں ہے؟ تاریخی حقائق کا ڈھینڈورا پیٹنے والے یہ کیوں نہیں سوچتے کہ ہم اہل سنت صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور اہل بیت اطہار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم دونوں کو مانتے ہیں، حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی تعریف وتوصیف کرتے ہیں ان کی شان میں منقبت پڑھتے ہیں

لیکن حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی ایسی تعریف نہیں کرتے جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تنقیص کی طرف مفضی ہو، اسی طرح صحابہ اکرام کی مدح وستائش بھی کرتے ہیں مگر ایسے انداز میں نہیں جس سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اہانت کا پہلو نمایاں ہوتا ہو۔ لیکن شیعہ گستاخ صحابہ ہیں وہ مدح اہل بیت اس انداز میں کرتے ہیں جن سے صحابہ کرام کی توہین کا پہلو نکلتا ہے، اسی طرح خارجی اور آج کل کے غیر مقلد وہابی گمراہ صحابہ کی اس انداز میں تعریف وتوصیف میں رطب اللسان ہوتے ہیں جس سے اہل بیت اطہار کی کسر شان ہوتی ہے۔ علامہ فضل حق خیرآبادی اور محب رسول علامہ فضل رسول بدایونی وغیرہ کی خدمات کو اس انداز میں کیوں پیش کیا جارہا ہے جس سے امام اہل سنت محدث بریلوی کی خدمات کم تر ثابت کی جارہی ہیں۔

ہمارے اسلاف نے تمام اکابر اہل سنت کی خدمات کا ذکر کیا ہے، جس کی جو خدمات ہے اس کا مناسب تذکرہ کیا جاتا ہے، امام احمد رضا کی خدمات ستاروں کے درمیان چودھویں رات کے چمکتے دمکتے چاند کی مانند ہیں اس لئے ان کا تذکرہ زیادہ کیا جاتا ہے، لیکن ہم نے کبھی ایسا نہیں کیا کہ ذکر رضا کے ذریعے دوسرے اکابر ملت کی خدمات کو ہیچ ثابت کریں، مگر افسوس مصباحی صاحب اور ان کی ٹیم پر کہ انہوں نے علامہ فضل حق خیرآبادی کی خدمات کا تذکرہ کچھ ایسے انداز میں کرنا شروع کیا جس سے عقیدت مندان مسلک اعلیٰ حضرت میں ایک بے چینی پھیل گئی۔

اب سمت قبلہ بدل رہا ہے: ابھی تک بلا اختلاف بریلی کو مرکز اہل سنت تسلیم کیا جاتا رہا، بڑے بڑے اسلاف گذرے، ان کی خدمات بھی نصف النہار کی طرح روشن وبین ہیں مگر کسی نے اپنی وابستگی کو بریلی سے نہیں توڑا، کچھ سر پھروں نے کوشش کی بھی تو منہ کی شکست سے دوچار ہوئے، لیکن پچھلے کچھ سالوں سے دبی دبی آوازیں سنائی دینے لگیں کہ ہمارا مسلکی مرکز بریلی ہے اور علمی مرکز مبارک پور ہے، ہمارے علمانے اپنا سمجھ کر اس کو کوئی خاص اہمیت نہیں دی، مگر رفتہ رفتہ یہ فتنہ بڑھتا چلا گیا، اب بات یہاں تک بڑھ گئی کہ مصباحی صاحب نے اپنے ایک تازہ مضمون (ماہنامہ کنزالایمان دہلی) میں اپنا شجرہ تعلیمی خیرآباد سے جوڑ لیا، موصوف نے یہ ثابت کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور قلم صرف کردیا کہ دراصل اصل مرکز تو خیرآباد ہے جہاں کا علمی فیضان بریلی میں بھی پہنچا اور مبارک پور میں بھی وہی فیضان ہے، گویا اب مصباحی صاحب کا قبلہ عقیدت اور کعبہ محبت بریلی نہیں بلکہ خیرآباد ہے، بریلی کو اپنے شجرہ علمی سے نکالنے کا کارنامہ مصباحی صاحب نے اس ہوشیاری اور چابک دستی سے انجام دیا کہ سانپ بھی مرگیا اور لاٹھی بھی نہیں ٹوٹی، مصباحی صاحب کے اس کارنامے پر کوئی خوش ہو یا نہ ہو مگر بدایوں اس پر ضرور بغلیں بجارہا ہوگا، اس کی تو یہ دیرینہ تمنا تھی کہ کسی طرح بریلی سے مرکزیت کا لیبل ہٹے اور ہماری مرکزیت کا راستہ صاف ہو، افسوس

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

فضل حق کنونشن میں کیا ہوا: اس تحریک کی حقیقت دہلی میں برہنہ ہوکر سب کے سامنے آگئی، جہاں علامہ فضل حق خیرآبادی کنونشن کا انعقاد کیا گیا، مصباحی صاحب سے یہ توقع تھی کہ وہ اس کنونشن کے انعقاد کے لئے رضا اکیڈمی یا مسلک اعلیٰ حضرت سے وابستہ کسی تنظیم کا سہارا لیتے، مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا اور وہ ایسا کیوں کرتے جب کہ اس میں ان کی اصل تحریک پر اوس پڑجاتی، یہ کنونشن خانقاہ بدایوں کے زیر اہتمام منعقد ہوا، جس کی بریلی دشمنی اور بغض رضا اظہر من الشمس ہے، یہاں ہم کنونشن کرانے والوں اور اس میں شریک ہونے والوں سے چند دردمندانہ سوالات کرنا چاہتے ہیں۔

(۱) کنونشن میں نام نہاد علما اور دانشوروں کی ایک بھیڑ اکٹھی کی گئی، کیا مرکز اہل سنت بریلی شریف میں کوئی ایسی شخصیت نہیں تھی جس کو مدعو کیا جاسکتا تھا۔

(۲) کنونشن کی سرپرستی حضور شرف ملت حضرت اشرف میاں قادری برکاتی نے فرمائی، مگر صدارت کی کرسی پر نام نہاد تاجدار اہل سنت حافظ سالم قادری بدایونی براجمان تھے، کیا ہم پوچھ سکتے ہیں کہ

جناب سالم میاں نے اپنے ان کفری اقوال سے توبہ کر لی ہے جن پر مفتی اعظم ہند سمیت ۵۲ مفتیان اہل سنت نے فتویٰ کفر جاری فرمایا تھا، اگر نہیں تو ان کی صدارت میں علمائے اہل سنت کا جمع ہونا کہاں تک درست ہے، کیا یہ مفتی اعظم کے فتوی کی نفی اور کھلی ہوئی تغلیط نہیں ہے۔ حضور شرف ملت کا تعلق اس خانوادے سے ہے جہاں سے امام عشق ومحبت نے سلسلہ بیعت وطریقت آراستہ کیا، شرف ملت اس اعتبار سے ہمارے لئے واجب احترام ہیں مگر چونکہ وہ ایک سرکاری آفیسر ہیں اس لئے ان شرعی نزاکتوں کو نہیں سمجھ سکتے، ہم حضرت قبلہ گاہی سے دست بستہ عرض کرتے ہیں کہ حضور ذرا غور فرمائیں کہ آخر کیا وجہ تھی کہ حضور سید العلما اور حضور احسن العلما نے بدایوں سے رابطہ منقطع کر لیا تھا، یہ دونوں بزرگ شرعی نزاکتوں سے بخوبی واقف تھے اسی لئے انہوں نے بدایوں والوں سے توبہ کا مطالبہ کیا جب بدایونیوں نے ٹال مٹول سے کام لیا تو انہوں نے ان سے تعلقات منقطع کر لئے اور آخر وقت تک حافظ سالم میاں کو مارہرہ شریف میں باریابی کی اجازت نہیں دی، مولوی اسید الحق نے اپنے جھوٹے دعوی تحقیق وتنقید سے مشائخ مارہرہ کو متاثر کر لیا اور بدایوں ایک بار پھر مارہرہ کی آنکھ کا تارہ بن گیا، یہ بھی عجیب بات ہے کہ جس دن سے بدایوں مارہرہ سے قریب ہوا ہے مارہرہ بریلی سے دور ہوتا چلا جا رہا ہے، خیر یہ ایک الگ موضوع ہے اس کی حقیقت پھر کبھی واضح کی جائیگی۔

(۳) کنونشن کے اسٹیج پر مہمان خصوصی کے طور پر روزنامہ انقلاب کے ایڈیٹر شکیل شمسی کی موجودگی نے مسلک اعلیٰ حضرت کے شیدائیوں میں ایک اضطراب پیدا کر دیا، کون نہیں جانتا کہ شکیل شمسی گستاخ رافضی ہے، اس کی شیعیت ڈھکی چھپی نہیں ہے، ممکن ہے حضور شرف ملت کے علم میں یہ بات نہ ہو ورنہ وہ اس اجلاس میں ہرگز شریک نہ ہوتے، سالم میاں سے بھی کوئی شکوہ نہیں ہے وہ تو ویسے بھی بغض رضا میں جل بھن کر صلح کلیت کے دھانے پر ہیں، ہاں مولانا مبارک حسین مصباحی، مولانا لیٰسین اختر مصباحی اور مولانا غلام زرقانی کی خاموشی پر حیرت ہے۔

(۴) پروفیسر اختر الواسع کی کنونشن میں موجودگی باعث تشویش ہے، جو سنی طلبہ جامعہ ملیہ دہلی میں زیر تعلیم ہیں ان سے معلوم ہوا ہے کہ یہ کھلا ہوا دیوبندی ہے، اس پروفیسر کا یہ حال ہے کہ سنیوں میں سنی ہے، دیوبندیوں میں دیوبندی ہے، سلفیوں میں سلفی اور شیعوں میں شیعہ ہے، کوئی بھی مسلک والا اس کو اپنے یہاں مدعو کر سکتا ہے، ایسے بے دین صلح کل، بد مذہب کو اپنے اسٹیج پر مہمان خصوصی کی حیثیت سے بلانا، اس کی تعظیم وتکریم کرنا، اس کو تعظیمی القابات سے پکارنا مسلک اعلیٰ حضرت کی رو سے کیسا ہے یہ بتانے کی ضرورت نہیں۔ اگر خانقاہ بدایوں کو مسلک اعلیٰ حضرت کے لفظ سے چڑ ہے تو وہ کم از کم اپنے گھر کے بزرگوں کی کتابوں ہی کو دیکھ لیں، حضرت محب رسول فضل رسول بدایونی اور حضرت مولانا عبد القادر بدایونی ایسے مخلوط اجلاس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں۔

(۵) ویڈیو سازی اور فوٹوگرافی کا کیا گلہ کیا جائے وہ تو آپ حضرات نے ضرورت شرعیہ کی آڑ میں جائز کر ہی لیا، کیا یہ بتانے کی زحمت گوارا کریں گے کہ اس کنونشن کی ویڈیوگرافی اور تصویر سازی کے لئے کون سی ضرورت شرعیہ متحقق تھی؟

(۶) اہل سنت کے جلسوں کا طریقہ یہ رہا ہے کہ اگر کوئی بات پسند آئے تو سبحان اللہ ماشاء اللہ اور نعرہائے تکبیر ورسالت سے مقرر کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے، جب کہ انگریزوں کا طریقہ ہے کہ وہ تالی بجا کر اپنی خوشی کا اظہار کرتے ہیں، انگریزوں کی نقالی میں یہاں کے آزاد خیالوں اور نیچری گمراہوں نے بھی تالیاں پیٹنا شروع کر دیں، مگر حیرت ہے کہ ایک ایسا کنونشن جس کی سرپرستی ایک ذمہ دار خانقاہ اور مرکز روحانیت کا شہزادہ کر رہا ہو اور اس میں الجامعۃ الاشرفیہ کے قدیم وجدید کئی فضلا موجود ہوں وہاں اس سنت طریقے کو ترک کر کے تالیاں پیٹی جائیں تو بس اس کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے جام نور کی آزادی اظہار رائے کی تحریک کو یہ کرشمہ تو دکھانا ہی تھا۔

(۷) کنونشن میں شریک ہونے والوں نے بتایا کہ کنونشن کے بعد جو ناشتہ دیا گیا وہ بوفے سسٹم سے دیا گیا وہاں بیٹھ کر کھانے کی کوئی جگہ

نہیں تھی لوگوں نے انگریزی تہذیب کے مطابق کھڑے کھڑے ناشتہ کیا اور خانقاہ قادریہ کے زیر اہتمام نیز مولانا یٰسین اختر مصباحی کی زیر قیادت اس کنونشن میں کھلم کھلا کھانے کے سنت طریقے کی خلاف ورزی کی گئی، ناشتے کے ڈبے میں ہاتھ پوچھنے کے لئے ٹشو پیپر بھی دیا گیا، جب کہ ابھی پچھلے مہینے بریلی شریف میں شرعی کونسل کے فقہی سیمینار میں حضور تاج الشریعہ اور دیگر علمائے اہل سنت کا متفقہ فیصلہ آچکا ہے کہ کھانے کے بعد ٹشو پیپر سے ہاتھ پوچھنا مکروہ ہے، عام لوگ جہالت یا انگریزی تقلید میں ایسا کریں تو اور بات ہے مگر قادریوں اور مصباحیوں کو تو بہرحال اس سے پرہیز کرنا چاہئے۔

یہ چند سوالات ہیں جس پر سنجیدگی سے غور وفکر ہونا چاہئے، یہ بات اب کسی سے پوشیدہ نہیں رہی اور بارہا کا تجربہ ہوتا رہا ہے کہ جیسے ہی آدمی کے دل میں امام عشق ومحبت، اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت امام احمد رضا محدث بریلوی کی طرف سے ذرا بھی بغض ہوتا ہے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ آدمی رفتہ رفتہ فکری اور عملی گمراہی کی طرف جانے لگتا ہے، فضل حق شناسی کی اس تحریک کے آثار بھی اچھے نظر نہیں آتے، کیوں کہ اس کی بنیاد ہی بریلی کی مرکزیت کے خاتمہ پر پڑی ہے، مگر ہم ان لوگوں پر واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ ان کی یہ دیرینہ آرزو کبھی پوری نہیں ہونے والی، امام عشق ومحبت کی ایک ہزار چمکتی دمکتی تصانیف کا مقابلہ علامہ فضل حق خیرآبادی کی ایک درجن تصانیف نہیں کرسکتیں۔

اب بلی تھیلے سے باہر آگئی ہے، فرزندان اشرفیہ کی غیر معتدل روش جماعت کو کہاں لے جارہی ہے یہ بتانے کی ضرورت نہیں، کاش آج حضور حافظ ملت باحیات ہوتے تو اپنے خون جگر سے سینچے ہوئے چمن اور وہ ادارہ جس کی بنیاد میں حب رضا اور محبت بریلی شامل تھی اس کی اس دوہری پالیسی کی مخالفت سب سے پہلے آپ ہی فرماتے۔ اب بھی کچھ نہیں بگڑا، توبہ اور رجوع کا دروازہ کھلا ہوا ہے، ہم اپنے مصباحی برادران سے عرض گزار ہیں کہ اس صلح کلیانہ روش کو ترک کریں اور بریلی کی مرکزیت اور حضور قاضی القضاۃ فی الہند تاج الشریعہ جانشین مفتی اعظم ہند کی قیادت میں متحد ہوجائیں کہ یہی نجات کا راستہ ہے۔ ورنہ

سب ان سے جلنے والوں کے گل ہوگئے چراغ
احمد رضا کی شمع فروزاں ہے آج بھی

خلدآباد میں عرس حسان الہند اسلامی وہندوستانی تاریخ کے عظیم مؤرخ حضرت میر غلام علی بلگرامی تزک واحتشام سے اختتام پذیر ہوا

۲۲ر اکتوبر ۲۰۱۱ بروز سنیچر اولیاء کرام کے روحانی مسکن ومرکز خلدآباد شریف میں ۱۲رویں صدی ہجری کے عظیم روحانی پیشوا ومجدد، مورخ ومحدث حسان الہند، عاشق رسول حضرت علامہ ومولانا سید غلام آزاد بلگرامی علیہ الرحمۃ والرضوان کا عرس مقدسہ عظیم الشان پیمانے پر آل انڈیا سنی جمعیۃ العلما کے زیر اہتمام تزک واحتشام کے ساتھ منایا گیا جسمیں مالیگاؤں سے عاشقانِ اولیائے کرام، دارالعلوم قادریہ برہان العلوم کے اساتذہ خصوصاً حضرت مولانا فضل حق مصباحی صاحب اور طلبائے عزیز ممبئی کی معروف شخصیت آل رسول حضرت علامہ ومولانا سید محمد اشرف صاحب دامت برکاتہم بھیونڈی سے وقار ملت حضرت مولانا وقار احمد عزیزی صاحب دامت برکاتہم اور ان کے رفقاء خصوصاً شرکت فرماکر اولیائے کرام سے اکتساب فیض کیا۔ بعد نماز ظہر قرآن خوانی ونعت خوانی کی مجلس منعقد ہوئی اور بعد نماز عصر سے عرس کی تقریب کا دوبارہ آغاز ہوا۔ مدح رسول، بلبل باغ رضا جناب محمد امتیاز رضا صابری صاحب نے نعت مبارکہ کے ذریعہ سے حاضرین کے قلوب کو منور ومجلی فرمایا بعدہٗ جامعہ حنفیہ، مالیگاؤں کے مایاناز عالم ربانی حضرت مولانا عبیداللہ مصباحی صاحب نے فیضانِ اولیائے کرام پر مفصل خطاب فرمایا۔ بعد نماز مغرب خلیفۂ حضور مفتی اعظم مہاراشٹر وخلیفۂ حضور محدث کبیر، حضرت علامہ مولانا الحاج وقار احمد عزیزی صاحب قبلہ نے حسان الہند حضرت علامہ مولانہ میر سید غلام علی آزاد بلگرامی حسنی واسطی علیہ الرحمۃ والرضوان کی ذات بابرکت پر حیات طیبہ کے مختلف گوشوں پر سیر حاصل گفتگو فرماتے ہوئے فرمایا کہ حضرت حسان الہند ایسے عاشق رسول ہیں کہ آپ نے ہر میدان میں اپنی شناخت قائم فرمائی۔ خلدآباد شریف میں آپ نے آستانہ عالیہ حضرت میر محمد حسن اعلاہ حجرہ میں بیٹھ کر ۷۰۰۰ر اشعار پر مشتمل دیوان بلگرام لکھا۔ اسلامی تاریخ وہندوستانی تاریخ کے آپ ایسے معتبر مورخ ہیں کہ ہندوستانی تاریخ داں آپ کی تصانیف کو معتبر مانتے ہوئے اپنی کتابوں میں آپ کی کتابوں کا حوالہ دیتے ہیں۔ آپ ایسے محدث ہیں کہ حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہم الرضوان جیسی شخصیات بھی آپ سے فیض وبرکت حاصل کئے ہیں۔

(باقی صفحہ ۴۷ پر)

وہابیوں، دیوبندیوں کی دہشت گردی

شہر امراؤتی میں عالم حق بیان حضرت مولانا عبد المصطفےٰ صاحب صدیقی حشمتی پر قاتلانہ حملہ

ازقلم: محمد عالم رضا نوری مصباحی

۸۶/۹۲

مہاراشٹر ہندوستان کا معروف ومشہور صوبہ ہے جو کئی چھوٹے بڑے شہروں پر مشتمل ہے انھیں میں ایک شہر امراؤتی بھی ہے۔ قدیم زمانے سے اس شہر میں اہل سنت وجماعت کے عقائد ومعمولات رائج رہے مگر نجد سے نکلنے والے خبیث وباطل مذہب نے ہندوستان کے دیگر شہروں کی طرح یہاں بھی اپنی بدعقیدگی کا جال پھیلایا اور نماز روزہ کی آڑ میں مسلمانوں کو بہکا کر اکثر مساجد پر قبضہ جمالیا ہے۔ چند سالوں سے اپنی اکثریت کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے اس باطل مذہب کے پیروکاروں نے ایک نام نہاد مولوی قاضی صادق کے نام سے اس شہر میں بلا رکھا ہے۔ جو آئے دن اپنی تقریروں کے ذریعہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء کرام خصوصاً اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ العزیز (خواجہ خواجگاں فخر ہندوستاں حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری سنجری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) اور دیگر بزرگان دین کے خلاف طرح طرح کی گستاخیاں اور بکواس کرتا رہتا ہے لہٰذا شہر امراؤتی کے سنی مسلمانوں نے اس دریدہ دھن گستاخ مولوی کو لگام لگانے کے لئے عالم حق بیان حضرت مولانا عبد المصطفےٰ صاحب حشمتی کو دوروزہ پروگرام بنام اتحاد المؤمنین کانفرنس میں مدعو کیا۔

۱۷ ستمبر ۲۰۱۱ کو حضرت امراؤتی پہنچے اور شب میں پٹھان چوک کے وسیع وعریض میدان میں تقریباً دو گھنٹے قرآن پاک اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت وفضیلت بیان فرمائی اور وہابیوں، دیوبندیوں کا رد بلیغ فرمایا اور دس ہزار سے زائد سامعین دریدہ دہن گستاخ مولوی صادق کا جواب سن کر فلک شگاف نعروں سے خوشی کا اظہار کرتے رہے۔ سامعین کی کثرت تعداد اور قرآن وحدیث کی روشنی میں اپنا رد سن کر وہابی، دیوبندی بوکھلا اٹھے اپنی پچاس سالہ محنت کو دو گھنٹہ میں ملیا میٹ ہوتے دیکھ کر ''یا پولیس المدد'' کا نعرہ لگاتے ہوئے پولیس اسٹیشن پہنچ گئے اور دوسرے روز کا پرمیشن کینسل کرنے کی فریاد کی۔ انتظامیہ نے کہا کہ آپ لوگ ہمارے ساتھ مولانا حشمتی کے پاس چلئے اور ثابت کیجئے کہ انھوں نے کیا کیا غلط کہا ہے۔ اگر آپ لوگوں نے ان کی کوئی ایک بات بھی غلط ثابت کردی تو پرمیشن کینسل کردیا جائیگا۔ دیوبندی جماعت کے بڑے بڑے سورما سمجھے جانے والے مولوی دم دبائے بیٹھے رہے اور کسی میں علامہ حشمتی سے گفتگو کرنے کی جرأت نہ ہوئی اس لئے انتظامیہ نے دوسرے روز کا پرمیشن ختم کرنے سے انکار کردیا۔

الحمد للہ، ۱۸ ستمبر ۲۰۱۱ یعنی دوسرے روز کے پروگرام میں شہر اور قرب وجوار کے خوش عقیدہ سنی مسلمانوں کا ہجوم جوق درجوق بعد نماز عصر ہی سے پٹھان چوک کے میدان میں جمع ہونے لگے۔ اور مغرب تک پورا میدان کھچا کھچ بھر گیا۔ اندازہ کے مطابق سامعین کی تعداد پچیس ہزار کو تجاوز کرگئی بعد نماز مغرب راقم الحروف نے تقریر کرتے ہوئے بتایا کہ سعودی عرب کے نجدی عالم حمود بن عبداللہ بن حمود التویجری نے اپنی کتاب ''القول البلیغ فی التحذیر من جماعۃ التبلیغ'' میں تبلیغی جماعت کو گمراہ اور اہل سنت وجماعت سے خارج قرار دیتے ہوئے لکھا کہ ''اما جماعۃ التبلیغ

فانهم جماعة بدعة وضلالة وليسوا علی الٔ
رالذی کان علیه رسول الله صلی الله علیه
وسلم وأصحابه والتا بعون لهم
باحسان "(ص۱۷) اور ص۱۸ پر تبلیغی جماعت کو شیعوں
ورافضیوں سے مشابہ قرار دیتے ہوئے لکھا کہ "ولهم شبه
باما لتشیع با سم الحکمة والا حتیا ط" تبلیغی
جماعت کی سب سے معتبر کتاب "تبلیغی نصاب" پر تبصرہ کرتے
ہوئے لکھا۔ "وفیه من الشرکیات والبدع
والخرافات والاحادیث الموضوعة والضعیفة
وشتی کثیر وهوفی الحقیقة کتاب شرو ضلال
وفتنة "اور اس (تبلیغی نصاب) میں بہت سی شرک وبدعت اور
خرافات کی باتیں ھیں، اور احادیث موضوعہ وضعیفہ بھی موجود ھیں اور
بہت سی ایسی ہی چیزیں ھیں۔ حقیقت یہ ھیکہ یہ شرو گمراہی اور فتنہ
وفساد کی کتاب ہے۔ اسی طرح (ص۲۱) پر لکھا کہ "حکمی فی
خارج أن نشاط القادیا یین والتبلیغین ممنوع
فی مصر ولکن نشاط الاتین مسموح فی
اسرائیل "مجھ سے ایک حاجی نے بیان کیا کہ قادیانیوں اور
تبلیغیوں کے لئے مصر میں تبلیغ پر پابندی ہے جبکہ ان دونوں جماعتوں
کو اسرائیل میں تبلیغ کی مکمل چھوٹ حاصل ہے۔ آخر میں راقم
الحروف نے عرض کیا کہ مصر کے جید عالم دین ڈاکٹر محمد خلد ثابت تبلیغی
جماعت سے وابستہ تھے مگر جب اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی کتابیں
پڑھیں تو ان کی آنکھیں کھل گئیں۔ اور اس سے مکمل علیحدگی اختیار
فرمائی نیز اپنی کتاب "انصاف الامام فی انصاف امام
اهل السنة العالم الربانی المجدو ألسیخ احمد
رضاخان البریلوی "میں تبلیغی کا مکروہ چہرہ ظاہر کرتے
ہوئے فرمایا۔

"وأطمئن لما أقول ان جماعة التبلیغ
من اکبر العوامل التی نشرت ابدعة
الوهابته فی العالم "(ص۷۸)
میں اپنی اس بات پر مکمل مطمئن ہوں کہ تبلیغی جماعت ان بڑے
عوامل میں سے ہے جس نے دنیا میں وہابی بدعت کو پھیلایا۔

میری اس مختصر تقریر کو سن کر وہابیوں، دیوبندیوں میں
کھلبلی مچ گئی ان کے سینوں پر سانپ لوٹنے لگا کیونکہ ان کی حقیقت
کا اظہار خود سعودی عرب میں چھپی کتاب سے ہو رہا تھا اس لئے
تھوڑی ہی دیر بعد ایک پرچہ آیا کہ کتاب کا نام مطبع اور عبارت پھر
سے سنائی جائے میں نے ان کی خواہش پوری کردی جس سے ان کی
کھلبلی اور بڑھتی گئی چونکہ دس ہی بجے تک جلسے کا پرمیشن تھا اس لئے
ناظم اجلاس نے بلا تاخیر بڑے پرزور انداز میں مختلف القابات کے
ساتھ مقرر خصوصی عالم حق بیان حضرت مولانا عبدالمصطفیٰ صاحب
قبلہ حشمتی کی تقریر کا اعلان کیا حضرت کا نام سنتے ہی سامعین میں خوشی
کی لہر دوڑ گئی ہر چہار جانب سے نعرۂ تکبیر ورسالت کی صدائیں بلند
ہونے لگیں حضرت نے قرآن واحادیث کی روشنی میں مسلک اعلیٰ
حضرت کی حقانیت ثابت کرنے کے بعد وہابیوں، دیوبندیوں کی
کفری عبارتیں حفظ الایمان، براھین قاطعہ، تحذیر الناس، اور تقویۃ
الایمان سے پیش فرما کر یہ ثابت کیا کہ وہابی، دیوبندی اور تبلیغی
جماعت والے خدا عزوجل ورسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان
اقدس میں گستاخی کرنے کے سبب کافر ومرتد اور بے دین ہیں۔ حفظ
الایمان کا حوالہ دیتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ اس کتاب میں
اشرف علی تھانوی نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم پاک کو بچوں،
پاگلوں، اور جانوروں کے علم سے تشبیہ دیا (معاذ اللہ) جب کہ نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ساری مخلوق میں سب سے افضل
واعلیٰ علم عطا فرمایا ہے۔ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی، ورشید احمد گنگوہی کا
مشترکہ کفر ثابت کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ انہوں نے براھین
قاطعہ میں نبی کے علم سے شیطان کے علم کو زیادہ مانا جبکہ نبی صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کا انکار کرتے ہوئے لکھا کہ "شیطان وملک
الموت کا حال دیکھکر علم محیط زمین کا فخر عالم خلاف نصوص قطیعہ کے
بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا
حصہ ہے" تحذیر الناس میں قاسم نانوتوی کے انکار ختم نبوت کو بیان

کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ اس نے صرف ختم نبوت کا انکار ہی نہیں بلکہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مستند حدیث میں ارشاد فرمایا "انا خاتم النبین لانبی بعدی "وتقویۃ الایمان جس کا رکھنا وہابیوں کے نزدیک عین ایمان ہے اس کی بھی چند عبارتیں آپ نے سنائیں جس میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ذرہ نا چیز سے کمتر چمار سے زیادہ ذلیل اور مر کر مٹی میں ملنے والا لکھا گیا"۔(معاذ اللہ)

حضرت مولانا حشمتی صاحب کو امراؤتی کے سنی مسلمانوں نے پانچ گاڑیوں کی کنجیاں پیش کردی تھیں۔جنھیں حوالہ غلط ثابت کرنے پر انعام کیلئے بار بار اعلان کیا گیا اور ایک لاکھ روپئے نقد دینے کی خوشخبری سنائی مگر وہابیوں ،دیوبندیوں نے بجائے اس کے کہ اپنی کفری عبارتوں کا حوالہ غلط ثابت کرے یا ان کا دفع کرتے ۔انہوں نے ایسا نہ کرتے ہوئے تھانے کو گھیر لیا اور پولیس سے مطالبہ کرنے لگے کہ تقریر بند کرائی جائے پولیس کے لوگوں نے کہا کہ تقریباً پچیس ہزار لوگ تقریر سن رہے ہیں جلسہ گاہ میں کسی طرح کا کوئی خلفشار نہیں اطمنان سے سن رہے ہیں اگر ہم تقریر بند کرائیں گے تو عوام ہمارے خلاف بھڑک اٹھے گی اس لئے ہم کوئی مدد نہیں کرسکتے۔اس طرح غیر اللہ سے مدد مانگنے پر شرک وبدعت کا فتوی لگانے والے وہابی ،دیوبندی کو ذلت ورسوائی کے سوا کچھ ہاتھ نہ آیا۔ سچ فرمایا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے:

جو تیرے در سے یار پھرتے ہیں

دربدریوں ہی خوار پھرتے ہیں

ٹھیک دس بجے صلاۃ وسلام دعا وفاتحہ کے بعد ہزاروں لوگوں نے علامہ حشمتی کو نعرۂ تکبیر ورسالت کی چھاؤں میں قیام گاہ کی طرف رخصت کیا جب گاڑی قیام گاہ کی طرف جارہی تھی تو ہزاروں وہابیوں و دیوبندیوں نے لاٹھی، ڈنڈے، پتھروں اور تلواروں سے اس پر حملہ کردیا جس سے گاڑی کے شیشے ٹوٹ گئے،گاڑی کے مالک جو خود ہی گاڑی چلارہے تھے زخمی ہوکر خون میں شرابور ہوگئے مگر جذبۂ ایمان میں سرشار ہوکر گاڑی چلاتے رہے۔اپنے تبلیغی اجتماعات میں حسن اخلاق کا درس دینے والے وہابی،دیوبندی بداخلاقی کا مظاہرہ کرتے ہوئے بار بار گاڑی روکنے کی ناکام کوشش کرتے رہے یہاں تک کہ گاڑی کوتوالی میں داخل کردی وہاں بھی وہابی غنڈوں نے توڑ پھوڑ کرنے کی کوشش کی جسے پولیس نے ناکام بنادیا۔

جب صحابیٔ رسول حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ ممبر پر کھڑے ہوکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کا رد فرماتے تھے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم انھیں دعا دیتے ہوئے فرماتے:"اللھم اید حسان بروح القدس "اے!اللہ حسان کی روح الامین کے ذریعہ مدد فرما۔اسی دعا کی برکت تھی کہ دشمنان خدا اور رسول جل جلالہٗ ،صلی اللہ علیہ وسلم کا رد بلیغ کرنے والے علامہ حشمتی کو لاکھ کوشش کے باوجود سیکڑوں وہابی مل کر بھی کوئی نقصان نہ پہنچا پائے۔تائید ربانی ونصرت خداوندی کا جلوہ میری نگاہوں نے اس وقت دیکھا جب علامہ حشمتی ،فقیر راقم الحروف اور دیگر رفقاء دشمنوں کے نرغے میں پھنسے اور انھوں نے اذیت رسائی کی ہر ممکن کوشش کی مگر دشمنوں کی تمام ناپاک کوشش نیست ونابود ہوکر رہ گئی۔

۳؍رجب شب میں پولیس کمشنر نے وہابیوں کے دباؤ میں آکر حشمتی صاحب ،مولانا مقصود اور راقم الحروف کے خلاف مقدمہ قائم کیا اور مختلف دفعات لگا کر لاکپ میں ڈال دیا۔۱۲؍گھنٹے کے بعد کورٹ سے ضمانت ملی۔کورٹ سے باہر آتے ہی ہزاروں خوش عقیدہ سنی مسلمانوں نے اپنے قائد ورہنما کا استقبال نعرۂ تکبیر ورسالت سے کیا اور جلوس کی شکل میں امراؤتی سے رخصت کیا۔

دشمنوں کے حملے کی خبر آگ کی طرح پھیل چکی تھی ملک وبیرون ملک کے ہزاروں لوگوں نے فون پر رابطہ کرکے اپنی دعاؤں سے نوازا بالخصوص شہزادہ اعلیٰ حضرت حضور تاج الشریعہ دام ظلہ،اور بریلی شریف سے دیگر شہزادگان ،مارہرہ شریف سے حضور امین میاں مدظلہ العالی ،ودیگر شہزادہ ،مارہرہ کی جانب سے اور دیگر علمائے کرام کی جانب سے پیغامات آئے سبھی نے دعاؤں سے نوازا اور حوصلہ افزائی فرمائی۔

☆☆☆

Regd No.144,W.S.997/88.Sep.- Oct. 2011. Rs.20

SUNNI AWAZ

Mohalla Ganja Khet Nagpur-440018.